

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

اہل ایمان مرد و خواتین نیز برادران وطن کو روزانہ کی زندگی میں
نشانِ راہ بتانے والی احادیث مبارکہ کا

مجموعہ

تعلیم الحیث

حصہ اول

مع عربی متن و ترجمہ اور مختصر تشریح

مرتب

مفسرین حضرت مولانا عبدالکریم پارکھی صاحب مدظلہ العالی پانکورو

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۴۲۲ مٹیامحل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

فون آفس: ۳۲۷۵۴۰۶ ۳۲۷۵۴۰۶ رھائش: ۳۲۶۲۳۸۶

کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر
کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر

کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر

چشمه

تعلیم

مفت

کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر

مفت

کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر



کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر

کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر

کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر

کتابخانه کتب نفیس و کتب نادر

بِسْمِ اللَّهِ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
(فَتَوَان)

اہل ایمان مرد و خواتین نیز برادران وطن کو روزانہ کی زندگی میں
نشان راہ بتانے والی احادیث مبارکہ کا
مجموعہ

تعلیم الحیث

عربی متن و ترجمہ اور مختصر تشریح

حصہ اول

مکتبہ

مفسر قرآن حضرت مولانا عبد الکریم پارکھی صاحب مدظلہ العالی پانکپور

ناشر

فرید بکریو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۳۲۲ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۲
فون/آفس : ۳۲۶۵۴۰۶ ۳۲۶۹۹۸۰ رہائش : ۳۲۶۲۳۸۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Phones 323864372336, 723390 330020 Fax

Abul Hasan Ali Nadwi
P. O. BOX, No. 93, NADWATUL ULAMA,
LUCKNOW—226 007, U. P. (INDIA)

أبو الحسن علي بن أحمد الندوي
مفتي العلماء - دکن - الهند

التاريخ :

Ref :

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله - أما بعد !
ایک اعلیٰ حقیقتِ خدوتِ دین کے ارتقاء و ترقی اور ترقی کے
بنیاد پر کھانا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب کلم و رفیقِ حق مقرر فرمایا تو اس کے
سے رہی کتابِ محبوب و فطیم (قرآن مجید) کی پوری خدمت کی، اور ترقی
اس کی سزاہ راستہ ہی خدمتِ وراثت و ترقی کی اور اس کی
دعوت، تقاضا و خطبات میں ہی اس کو بنیاد بنایا، اور اس کے
علاقہ ملک کی دوسری زبانوں میں بھی اس کی ترجمانی کی اور اس کو پیش کیا،
یہ نعمت بالائے نعمت، اور یہ توفیقِ جدید و زید کہ اس کے
شرف کوئی شخص غور و فکر اور ترجمانی و تشریح (موضوع بنایا، اور
تعلیم و ترویج کے نام کے ایک باب جمع کیا جس سے علم و غیر علم دونوں
فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جو کہ وہ اپنے طویل و مسلسل دعوئی سفر "بیادِ زینت"
کے سلسلہ میں دینی تبلیغ یافتہ مسلمانوں اور حقیقت پسند مسلمانوں کے
واقف ہیں، اسے خطاب کی بنا پر دونوں طبقوں کی نفسیات، طریق فکر
اور دین کے واقف ہیں، اس لئے انھوں نے اپنی اس کتاب میں بہت سے
اچھے غور و فکر اور فرائض کی اور دعوتِ فکر دی، جو محدود مدد ماحول
اور عالمانہ و علمی ذہنات کے تعلق رکھنے والوں کی نظر سے گزر رہی ہے۔

اس طبع یہ کتاب محض تصانیف و معارف ہی نہیں، عام سڑک لکھوں کو
 حضرت شرافت کا بارے میں دعوت مکرر ہے، اور اس نثر میں ہرگز
 ورافت رانی ہے، جو عام طور پر مدرسوں، داندوں اور فخریوں پر
 بیانات و تعلیمات میں آتی ہے، بلکہ ہمارے ہی تو مقبول و مشہور بیانات
 اور اس کے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچا رہا ہے۔ وما زاد علی بعزیز

ابو الحسن علی ندوی

۱۴ ستمبر ۱۹۱۸ء

۲۳ جون ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أبو الحسن علی اکبر ندوی
 مدظلہ العالی - لکھنؤ - الہند

جب روایت کر رہی تھیں تو اُن کے ہاتھ کانپ رہے تھے
 اور ان کے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں نے یہ
 کتاب لکھ کر شہرت پائی تو میری شہرت اور دنیاوی
 سعادت بڑھ جائے گی، اور جو بدنامی میری نسبت
 تھی وہ مٹ جائے گی، لیکن میری تعلیمات اور دین کی عظمت
 کی بنا پر وہ ایک بڑی حد تک بڑھ گئی، لیکن میری
 دنیاوی شہرت بڑھنے کے باوجود میری تعلیمات اور دین کی عظمت
 اور زبیر کے بارے میں

ابو الحسن علی ندوی

۱۴ ستمبر ۱۹۱۸ء
 ۲۳ جون ۱۹۹۴ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ندوة العلماء
لاکھنؤ، الہند

ابو الحسن علی احسن علی ندوی
Abul Hasan Ali Nadwi

Date: 23.06.1997.

التاریخ: ۱۷/ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

الحمد لله والصلوة على رسول الله - اما بعد !

ایک اظہار حقیقت خدمت دین کے اعتراف فضل اور شکر کی بنیاد پر لکھا جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے محب مکرم و رفیق محترم مولانا عبدالحکیم پارکھی صاحب سے اپنی کتاب محبوب و منظم (قرآن مجید) کی بڑی خدمت لی، انہوں نے اس کی براہ راست بھی خدمت و اشاعت و ترجمانی کی اور اپنی دینی دعوت، تقاریر و خطبات میں بھی اس کو بنیاد بنایا، اور اردو زبان کے علاوہ ملک کی دوسری زبانوں میں بھی اس کی ترجمانی کی اور اس کو پیش کیا۔

یہ نعمت بالائے نعمت اور یہ توفیق جدید و مزید ہے کہ انہوں نے حدیث شریف کو بھی اپنے غور و تفکر اور ترجمانی و تشریح کا موضوع بنایا اور تسلیم الحدیث کے نام سے ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جس سے مسلم و غیر مسلم دونوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں، چونکہ وہ اپنے طویل و مسلسل دعوتی اسفار، پیام انسانیت کے سلسلہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں اور حقیقت پسند غیر مسلموں سے خطاب کی بنا پر دونوں طبقوں کی نفسیات، طریق فکر، اور ذہن سے واقف ہیں، اس لیے انہوں نے اپنی اس کتاب میں بہت سے ایسے عنوانات پر قلم فرمائی اور دعوتِ فکر دی جو محدود مددگار ماحول اور علما و مدد راز مشاغل سے تعلق رکھنے والوں کی نظر اس پر نہیں جاتی،

اس طرح یہ کتاب محض تعارف و معلومات ہی نہیں، عام پڑھے لکھوں کو حدیث شریف کے بارے میں دعوتِ فکر دیتی ہے اور اس کے ان پہلوؤں سے واقف کراتی ہے جو عام طور پر مدرسوں، داعیوں اور مقررین کے بیانات و تعلیمات میں نہیں آتے، اللہ تعالیٰ اس سہمی کو مقبول و مشکور بنائے اور اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ وماذا لله على الله بعزیز۔

ابو الحسن علی ندوی

۱۷/ ۲/ ۱۴۱۸ھ

۱
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

تعلیمِ الٰہیہ کی ضرورت | احادیثِ رسولؐ پر مرتب کی ہوئی بہت سی مایہ ناز کتابیں منظرِ عام پر آئی تھیں اور علومِ نبوتؐ سے بہرہ ور ہونے والوں کی علمی تشنگی دور کر کے انھیں سیراب کرتی تھیں۔

ضروریاتِ دین اور تقاضہٴ اسلام کو پورا کرنے کے لئے علماءِ کرام و محدثینِ عظام نے سنتِ رسولؐ کے بحرِ ناپید کنارے سے وہ انمول جواہر نکال کر لوگوں کے سامنے پیش کئے جس سے فیضیاب ہو کر طالبانِ علم کے قلوب روشن و منور ہوئے۔

وقت گزرتا رہا، حالات تبدیل ہوتے رہے، زمانہ انقلاب کی صدائیں بلند کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اب وہ وقت بھی آیا کہ لوگ کتاب اللہ کی حصولِ تعلیم سے دور اور سنتِ رسولؐ کی بجا آوری سے غافل ہوئے۔ علومِ نبوتؐ و معرفت سے کنارہ کشی کی وجہ سے امت کی پستی کا یہ عالم ہوا کہ تقاضہٴ ایمان کو کما حقہ ادا کرنے کی بات تو بہت دور ہے۔ ضروریاتِ دین کے ببادہ کو بھی اپنے تن سے اتار کھینکا۔ رسوماتِ مختصرہ اور بدعات کو اپنا کر بے جا ہول و لعب اور غیر پرستی جیسی ضلالت و گمراہی کے گڑھے میں جا گرے۔

امّت کا در در رکھنے والا

اس لئے ضرورت تھی کہ لوگوں کو تعلیم کتاب اللہ سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے عقائد کو درست کرنے کے بعد، لوگوں کی کم علمی و کم فہمی کو دیکھتے ہوئے ان کے سامنے مسائل و احکامات کی باریکیاں پیش کرنے کے بجائے سنتِ رسولؐ کے وہ مقدس نمونے اور آپؐ کے وہ مبارک اقوال پیش کئے جائیں جو ان کے ایمان کو تقویت دینے کا سبب، جذبہ عمل پیدا کرنے کا ذریعہ، اور اور رضائے الہی کے حصول کے ضامن ہوں۔

چنانچہ رب العالمین نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک ایسے مخلص بندے کو اس کا خیر کی انجام دہی کے لئے قبول فرمایا جو صفِ تجارت میں اپنے حسن معاملہ کی وجہ سے نہایت مقبول ہونے کے باوجود امّت کے راہِ راست پر آنے اور ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح و درستگی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔

اور جن کی زندگی کے بیشتر اوقات علماء و صلحاء و سلف صالحین کی بابرکت صحبت سے فیضیاب ہونے میں گزرے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے مشہور مفکر، عالم ربانی و حقائق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہم العالی کے خصوصی تربیت یافتہ، اور ان کے خلیفہ مجاز ہونے والی وہ ذات گرامی مشہور ترجمان القرآن و داعی الی اللہ حضرت مولانا عبد الکریم پارکچہ صاحب مدظلہ العالی کی ہے۔

جن کی بے انتہا محنتوں اور کثیر جدوجہد کی بنیاد پر سہل الفہم و کثیر العلم والی متعدد احادیثِ رسولؐ پر مشتمل ایک کتاب "تعلیم الحدیث" کے نام سے مرتب ہوئی۔ جو حضورؐ کے اقوال و اسوہ حسنہ کا حسین گلدستہ ہے۔ جس کے پڑھنے سے آپؐ کو تازگی

۳
و فرحت حاصل ہوگی جو دلوں کو سکون بخشنے والی، دینی معلومات میں اضافہ کرنے والی
اور ایمانی حرارت میں اضافہ کرنے والی ہے۔

الوداع | رب تعالیٰ کے حضور دستِ دعا دراز کرتا ہوں کہ اس کتاب کے
مؤلف کو تادمّت مدید امت کے سر پر سایہ فگن رکھے۔ اور ان کی
مقدس صحبت سے لوگوں کو مستفیض ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور ان
سے راضی ہو جائے۔

اور اس کتاب کے پڑھنے والوں اور اس سے عبرت حاصل کرنے والوں
کے سینوں کو علوم نبوت کے حصول کے لئے کھول دے اور ان کے قلوب کو احادیث
مبارکہ کی نورانی گہرائیوں سے منور فرمائے۔ اور اس کتاب کے شائع کرنے میں ہر
فرد کی محنت کو قبول فرما کر ان کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

دعا گو۔ ناچیز بندہ (مولانا مفتی) محمد اسحاق قاسمی عثمہ

افتتاحیہ حدیث شریف کی اہمیت و ضرورت

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۳۳۔ الاحزاب آیت ۲۱)
یقیناً تم سب کے لئے اللہ کے رسول کے ہر ایک عمل میں بہت ہی اچھا نمونہ موجود ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ
عَلَيْهِمْ حَفِيفًا (۴۔ النساء آیت ۵۹)

جس نے رسول کا حکم مانا اس نے دراصل اللہ کا حکم مان لیا اور جو اللہ کا چھڑا تو ہم نے آپ کو ان کی
نگرانی کے لئے تو بھیجا نہیں ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ
أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (۵۹۔ النساء آیت ۶۹)

اور جو لوگ اللہ اور رسول کے حکم پر چلتے رہتے ہیں وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا
جیسے نبی، صدیق، شہید ہونے والے اور نیک لوگ، اور یہ کیا خوب اچھے ساتھی اور رفیق ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ
(۴۔ النساء آیت ۶۴)

جو بھی رسول ہم نے بھیجا تو اللہ کا فیروان اس کے ساتھ تھا کہ اس کی اطاعت کی جائے

پہلا انسان اللہ کا نبی

اللہ نے جس انسان کو سب سے اول اول زمین

پر اتارا وہ اللہ کے نبی حضرت آدمؑ تھے، موجودہ انسانی نسل تمام کی تمام حضرت آدمؑ کی اولاد ہے، پیغمبر زادوں سے آباد اس دنیا میں جب کبھی بگاڑ آیا اللہ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ اس بگاڑ کو درست کرنے کا انتظام فرمایا۔ اللہ نے اپنے نبیوں پر کتابیں حق کی بنیاد پر اتاریں۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ
وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

(۲۔ البقرہ آیت ۲۱۳)

پہلے وقت میں سب لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے اور ان کی ایک ہی واحدیت تھی پھر جب ان میں بگاڑ ہوا تو اللہ نے انھیں میں سے اپنے نبیوں کو کھڑا کیا جو نبی کی پریشانت سناتے تھے اور برے کاموں پر اللہ سے ڈرنے کی لوگوں کو متیقن کرتے تھے اور اللہ ان نبیوں کے ساتھ حق کی بنیاد پر اپنی کتابوں کو بھی نازل فرماتا رہا تاکہ لوگوں کو میان جو اختلاف ہو چکا ہے اس کا فیصلہ ان آسمانی کتابوں سے بتا دیا جائے

نمونہ زندگی اللہ نے اپنی کتابوں کے ذریعہ قانون الہی۔ اپنی مرضیات اور

احکامات نازل فرمائے اور ان احکامات کو اللہ کے پیغمبروں

نے خود اپنی زندگی میں لاگو کر دکھایا اور عام انسانوں کو بھی اپنی نمونہ والی زندگی کے ذریعہ صراط مستقیم پر چلنے کا طریقہ بتایا اسی کو قرآن مجید کی اصطلاح میں "اسوۂ حسنہ" کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي

رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۳۳۔ الاحزاب آیت ۲۱) یقیناً تم سب کے لئے اللہ کے رسول کے ہر عمل میں بہت ہی بھانوں موجود ہے۔

حدیث سنت رسولؐ ہے

اللہ رب العزت کے پیغمبر کا نمونہ زندگی دو طرح سے محفوظ ہوتا ہے۔ ایک اللہ کی کتاب سے اور دوسرا یہ کہ نبی کی زندگی میں جو لوگ اس کے آس پاس ایمان لا کر جمع ہوئے وہ نبی کی باتیں سن کر اور نبی کے اعمال دیکھ کر اور اپنی زندگی کے معاملات کو حل کرنے کے لئے نبی سے سوالات کرتے۔ نبی سے اللہ کے احکام اور اس کی مرضی معلوم کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ اپنی یادداشت تجزیروں اور اپنے عمل میں اسے محفوظ کر لیتے اسی کا نام حدیث ہے۔

تحفیظ حدیث رسولؐ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر رب کا مننات نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے اور آج تک سینوں اور سفینوں میں محفوظ ہو کر تلاوت، حفظ و قرأت، نماز، تراویح و درس و تدریس میں رواں دواں ہے۔ دوسری جانب حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات کا آجانا اور حدیث شریف کی تحفیظ کی ذمہ داری امت پر ڈالی گئی کہ وہ اللہ کے آخری نبی کے تمام اقوال کو سنتی رہے، مانتی رہے اور اپنے عمل میں لائے نیز ایک سے دوسرے تک پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھے۔ اس قدر فی سلسلہ میں اللہ رب العزت کی بڑی مدد شامل حال رہی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال طور طریقے کی ہر بات چاہے وہ خوشی اور ناخوشی کی ہو رنج و غم کی ہو سکھ دکھ کی ہو فتح و کامیابی کی ہو غرض جو کچھ دیکھا یا سنا سب کا سب اپنی یادداشت میں محفوظ رکھا اور یہ سب مقدس باتیں

حدیث رسول کے عنوان سے دنیا میں شہرت پائیں۔

ایک سوال دو نبوت میں لوگوں نے وسیع انسانی زندگی کے بہت سے مسائل حل کرنے کے لئے حضور اکرمؐ سے سوالات بھی کئے اسی قسم کا ایک سوال و جواب قرآن مجید کے بیان میں پڑھئے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِلُهَا ۖ (۴۲) فَيَوْمَ تُنْزَلُ السَّاعَةُ لَنَجْذِبَنَّكَ أِلَىٰ سَبِيلِكَ ۚ (۴۳) إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ مَّن يَخْشَىٰ ۚ (۴۴) كَانَتْهُمْ يَوْمَ يُرَوُّهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحًى ۚ (۴۵)

(۹۰۔ النزلت آیت ۴۲ تا ۴۵)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب ہوگی؟ سو تم کو کیا کام کہ وہ کب ہوگی۔ اس قیامت کے علم کی انتہا کا حوالہ تمہارے رب کی طرف ہے۔ تم تو ڈر سنانے والے ہو اس شخص کو جسے قیامت کا کھکا لگا ہو جب یہ لوگ قیامت کے دن کو دیکھ لیں گے تو انھیں ایسا لگے گا کہ دنیا میں ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہیں رہے تھے۔

حشر میں آدمی بے لباس لوگوں نے قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا اور اس کا جواب اللہ نے نازل فرما دیا پھر بھی بیشتر سوالات لوگوں کے ذہنوں میں آنا قدرتی بات تھی مثلاً قرب قیامت کا زمانہ کیا ہوگا کیسا ہوگا؟ قیامت کی نشانیاں اور اس کے آثار کیا ہوں گے؟ قیامت اور کیا کیا کیفیتیں ظاہر ہوں گی؟ قبر سے جب مردے اٹھیں گے تو وہ لباس پہنے ہوں گے یا بے لباس ہوں گے۔ ظاہر بات ہے ان سوالات کا جواب اللہ تعالیٰ کا

بھیجا ہوا نبی اور پیغمبر ہی دے سکتا ہے اور نبی بھی اتنا ہی بتا سکتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اس پر ظاہر فرماوے۔ تو سنا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا کہ حسب ذیل حدیث شریف میں آیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْشُرُونَ حَقَّاهُ
 نِزَاءً عَزْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُونَ بَعْضُهُمْ إِلَى
 بَعْضٍ فَقَالَ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهْمَّهُمْ ذَلِكَ.
 (بخاری شریف کتاب الرقاق باب کَیْفَ الْعَشْرِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، برہنہ جسم، بوجھائے بدن جمع کئے جائیں گے، حضرت عائشہؓ نے (تعجب سے) پوچھا اس صورت میں تو مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو اچانک بے حجاب دیکھ لیں گے۔ نبیؐ نے فرمایا قیامت کی ہولناکی اتنی سخت ہوگی کہ کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہیں ہوگا۔

حدیث کے تحفظ کی ذمہ داری امت پر | اللہ تعالیٰ نے

رسول پر قرآن نازل فرمایا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور احکامات الہی پر عمل بنیادی طور پر آگیا۔ لیکن خاتم النبیینؐ کی پاکیزہ زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملات اور اس وقت کے لوگوں کے سوالات اور ان کے جوابات نبیؐ نے ارشاد فرمائے سنت قائمہ کے تحت آپؐ نے جو کچھ فرمایا آپؐ کی پسند ناپسند آپؐ کے اقوال و افعال اور فیصلے بلکہ آپؐ کی پاکیزہ زندگی کے جملہ معاملات سب کے سب اگر تفصیل سے قرآن مجید میں نازل فرما دیئے جاتے تو قرآن مجید کا

موجودہ جو مصحف ہے اس سے پچاس یا سو گنا زیادہ ضخیم مصحف تیار ہوتا اور عوام کے لئے اس کا پڑھنا پڑھانا، حفظ کرنا کھنا بتانا اور اتنی جلدوں کو ہاتھ میں لئے رہنا، سنبھالنا سب کچھ مشکل ہوتا۔ اس سبب سے دعوتِ ایمانی پر جو جماعت دورِ اوّل میں تشکیل پائی وہاں سے اب تک حدیث شریف کی حفاظت کے سلسلہ کو امت کے ذریعہ جاری کرایا گیا۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو آج ہمارے لئے اپنے دینی نظام میں اور سماجی زندگی میں قرآن مجید کے احکامات کی تفصیل اور عملی نمونہ معلوم کرنا مشکل ہوتا اس لئے رب تعالیٰ کے قانونِ فطرت کے تحت حضرت محمدؐ نے صحابہؓ کے ذریعہ حدیث شریف کا چلن جاری کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ **بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً** (مجھ سے ہدایت کی کوئی بات بھی سنو تو دوسروں تک پہنچا دو۔)

اس فرمانِ محمدی کے ذریعہ امت پر تدوینِ حدیث کی ذمہ داری ڈالی گئی اور یہ امت الحمد للہ علمِ حدیث کے تحفظ کا اب تک سبب بنی ہوئی ہے جس کی وجہ سے امت کی ترویج و تازگی میں آج تک کوئی فرق نہیں آنے پایا۔

قرآن و سنت میں کوئی جدائی نہیں

اب یہ سمجھنے میں کسی کو دشواری نہ ہونی چاہیے کہ قرآن اور حدیث یا احکام القرآن اور سنتِ رسولؐ میں کوئی تفریق اور جدائی مطلق نہیں ہے صرف دونوں کے عربی متن الگ الگ محفوظ ہیں جو دو سمندروں کی طرح ایک ساتھ مل کر چلنے کے باوجود بھی ایک دوسرے میں خلط ملط

اور گڑبڑ نہیں ہوئے۔

حسب ذیل آیات سے ان کے ایک دوسرے سے نہ ملنے پر مثالیں دی جاسکتی ہیں

(۱) وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجِجْرًا مَّحْجُورًا (۲۵۔ الفرقان آیت ۲۵)

ایک حد فاصل بیچ میں رکھ دی کہ دونوں کو ملنے سے روک بنائے رکھے۔

(۲) وَجَعَلَ بَيْنَ الْبُخْرَيْنِ حَاجِزًا ط (۲۷۔ النمل آیت ۲۷)

اور دو سمندروں کے بیچ آڑ ڈال دی

ایک دریا کے دو کنارے

قرآن و حدیث کا متن اور

الفاظ الگ الگ ہیں اس

کے باوجود دونوں میں حکم اور عمل کے اعتبار سے کوئی جدائی اور تفریق نہیں ہے بلکہ ساتھ ساتھ مل کر چلتے ہیں لیکن ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتے قدرت کا یہی منظر سمندروں میں بھی دیکھ لیجئے ایک کاپانی میٹھا دوسرے کاپانی کھارا اور نمکین رنگ اور ذائقہ دونوں کا الگ الگ ایک ساتھ ہو کر دونوں دریا کاپانی بہتا ہے لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی دوسرے سمندر کے پانی سے ملنے نہیں پاتا۔

اس تمثیل سے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے متن میں ایک لفظ بھی وحی الہی کے سوا داخل نہ ہونے پایا اور نہ آئندہ داخل ہو سکے گا قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں بھی حدیث کا کوئی ایک لفظ ملنے نہیں پایا اور نہ ہی کوئی حدیث قرآن مجید میں داخل کی جاسکتی۔ گو قرآن مجید اور حدیث شریف

دونوں ہی عربی زبان میں ہیں۔ ایک کی عربی عرشِ عظیم سے آئی ہے۔ اور حدیث شریف کی عربی زمین والوں کی عربی ہے جو انسانوں میں سب سے عالی مرتبت حضرت محمدؐ کی زبان مبارک سے ادا ہوئی ہے۔ جسے صحابہ کرامؓ نے اپنے عمل اور اپنی یادداشت و تحریر میں منضبط کر کے بعد کے لوگوں تک پہنچایا۔ اس طرح صحابہ کرامؓ اور محدثینؒ و راویانِ حدیث کو بھی دین کی تحفیظ میں اللہ کے رسولؐ کا انصار بن جانے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص تفصیلی طور پر دین جاننا چاہے اسے حدیث شریف کے ذخیرہ کی طرف رجوع کرنا ہی پڑے گا۔ اور حدیث النبیؐ کی طرف رجوع کرنے سے قرآن مجید کسی کے ہاتھ سے چھوٹے گا نہیں جیسے ہمارے زمانے کے بعض پڑھے لکھے جاہل جو منکرینِ حدیث کے نام مشہور ہیں اور یہ بات چلا رہے ہیں کہ حدیث ضروری نہیں ہے ایسے لوگوں کے ہاتھ سے سمندر کا ایک کنارہ تو کیا دونوں کنارے چھوٹ گئے اور ان کی کشتی ڈوب کر رہی۔ اللہ ہم سب کو انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔

آسمانی کتاب کے حروف اور سورتوں کی تعداد

یہاں پر قرآن مجید کے تعلق سے بھی کچھ معروضات پیش نظر رکھیں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ پر قرآن مجید تیس سال کی مدت میں نازل فرمایا جس میں تیرہ سال مکی زندگی ہے اور بقیہ دس سال مدنی زندگی رہی تیرہ سالہ مکی زندگی میں دو تہائی سے زیادہ قرآن شریف نازل ہوا۔ اور دس سالہ مدنی زندگی میں بقیہ قرآن مجید نازل ہوا اس طرح

پندرہ تیس سال میں مکمل دستور حیات قرآن پاک کی شکل میں نازل ہوا۔
 کتاب اللہ میں کل چھ ہزار دو سو سینتیس آیات ہیں اور ایک سو چودہ سورتیں ہیں
 بعض سورتیں بہت طویل ہیں جیسے سورہ بقرہ، سورہ انعام، سورہ نساء، سورہ
 اعراف وغیرہ اور بعض اوسط درجہ کی سورتیں ہیں جیسے سورہ نمل، سورہ یوسف
 سورہ رعد، اور سورہ ابراہیم وغیرہ اور کچھ ایسی بھی ہیں کہ جن میں صرف تین یا چار
 آیات ہیں جیسے سورہ کوثر، سورہ عصر، سورہ قمریش، سورہ اخلاص وغیرہ
 یہ چھوٹے چھوٹے سائز کی سورتیں ہیں کہ امت کا ہر طبقہ مرد و عورت، بچہ
 بوڑھا، مزدور تاجر کسان وغیرہ سب پڑھ سکیں، سمجھ سکیں اور اپنی نمازوں میں
 آسانی سے پڑھ سکیں، ایسی عظیم الشان مفید ترین سہل اور آسان سے آسان
 کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔

قرآن پڑھ پڑھ کر سنایا

اس وقت چونکہ ہمارا موضوع حدیث
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حدیث

پاک کے متعلق ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں لیکن اس سے پہلے عرض کر دیں کہ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اللہ کے دیئے ہوئے دستور حیات قرآن کے مطابق زندگی گزاری اور
 اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی قرآن کی تعلیم دی اور قرآن پڑھ پڑھ
 کر آپ لوگوں کو سناتے تھے مثلاً قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

إِنَّمَا أُوتِيتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبِّي هَذِهِ الْبَلَدُ الَّذِي حَرَّمَ هَؤُلَاءِ كُلَّ شَيْءٍ
 وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (۹۱) (سورہ نمل آیت ۹۱)

آپ اعلان کر دیجئے کہ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کرتا رہوں جس نے اس شہر کو ادب کے لائق محترم شہر بنایا ہے اور سب چیزیں اسی ایک مالک کی ملکیت میں اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کا مسلم بندہ بن کر رہوں۔
اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو قرآن مجید پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔

قرآن مجید میں بیشتر آیتیں ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سناتے تھے۔ سورہ اعراف کے آخری رکوع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے
وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۲۰۴) (۴- سورہ اعراف آیت ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے بڑے غور سے سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
سورہ بنی اسرائیل میں رب تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا (۴۵) (۱۴- نبی اسرائیل آیت ۴۵)

اور جب آپ قرآن پڑھ کر سناتے ہو تب آپ کے اور ان لوگوں کے بیچ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نظر نہ آنے والا ایک پردہ ڈال دیتے ہیں۔

۱۰۔ سورہ یونس میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۶) (۱۰- سورہ یونس آیت ۱۶)

آپ کہہ دو کہ اگر اللہ چاہتا کہ میں یہ قرآن تم پر نہ پڑھوں تو میں نہیں پڑھ سکتا تھا، اور نہ تم کو وہ اس کی خبر دیتا،

کیونکہ میں تو اس کے پہلے بھی عمر کا ایک حصہ تم پر چکا ہوں کیا پھر بھی تم کو عقل نہیں۔

حدیث ہے کہ سورہ احقاف میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّكِّنْ سَائِرِينَ ﴿٢٩﴾

(۴۶ - الاحقاف آیت ۲۹)

اور جب ہم نے جناتوں کی ایک جماعت کا رخ پھیر کر آپ کی طرف ان کو بھیجا دیا تو بڑے دھیان سے قرآن سنتے رہے، جب ان کے ساتھ اور جن بھی حاضر ہوئے تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خاموش رہو جب قرآن کا پڑھنا ہو چکا تو اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے کہ ان کو بھی اس نعمت کی اطلاع کریں۔

حج کے موسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن شہر مکہ سے باہر حجر کی نماز اپنے چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ پڑھا رہے تھے اس وقت بہت سے جنات آپ کی قرأت سن گئے۔ اور بہت متاثر ہو کر اپنی قوم کو اس کی خبر دی اور بعد میں جناتوں کے کئی وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، اور ایمان لائے۔ معلوم ہوا جناتوں کی یہ ٹولی فطرت سلیمہ پر ہوگی کہ پہلے پہل قرآن مجید سنتے ہی ان کے دل میں ایمان اتر گیا۔

ایک سوال ؟

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر شریف صرف قرآن

مجید ہی پڑھا ہوگا اور اپنے صحابہ کرام اور اس دور کے لوگوں کو صرف قرآن ہی سنایا ہوگا، کیا قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کئے ہوں گے، ضرور

بالضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قضیوں کے فیصلے کلام الہی کے مطابق ہی کئے ہیں اور قرآن مجید کو انسانی زندگی پر لاگو بھی کیا، اور صحابہ کرام کی تربیت بھی کلام الہی کے مطابق فرمادی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کئے آپ کو اولادیں بھی ہوئیں۔ آپ، اناروں میں چلتے پھرتے بھی تھے کھانا بھی کھاتے پانی بھی پیتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیوی بچوں کی وفات بھی ہوئی، اور آپ کی بھی وفات ہوئی آپ کی مکمل حیات طیبہ جو دعوت ایمان پر تھی اس میں آپ نے قرآن مجید پڑھ کر سنایا، اور اس کے احکامات کو انسانی زندگی پر لاگو کیا اور اسی کے مطابق انسانی زندگی کو گویا قانون الہی کے شکنجے میں جکڑ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے مشعلِ راہ اور اسوۂ حسنہ ہے، تجارت کے شعبہ سے تعلق رکھنے والا ہو، کاروباری ہو یا مزدور یا بادشاہ ہو یا قیدی ہو، یتیم و بے سہارا ہو گویا کہ انسانی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ مشعلِ راہ ہے جس نے آپ کی حیات طیبہ کے مطابق زندگی گذاری کامیاب و کامران ہوا اور جس نے اس کے خلاف راہ پکڑی وہ نامراد ٹھہرا۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے ہر دور سے گزارا، آپ نے یتیمی کا کرب بھی دیکھا اور اپنیوں کا ظلم بھی سہا، شعب ابی طالب میں قید و بند کی زندگی بھی گذاری، دکھ درد بھی اٹھایا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پوری انسانی زندگی پر گھیرا ڈالتی ہے، یہ ایک پوائنٹ ہے جب تک کہ نبی کو ان تمام ادوار سے

نہ گذارا جائے جس دور سے عام انسان گذرتے ہیں تو پھر امت کے لئے اپنے نبی کی زندگی کا ہر پہلو کس طرح اجاگر ہوگا؟

آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے اقوال و افعال اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تمام وہ افعال جنہیں کرتے ہوئے دیکھ کر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا یا خاموش رہا اور وہ کام جن کو کرتے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی ظاہر فرمائی۔ یہ تمام اقوال و افعال حدیث شریف کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔

نزولِ قرآن کیساتھ جو واقعات ہوئے

مثال کے طور پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی

مرتبہ وحی نازل ہوئی تو اس وقت کیا واقعات پیش آئے اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جنہوں نے عیسائیت قبول کر لی تھی اور صحفِ سماویہ کا مطالعہ کیا تھا۔ اور اہل توریت اور اہل انجیل سے ان کی نشست و برخاست تھی، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہا، اور آپ نے ان سے کیا پوچھا، ان تمام واقعات کو ریکارڈ میں لانا تدوین حدیث کہلاتا ہے۔

نبی کریم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی تمام باتیں جو آپ فرماتے تھے اسی کے مطابق کبھی چمڑے پر کبھی کاغذ پر لکھ لیا کرتے اور یاد بھی کر لیا کرتے تھے جو آج ذخیرہ حدیث کی شکل میں موجود ہے۔

سمجھی ایمان والے بھائی بہنوں سے میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ حدیث رسول کو دین میں سند کے طور پر اگر تسلیم نہ کریں تو دین کا سانچا ڈھانچا دھو را رہ جائے گا مجھے امید ہے کہ اس تمہید سے دین میں حدیث کی اہمیت اور اسکے مقام کو سمجھنے میں مدد ملے گی حضور اکرمؐ کی حیاتِ طیبہ کے دو دور ہیں ایک نکی اور دوسرا مدنی جن کی تفصیلات میں دین و ایمان اور اسلامی زندگی کے بہت سے اصول اور راز پوشیدہ اور مضمرب ہیں۔

مثال کے طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کن حالات میں مکہ چھوڑ کر مدینہ کے لئے روانہ ہونا پڑا، ہجرت میں کیا واقعات پیش آئے، اور اللہ کے نبیؐ کا کیا طرزِ عمل رہا، آپؐ نے مدینہ پہنچ کر کس طرح انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا، مسجد نبویؐ کی تعمیر فرمائی، پنجوقتہ نمازوں کا انتظام و اہتمام نیز اس کے مفصل احکامات قیام رکوع و سجود اور قعود کی ترتیب، رکعات نماز کی تعداد، اذان اور اقامت، روزہ، حج، زکوٰۃ کے متعلق احکامات اور اس تعلق سے صحابہ کرامؓ کے سوالات اور جوابات، انسانی زندگی کی ضروریات کے بارے میں احکامات بتانا، سماجی، معاشرتی، انتظامی معاملات میں دین اسلام کے نقطہ نظر کو بیان فرمانا، اخلاقی تعلیم دینا جیسے والدین رشتہ دار، پڑوسی، محتاج مسکین، اولاد، بیوی، رفیق سفر اور مسافر وغیرہ کے حقوق بتلانا اور سکھانا۔ بازار اور گھر میں آنے جانے، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، جان پہچان والوں، دوستوں اور اجنبیوں سے معاملات اور ملاقات کے طور طریقے سلام و دعا کا طریقہ وغیرہ، ان تمام ضروریات کی تفصیل اور ان کے واضح احکامات، عملی نمونے، امت کو حدیث شریف کے ذخیرہ میں ملیں گے۔

صاحبِ قرآن حضرت محمدؐ کی ذاتِ پاک پر کتاب اللہ کے نزول کے سبب زمین پر انسانی زندگی کے لئے ایک اجمالی خاکہ بن گیا اور اس کی روشنی میں حضور اکرمؐ کے ذریعہ انسانی

زندگی کا جو نقشہ بنا وہ حدیث کی شکل میں منضبط ہو کر عملی نمونہ بنا۔ اس طرح قرآن مجید کی چھاؤں میں زمینی زندگی کا الہی قانون نبیؐ کی سنتِ قائمہ کی تصویریں محفوظ ہو گیا۔

قرآن مجید کی چھاؤں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

گھر شریف لے جاتے، ازواجِ مطہرات سے گفتگو فرماتے، ان کے گھر بیو کام کاج میں دلچسپی لیتے، خیریت پوچھتے، کبھی کھانے پینے کی کوئی چیز طلب فرماتے، ازواجِ مطہرات کی ضروریات کا خیال رکھتے، ان کی دلجوئی فرماتے، کبھی کسی بیوی صاحبہ کے یہاں کچھ کھا لیتے یا نوش فرما لیتے۔ جیسے کہ ایک مرتبہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے ”شرید“ پیش فرمایا۔ اور ایک مرتبہ آپؐ نے ام المومنین زینبؓ کے حجرہ میں شہد نوش فرمایا اور سورہ تحریم کی ابتدائی آیات میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے وہ واقعہ پیش آیا۔ اسی طرح ایک صحابیہ خاتون حضرت خولہ بنت ثعلبہ کا واقعہ ظہار میں حضور اکرمؐ سے سوال کرنا اسی موقع پر سورہ مجادلہ نازل ہوئی اور ظہار کے بارے میں مفصل احکام معلوم ہوئے۔ یہ اور اس طرح کے بیشمار واقعات کا تحریریں اور یادداشت یا عمل میں محفوظ ہو جانا یہ سب ذخیرہ احادیث کے دائرہ میں آتی ہیں۔

دنیا میں اب حدیث کی تدوین اور حدیث شریف کا ذخیرہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ہے۔

نزول قرآن اور حضورؐ کی بعثت سے تقریباً چھ سو برس پہلے حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ہوئی تھی اور ان پر آسمانی کتاب انجیل نازل فرمائی گئی تھی مگر ہمارے مسیحی دوستوں نے انجیل مقدس میں اتنی زبردست تحریف اور تبدیلی کی جس کے سبب حضرت عیسیٰؑ کے اقوال و افعال اور انجیل اس طرح الگ الگ محفوظ نہ رہ سکے جس طرح آج قرآن مجید اور حدیث رسولؐ علیہ السلام علیہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دریا کے دو کناروں کی طرح محفوظ ہیں۔

ایک لطیف نکتہ

قرآن مجید ایک معجزہ ہے جس کی عربی زبان عرب معاشرہ میں بولی جانے والی عربی زبان سے بہت ہی اعلیٰ اور بلند ہے، نزول قرآن کے وقت بہت سے عرب قبائل، نیز یہودی اور عیسائی بھی عربی زبان بولتے لکھتے تھے۔ اور اب بھی بولتے اور لکھتے ہیں۔ مگر ان سب کی عربی اور قرآن مجید کی عربی میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان و زمین کے درمیان ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

قرآن مجید کی عربی زبان، عربی مبین "ہے اس کا تعلق آسمانوں سے ہے عرش عظیم سے ہے لوح محفوظ سے ہے اور جبرئیلؑ کے توسط سے دنیا میں آئی ہوئی ہونے کے سبب ایک عجیب لطف دینے اور بے انتہا مٹھاس والی زبان ہے۔ سلیس اور سادہ ہونے کے باوجود معانی کے لحاظ سے اس کا ایک ایک لفظ اپنے دامن میں سمندر کے سمندر لئے ہوئے ہے۔

ایک اور مثال

اس کی دوسری مثال حدیث شریف کی عربی زبان ہے جو خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی زبان مبارک سے الفاظ ادا ہوئے۔ اللہ رب العزت کے حکم اور مرضی کے مطابق دین اسلام کی تشریح، اور عبادات و معاملات لین دین رہن سہن، مجربوں کو سنرائیں جاری کرنے انسانی زندگی میں پیش آنے والے معاملات و واقعات کے بارے میں لوگوں کے سوالات کے جوابات، بیماروں کی تیمارداری، مزاج پرستی بچوں کی تعلیم و تربیت اور پرورش سے متعلق احکامات و ہدایات غرض آپ نے اپنی ترستھ سالہ پوری زندگی میں دین کی جو تشریح اور توضیح فرمائی۔ نیز کاروبار تجارت یو پار اور انسانی زندگی کے ہزار ہا معاملات و مسائل کے احکام بیان کرنے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زبان استعمال فرمائی۔ اور اس زمانہ کے لوگوں نے اسے حفظ کیا۔ اور اپنی یادداشت میں محفوظ کیا۔ اور رائٹنگ میں منضبط کیا اسی کو حدیث پاک کے نام سے ہم جانتے ہیں۔ اور یہ پورا ذخیرہ صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، صحیفہ ہمام بن منبہ، طحاوی شریف اور ان کے علاوہ دوسری بہت سی حدیث کی کتابیں حدیث شریف کا بہت بڑا ذخیرہ کتابی شکل میں موجود ہے۔

ایک ہی زبان کے طرز میں حد فاصل

اگر اہل علم اس پر غور کریں تو ساری دنیا کے اہل علم اس

نتیجہ پہنچیں گے کہ قرآن مجید کی زبان اور حدیث شریف کی زبان میں بھی ایک حد فاصل ہے

قرآن مجید کی زبان عربی ہوتے ہوئے بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی ہے اور حدیث شریف کی عربی زبان زمینی ہوتے ہوئے بھی زمین والوں کی عربی زبان سے بہت بلند و اعلیٰ ہے کیونکہ سلطانِ کائنات کے قاصدا و پیغمبر کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ جس کے قلب مبارک پر وحی الہی ہوتی تھی اور نَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا کے تحت وحی آتی تھی اس پر قرآن مجید کا نزول ہوا ہونا ہر ہے کہ اس کی عربی زمین کی ہوتے ہوئے بھی اس کا تعلق ایک درجہ میں آسمان سے ہو گیا ہے۔ آج کے زمانہ میں آپ عربی لٹیکچر عربی مصنفین کی کتابیں عربی اخبارات پڑھ لیجئے غرض عرب معاشرہ میں اس وقت جو عربی زبان رائج ہے اور نزولِ قرآن کے وقت جو عربی بولی جاتی تھی اس میں اور حدیث کی زبان میں بھی بڑا فرق ہے یقینی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک رسولِ اعظم کی زبان ہے اور ایک عام بولنے چالنے والوں کی زبان ہے۔

زبان ایک ہی ہے یعنی "عربی" مگر ایک آسمان، عرشِ عظیم اور لوحِ محفوظ سے تعلق رکھتی ہے اور ایک رسولِ اکرمؐ سے تعلق رکھتی ہے، اور تیسری عام انسانوں کی عربی زبان ہے۔ یہ بین اور واضح فرق دیکھنا ہو تو قرآن مجید، حدیث شریف اور عام انسانوں کے لکھے عربی مضامین، لٹیکچر اور کتابیں دیکھ لیں اور پڑھ لیں یہاں تک کہ دورِ اول میں جو لوگ قرآن مجید اور پیغمبرِ اعظمؐ محمدؐ پر صدقِ دل سے ایمان لائے یعنی صحابہ کرامؓ جو رسول اللہؐ سے قریبی تعلق رکھنے والے تھے ان کی زبان بھی اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہے اور غوام کی عربی زبان سے بہت بلند و اعلیٰ ہے اور یہ رسولؐ کی زبان مبارک سے براہِ راست نکلنے والے الفاظ کی سماعت سے یہ فیض انھیں حاصل ہوا، اور قرآن و حدیث کا عکس جمیل ان کی زبان پر بھی خوب سے خوب تر پڑا، یہ ایک ایسا فرقِ مراتب ہے

جسے ہر وہ شخص ملحوظ رکھے گا جو قرآن مجید، احادیث رسولؐ اور صحابہؓ کے اقوال و ملفوظات نیز عام عرب مصنفین کی کتابوں سے واقفیت رکھتا ہو تو اسے ان کے پچ حد فاصل اور فرق نظر آئے گا۔

ہدایت کے ایک دریا کے دو کناروں کا مشاہدہ کیجئے۔

اور رحمن کے بندوں کی یہ صفت بھی خوب ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود سے دعا نہیں کرتے اور اللہ نے جس جان کو مار ڈالنا حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی ایسے سنگین جرم کرے تو اس نے بڑا گناہ اپنے سر لے لیا۔

عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے یا کسی اور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ کسی کو اللہ کا شریک بنائے جب کہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔ پوچھا گیا اس کے بعد کونسا گناہ آپؐ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈہر سے مار ڈالے کہ اس کو کھلانا پلانا پڑے گا، میں نے پوچھا پھر کونسا گناہ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بڑے بیوی سے حرام کاری کرنا۔

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا
آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ
الْأَبَاحِقَ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا (۲۵ الفرقان آیت ۲۵)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ أَوْسِي
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ
الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ
بِلَهِّ بْنِ أَوْ هُوَ خَلَقَكَ ثُمَّ أَيْ قَالَ ثُمَّ
أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةً أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ
قُلْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةٍ
جَارِكَ۔ (بخاری شریف جلد دوم)

(کتاب التفسیر باب قوله والذین لا يدعون مع الله)

بیشک تم سب کی کوشش الگ الگ قسم کی ہے۔ پھر جس نے اللہ کے لئے دیا اور بیخ کر چلا بھلی بات کو سچ مانا پھر تو ہم اس کو سہولت اور آسانی کر دیں گے جس نے بخیلی کی اور لاپرواہی کی۔ اور نیک بات کو جھٹلاتا رہا پھر تو ہم اس کو دھیرے سے تنگی میں ڈھکیل دیں گے۔

إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى ﴿٧﴾ فَأَمَّا مَنْ
أَعْطَى وَاتَّقَى ﴿٨﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ﴿٩﴾
فَسَنِيْسِرُهُ لِّلْیُسْرَى ﴿١٠﴾
وَأَمَّا مَنْ
أَبْخَلَ وَاسْتَعْتَفَى ﴿١١﴾ وَكَذَّبَ
بِالْحُسْنَى ﴿١٢﴾ فَسَنِيْسِرُهُ لِّلْعُسْرَى ﴿١٣﴾

(۹۲) راللیل آیت کے تامل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے چاہے جنت میں ہو یا دوزخ میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر اپنے (قسمت کے) لکھے پر ہم صبر کر کے بیٹھ کیوں نہ رہیں نیک عمل کرنا چھوڑ کیوں نہ دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ عمل کئے جاؤ جو لوگ نیک بخت لکھے گئے ہیں ان کو نیکوں جیسے اعمال کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور جو بدبخت لکھے گئے ہیں وہ بدکاروں جیسے اعمال کرتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أَوْتِدُ كُتِبَ
مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ
الْجَنَّةِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا
نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابَاتِ وَتَدْعُ الْعَمَلَ
قَالَ ائْمَلُوا فَنَكَلُ مَيْسَرًا لِّمَا خُلِقَ
لَهُ فَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ
فَيُيَسِّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا
مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ
فَيُيَسِّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ
(بخاری شریف جلد دوم)

(کتاب التفسیر باب قوله فسنيسره للعسرى)

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ . ﴿۱۰۸﴾

متوجہ ہو کر اپنا رخ یک سوئی کے ساتھ دین حنیف کی طرف کر لو، یہی اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کے مطابق ہے اور اسی فطرت پر انسان کو اللہ نے پیدا فرمایا ہے، اللہ کے بنائے کو کسی نے بدلنا نہیں یہی مضبوط اور انتظام والا دین ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ . (بخاری شریف جلد دوم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ (آدمی) فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا آتش پرست بنا ڈالتے ہیں۔

(کتاب التفسیر باب قوله لا تبدل خلق الله)

ہدایت کے ایک دریا کے دو کناروں کا ہم نے آپ کو چند آیات قرآنی اور اس مضمون پر مشتمل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا مختصر مشاہدہ کرایا ان سطور کے لکھنے والوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن مجید کی زبان کی عظمت و اہمیت اور صاحب قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ کی عظمت کو جاننے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے،

کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ دونوں کی زبان عربی ہونے کے باوجود ایک دریا کے دو کناروں کی طرح پوری انسانیت کے سامنے یہ نقشہ

پیش کرتی ہے کہ کلام اللہ لوح محفوظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا ہوا خالص کلام الہی ہے جو وحی کے ذریعہ نازل ہوا۔ اور وحی کے سوا کوئی ایک لفظ بھی پورے قرآن مجید میں داخل نہیں ہونے پایا۔ حتیٰ کہ خود صاحب قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احکامات جو ہمارے سامنے اسوہ حسنہ یعنی نمونہ زندگی کا پورا سا نچہ ڈھانچہ پیش کرتے ہیں ان میں کا ایک لفظ بھی قرآن مجید میں شامل نہیں ہونے پایا۔

اب ہم کتاب کے اصل مقصد "تعلیم الحدیث" کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ذخیرہ حدیث میں سے بہت اہم اور ضروری احادیث پاک کا تذکرہ آپ کے سامنے لاویں گے۔ جو دنیا اور آخرت کی زندگی کے لئے نہایت ہی اہم ہیں۔

عبد الکریم پاریکھ

ABDUL KARIM PAREKH

LAKADGANJ NAGPUR - 8

(M.S.) INDIA

☎ : 768 075, 762756 (OFFICE)

762836 (RES)

FA X: 761219

صاحِ ستّہ اور حدیث شریف کی دوسری
مشہور اور مستند کتابوں سے منتخب
کمرے جمع کی گئی احادیث مع ترجمہ
اور مختصر تشریح۔

ایمان کا ذائقہ

① قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاقْ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا.
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو دین اور محمد کو اپنا رسول مان کر راضی ہو گیا۔
 (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بنیادی باتیں ارشاد فرمادی ہیں کہ جو کوئی بھی ان تینوں باتوں کو دل سے مان کر راضی ہو گیا اس نے ایمان کی لذت و حلاوت حاصل کر لی بس تو مومن کو چاہیے کہ عقیدہ کی مضبوطی کے ساتھ شرح صدر یعنی کھلے دل و دماغ سے ان تینوں باتوں کو قبول کرے اور زبان سے ظاہر کرے اور ان کے تقاضہ کے مطابق عمل بھی کرے۔ اور اسی پر راضی بھی رہے۔

جنت والے اعمال

② أَنِّي أَعْرِضُ لِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلْنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیہات کا رہنے والا ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو مجھے جنت

قَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ سَمَافًا - (مشکوٰۃ - کتاب الایمان)

میں داخل مل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ پانچ وقت کی نماز جو تم پر فرض کی گئی ہے اسے ادا کرو اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے اس کی ادائیگی برابر کرتے رہو۔ اور رمضان مہینے کا روزہ رکھو۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے شرک سے بچتے ہوئے صرف اللہ کی عبادت کی جائے۔ پانچ وقت کی فرض نمازیں ہر حال میں برابر پابندی کے ساتھ ادا کی جائیں، جب کسی پر زکوٰۃ فرض ہو جائے تو اللہ کی رضا کے لئے اس کی ادائیگی کی جائے اور قرآن مجید کے نزول کی یاد میں اللہ کو راضی کرنے کے لئے اس کے حکم کے مطابق رمضان مہینہ کا روزہ رکھا جائے، اس حدیث کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں دوسرے جو اعمال موجود ہیں ان پر عمل نہ کیا جائے بلکہ ان بڑے بڑے اعمال کے ساتھ قرآن و حدیث میں موجود تمام حکموں پر عمل کرنا لازم اور ضروری ہے۔

اللہ سے ملاقات

③ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ (ترمذی جلد دوم باب من أحب لقاء الله)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے ملنا پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتے ہیں اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرے اللہ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتے۔

تشریح !۔ اللہ کی ملاقات کا خواہشمند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو موت سے ہمکنار ہونے کی فکر میں برابر لگا رہتا ہو اور آخرت کے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ رکھتا ہو ورنہ بدکار و نافرمان اور مشرک کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کرتے اس لئے اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی فرماں برداری کرتے ہوئے نیک اعمال کرتے رہنا چاہیے تاکہ اللہ کی ملاقات کی خواہش پیدا ہو اور اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرے۔

ایک ڈراؤنی جگہ

(۴)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا الْقُبْرَ أَفْظَمُ مِنْهُ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ قبر سے بڑھ کر گھبراہٹ اور سختی میں کوئی جگہ
میں نے نہیں دیکھی۔

(ترمذی جلد دوم (باب ماجاء فی ذکر الموت)

تشریح !۔ حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ مرنے والا اگر اللہ کا نافرمان ہو تو قبر اس کو سختی سے دبائے گی کہ میت کی دائیں اور بائیں کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔ اور عذاب کے فرشتے اس پر مسلط کر دیئے جائیں گے۔ اور بے نمازی پر ایک اشد عذاب دینے کے لئے مقرر کر دیا جائے گا۔ اس لئے قبر سے بڑھ کر کوئی ڈراؤنی جگہ نہیں۔ اللہ ہم سب کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ آمین۔

اللہ کے ڈر سے رویا نجات پا گیا

⑤ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلِجُ النَّارَ سَرَجٌ لَمْ يَكُنْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جو اللہ کے ڈر سے رویا۔

(ترمذی جلد دوم (باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْبُكَاءِ))

تشریح! - ظاہر بات ہے جو اللہ کے ڈر سے روئے گا وہ خواہشات نفس کی پیروی کرنے سے رکے گا۔ شرک جیسے گناہوں سے تو بہت دور چھوٹے چھوٹے گناہوں کے ارتکاب سے بھی دور بھاگے گا۔ لہذا ایسے شخص کا ٹھکانا جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

چار بڑے بڑے گناہ

⑥ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَاءُ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِكَبِيرِ الْكِبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) ناحق خون کرنا (۳) ماں باپ کی نافرمانی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی بڑا گناہ نہ بتاؤں۔ فرمایا کہ جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا

سلم شریف۔ کتاب الایمان (باب الکبائر و اکبرها)

اس حدیث میں بڑے بڑے گناہوں میں سے چار بڑے بڑے گناہوں کا تذکرہ ہے ایک شرک باللہ ہے دوسرے ناحق خون کرنا تیسرے ماں باپ کی نافرمانی کرنا چوتھے جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ یہ چاروں ہی کام حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔

شرک کے معنی سمجھنا ضروری ہے اس کے سمجھنے اور صحیح طور پر جاننے کے لئے ہم تو عرض کرتے ہیں کہ کسی عالم ربانی کے ترجمہ سے قرآن مجید پڑھنا شروع کریں اور جہاں جہاں شرک کا لفظ آئے پنسل سے نشان لگا دیں اور ان سب آیتوں کو یکجا کر کے ان پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ شرک کیا ہے، شرک صرف یہی نہیں کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ دو ہیں۔ یہ تو کھلا ہوا شرک ہے ہی جس میں دنیا کی مشرک قومیں بھنسی ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شرک کمان قسموں کو جاننا بھی ضروری ہے جو اہل ایمان یا ایمان کی دعویدار قوموں میں پائی جاتی ہیں جیسے کہ اللہ کے کسی نیک بندے کو اللہ کی صفات اور حق بندگی میں شریک مانا جائے ان کی قبروں اور مزاروں پر سجدہ کیا جائے ان کے نام کی نذر و نیاز مانا جائے۔ یا اللہ کے نیک اور صالح بندوں کو روزی دینے والا، اولاد دینے والا، شفاء و تندرستی دینے والا مشکلات اور مصیبتوں میں مدد کرنے والا مانا جائے۔

کسی نبی یا ولی کو اللہ کا بیٹا مانا جائے یا کسی نیک خاتون کو اللہ کی بیوی بنایا یا کسی پیغمبر اور ولی بندے کے بارے میں یہ خیال کیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایسا دباؤ اور زور رکھتے ہیں کہ وہ جو چاہیں اللہ سے زور زبردستی کر کے منوالیں، کسی نیک اور صالح بندے کو اللہ کا وزیر، پیشکار ماننا۔ یہ سب شرک ہی ہیں،

قرآن مجید اور حدیث شریف کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہرت عزت اور لوگوں کے دکھاوے کے لئے نیک اعمال کرنا بھی شرک ہے لہذا اعمال صالحہ کرتے وقت صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی ہی مقصود ہونا چاہیئے

اللہ وحدہ لا شریک کی ذات ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور تمام صفات حسنہ (اچھے اچھے نام) اسی کے ہیں۔ گناہوں کو معاف کرنے والا، دعاؤں کو سننے والا مغفرت کرنے والا روزی دینے والا، شفا دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔ مشکل کشا، حاجت روا وہی ہے، پیدا کرنا مارنا، عزت دینا ذلت دینا اللہ ہی کے قبضہ میں ہے، حشر و حساب کا وہ تنہا مالک ہے اس کے قانون عدل کے مطابق جو جنتی ہوگا جنت میں جائے گا جو دوزخی ہوگا دوزخ میں جائے گا، کوئی نبی اور ولی کسی جہنمی کو جہنم میں جانے سے بچا نہیں سکے گا۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے والد کو نہیں چھڑا سکے، حضرت نوحؑ اپنے بیوی بیٹے کو نہ بچا سکے، حضرت لوطؑ اپنی بیوی کو اللہ کے عذاب سے نہ چھڑا سکے، تو کوئی ولی یا پیر اپنے مرید یا اپنے چاہنے والے کو کیسے بچا سکتے ہیں۔ فرعون کی بیوی فرعون جیسے کافر اور منکر کی بیوی ہونے کے باوجود اپنے صبح سچے ایمان اور صبح عقیدہ رکھنے کے سبب اللہ کے فضل کی مستحق ہوگی اور جنت میں داخل ہوگی۔

یہ ساری تفصیلات ہمیں قرآن مجید سے معلوم ہوتی ہیں۔ اور بھی بہت سارے واقعات احکامات قرآن مجید میں ہیں جن سے ہمیں شرک کی تفصیل اور حقیقت معلوم ہوتی ہے، جھاڑ، پہاڑ، ستارے سورج چاند، پتھر کی موتیوں کو حاجت روا مشکل کشا ماننا ان کی بندگی کرنا شرک ہے۔

انبیاء اولیاء پیروں فقیروں کی قبروں مزارات کو سجدہ کرنا منتیں ماننا اپنی ضروریات کی ان سے دعا کرنا یہ بھی شرک ہے جس میں ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش کے بہت سارے مسلمان پھنسے ہوئے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ۔ (۱۲ یوسف آیت ۱۷)

اور لوگوں کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور ساتھ میں شرک بھی کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ اللہ پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں شرک کے علاوہ ناحق خون کرنا قتل کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جھوٹ بولنا جھوٹی گواہی دینا بھی بڑے گناہ بتائے گئے ہیں۔ ان سے بھی ہر مومن کو دور رہنا چاہیے۔

منافق کی علامت

④ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا ائْتَمَنَ خَانَ۔ (صحیح مسلم شریف جلد اول)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں (۱) بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (۲) وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے (۳) اور جب اس کے پاس امان رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

(کتاب الایمان - باب بیان خصال المنافق)

اور دوسری روایات میں چوتھی چیز کا بھی ذکر ہے وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (جب بحث

و مباحثہ کرے تو گالی و گلوچ کرتا ہے) یہ چار چیزیں جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ منافق ہوگا۔ یعنی جب وہ جھوٹ بولتا ہے اور امانت میں خیانت اور بددیانتی کرتا ہے اور اس کے اندر وعدہ خلافی کی بری عادت بھی پائی جاتی ہے تو اس نے اللہ کی فرماں برداری اور اطاعت کا وعدہ کیا ہے اسے کیا پورا کرے گا۔ زبان سے اپنے آپ کو اہل ایمان کہتا ہے مگر عمل سے نافرمان اور منافق ہے۔

جو باتیں منافق کی علامت کے طور پر بیان کی گئی ہیں ان میں سے کچھ یا سب کی سب اس زمانہ کے بہت سے ایسے لوگوں میں پائی جاتی ہیں جو اہل ایمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لہذا ہم اہل ایمان کو چوکنے رہنے کی ضرورت ہے۔ اور حدیث میں بیان کی گئی نفاق کی ان علامتوں سے دور رہنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔

شرک اور جادو سے بچو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بلاک کرنے والے گناہوں یعنی شرک باللہ

اور جادو سے بچو۔

(۸) اِنَّ سُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا

الْمُؤَبَقَاتِ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ

وَالسِّحْرُ۔ صحیح بخاری

(کتاب الطب۔ باب الشِّرْکِ وَالسِّحْرِ مِنَ الْمُؤَبَقَاتِ)

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ شرک اور جادو گری دونوں انسان

کی دنیا و آخرت برباد کرنے والے ہیں، شرک کی وضاحت تو ہم نے حدیث ۶

کے تحت کردی ہے یہاں ہم سحر اور جادو کے تعلق سے تفصیل عرض کریں گے۔
جاننا چاہیے کہ جادو کا علم سیکھنا اور سکھانا حرام ہے۔ جادو شیطانی
اور سفلی علم سے تعلق رکھتا ہے اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ جادو سے
لگتے ہوئے، جنتر منتر اور چھوچھا بھی ہے ٹوٹے ٹوٹے گنڈے فلیتے اور بزرگوں کے
نام کے کڑے اور چھلے، کان کی بالیاں اس طرح کی اور بہت ساری چیزیں
ہندوستان اور اس سے ملے جلے ملکوں میں پائی جاتی ہیں، بعض جاہل
نادان اور اللہ تعالیٰ سے بے خوف مسلمان بھی اس حرام کام میں لگے ہوئے ہیں۔
جادو سیکھنے اور سکھانے والے بعض تو ایسے بھی ہیں جو ناپاک، غلیظ سب کھا
جاتے ہیں، پاخانہ بھی کھاتے ہیں۔ پیشاب پیتے ہیں، قبرستان میں مردوں
کے گوشت اور ہڈیاں چبا جاتے ہیں قبرستان اور مسمان گھاٹوں پر آدمی
رات میں ننکے کھڑے ہوتے ہیں شیطانی اور شرکیہ کلمات کا ورد کرتے ہیں۔
جس سے بدروحیں گمراہ جن ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور شیطان بھی ان کے
معاون ہوتے ہوں گے جادو کی ایک قسم تو یہ ہوتی جو نہایت گندی اور پلید ہے۔
جادو کی ایک قسم وہ بھی ہے جو یہودیوں میں چل پڑی تھی۔ یہ
جادو گری بھی بڑی عجیب و غریب ہے کہ اس کے ذریعہ عورت مرد کے درمیان
جدائی ڈالتے اور لوگوں کے بیچ بہت سارے فتنے اور جھگڑے کھڑے کر دیتے
تھے، جادو کی ایک شکل وہ بھی ہے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں
جادوگروں نے فرعون کے اکسانے پر بتایا تھا، بہر حال جادو ایک علم
ضرور ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جادو کو حرام بتایا اور اللہ کے تمام نبیوں نے

اس کے حرام ہونے کا اعلان کیا، اس کا سیکھنا سیکھانا اور اس کو بولنا بتانا اور اس پر عمل کرنا کرنا لوگوں کو اس سے پریشان کرنا سب حرام ہے اور ایسے لوگ دوزخ کو اپنا ٹھکانا بنانے والے ہیں۔

اس کی مزید تفصیل کے لئے ہم چاہیں گے کہ قرآن مجید میں جادو کے بارے میں جو آیتیں آئی ہیں۔ نیز قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں سحر اور جادو سے بچاؤ کے لئے جو آیات اور دعائیں ہیں ان سب کو یہاں تفصیل سے درج کر دیا جائے

وَاتَّبِعُوا مَا تَلُوا الشَّيَاطِينَ عَلَىٰ مَلِكٍ سُلَيْمٍ
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٌ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ
النَّاسَ السَّحْرَ وَمَا أَنزَلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ
هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمُونَ مِنْ أَحَدٍ حَقِّ
يَقُولُوا إِنَّمَا أَتَيْنَا نَحْنُ فِتْنَةً فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ
مِنْهُمَا مَا يَفِرُّ قَوْمٌ بِهِ بَيْنَ الْمَرَّةِ وَزَوْجِهِ
وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ
مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ
اشْتَرَاهُ مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ قَفًا وَلَبِئْسَ
مَا شَرُّوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ١٠٠
أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقُوا الْمَثُوبَةَ بِئْسَ عَذَابٌ خَيْرٌ
لَّو كَانُوا يَعْلَمُونَ ١٠١

(۲- البقرہ ۱۰۲- ۱۰۳)

» اور انھوں نے اتباع کیا ان باتوں کا جس کا چرچا شیاطین صفت لوگ سلطنتِ سلیمانی کا نام لے کر بتایا کرتے تھے۔ یہ کفر یہ بات سلیمان نے کبھی نہیں کہی۔ لیکن شیاطین ہی یہ کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ اور ان باتوں کی طرف بھی یہود خوب پکے ہیں جو شہرِ بابل میں دو فرشتوں پر اترا ہوا بتاتے تھے۔ اور وہ دونوں تو ایسا علم سکھاتے تھے کہ اول تو کہہ دیتے، دیکھ ہمارا وجود ایک امتحان ہے تو تو کہیں کافر نہ ہو جائیو! پس پھر سیکھ لیتے ان دونوں سے ایک علم اور اس کا استعمال یوں کرتے کہ جدائی ڈالتے کسی مرد اور اس کی بیوی کے درمیان اور غیر اذنِ الہی کے یہ لوگ اس ذریعہ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور کچھ ایسا علم سیکھ بیٹھے جو ان کے لئے ضرر کا باعث ہے۔ اور اس میں ان کو نفع مطلق نہیں اور وہ یہ جانتے بھی ہیں کہ جو اس طرح کی جادو کی چیزیں سیکھے گا آخرت میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں رہا۔ کتنی بری چیز ہے جسے خریدنے میں انھوں نے اپنی جان داؤ پر لگادی۔ اور اگر یہ لوگ ایمان لاتے اور ان یہود ہ باتوں کے (جادو ٹوٹنے) اختیار کرنے کے بجائے تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے یہاں بہتر معاوضہ پاتے۔ کاش کہ یہ عقل سے کام لیتے۔

یہود کو خدا نے کتاب کا وارث بنایا تھا۔ اس کتاب پر عمل کر کے وہ تمام دنیا کے لوگوں پر فضیلت حاصل کر سکتے تھے۔ مگر بجائے علم کتاب کے ان میں سے مکار صفت لوگوں نے اور ہلکٹ قسم کے مذہبی پیشواؤں نے جادو منتر کا علم سیکھنا سکھانا جاری کر رکھا تھا۔ جادو کے متعلق آج تک انسانی معاشرے میں اچھا خیال قائم نہیں

ہو سکا کیونکہ اللہ نے انسان میں سمجھ بوجھ کا جو فطری مادہ رکھا ہے اور انسان کے لاشعور میں سچائی کا جتنا مخفی عنصر موجود ہے اس کی موجودگی میں روئے زمین پر جادو کا علم چند سفلی قسم کے لوگوں کو چھوڑ کر کسی کے نزدیک بھی فضیلت کی وجہ نہ بن سکا۔ علم چاہے کسی قسم کا ہو۔ سائنس فن طب، علم کلام، جغرافیہ، نفسیات علم نباتات، حیاتیات وغیرہ جتنے بھی انسان نے ایجاد کئے ہیں۔ اس میں خدائی رہنمائی سے اسے خوب فضیلت حاصل رہی۔ اور آج بھی کوئی قوم کسی علم میں آگے بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے تو یہ علم انسانی معاشرے میں ان کے لئے فضیلت اور بڑائی کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن جادو لوٹنے، ٹوٹنے، چھوچھا، جنتر منتر وغیرہ کا سفلی علم کبھی بھی انسانی دنیا میں علمی فضیلت کا معیار نہ بن سکا۔

اور عموماً اس طرح کے علوم کے ماہرین دنیا میں بھی کم مانگنے والے مدار یوں اور شعبہ باز لوگوں کی سی ذلیل و خوار زندگی بسر کرتے آ رہے ہیں۔ مگر انبیاء و رسل کے ممبروں پر بیٹھنے والے یہودی علماء نے علم کتاب چھوڑ کر علم سحر سیکھا۔ یہود کا رجحان جب جادو لوٹنے کی طرف ہوا تو عام انسانی معاشرے میں پائے جانے والے سچائی کے وجدان کی نسبت سے ان کے سامنے یہ سوال بار بار آتا رہا کہ اہل کتاب ہو کر یہ کیا ڈھونگ رہا رہے ہو؟ دین و مذہب کی باتیں کرنے والے کتاب، وحی و الہام کے علوم کا چرچا کرنے والے ہو کر جادو کے علوم سے دنیا فتح کرنے نکلے ہو اس طرح کی آوازیں یہود کے مذہبی تقدس کو اکثر چیلنج کرتی ہوئی سننے میں آتیں۔

اس موقع پر ان مذہبی مداریوں نے ایک اور افسانہ گھڑ نکالا کہ حضرت سلیمانؑ کی ساری سلطنت جادو پر قائم تھی۔ اور اسی زمانے کے علوم ہمارے پاس ہیں۔ سلیمانؑ خدا کے پیغمبر تھے اور جادو کے علم سے سلیمانؑ کی پیغمبری میں کوئی نقص نہ آسکا تو ہم کو یہ علوم سیکھنے سیکھانے میں کس کی مجال ہے کہ ناجائز کہہ سکے۔ اس طرح خود اپنے کالے کرتوتوں کو چھپانے کے لئے بہت سے معاملات میں یہود نے اپنے نبیوں اور بڑے لوگوں کی زندگیوں کو بد اخلاقی کے تارکوں سے سیاہ کر دیا تاکہ آئندہ نسل جب کوئی اعتراض کرے تو کہا جاسکے کہ جناب خدا کے بڑے بڑے بزرگ جب یہ کام کرتے تھے تو ہم تم کو کرنے میں کیا حرج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت سلیمانؑ کی حیات طیبہ کو صاف طور پر الگ کر کے بتایا کہ جادو کفریہ علم ہے اور سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا۔ البتہ جن وشیطین اور انسان کا بلا جلا معاشرہ پہلی بار حضرت سلیمانؑ کے دور اقتدار میں وجود میں آیا۔ اس وقت شیاطین اور جنات اور بعض خبیث انسان اپنی دھاک جمائے کو یہ چرچا کرتے کہ سلیمانؑ کو اتنی زبردست قوت ہمارے جادو کے بل پر حاصل ہے۔ یاد رہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جس طرح انسانوں پر حکومت کی ہے اسی طرح جنات اور شیاطین پر بھی اور ہر ایک سے اس کی طاقت کی مناسبت سے آپ نے کام لیا ہے۔ بعض شیاطین سے دیگیں بنوائے جو ہزاروں انسان مل کر نہ بنا سکیں۔ بعض کو سمندر میں غوطے لگواتے، نخیروں میں باندھ رکھتے اور ان سے بڑی بڑی عمارتیں بھی تعمیر کرواتے،

اس طرح زمین پر ایک مرتبہ آدم کی فضیلت پھر قائم ہو گئی کہ خدا نے جو تسخیر کی طاقت انسان کو دی ہے اگر قدرت اس کا ساتھ دے تو وہ اس طاقت سے ساری مخلوق کو قابو میں کر سکتا ہے۔

دوسری بات بابل میں ہاروت و ماروت سے متعلق ہے یہود کا بڑا گروہ بابل کی اسیری کے زمانے میں یہ علم سیکھنے لگا تھا۔ خود اہل کتاب تھے مگر کتاب کو جانتے نہیں تھے۔ بابل میں جادو کا اتنا زور تھا کہ کسی کی جوان بہو بیٹی کو اپنے ساتھ کر لینے میں بدکار لوگ اس علم کا استعمال کرتے، یہود اہل کتاب تھے۔ جادو کا ان پر جب وار ہوا تو گھبرا گئے۔ خدا کی کتاب جانتے نہیں تھے اور نہ اس کی طاقت سے واقف تھے۔

انھیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ جادو کا توڑ خود ہمارے پاس کلام الہی میں بھی ہو سکتا ہے ”لو ہے کو لو ہا کاٹے“ والی کہاوت کے مطابق یہ بھی جادو سیکھنے کی طرف متوجہ ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے بروقت ان یہود کی رہنمائی کے لئے دو فرشتوں کو بھیج کر ایسا علم ان کے لئے بھیج دیا جو جادو کا توڑ تھا۔ اس طرح پوری قوم جادو کے اثر سے محفوظ ہو گئی مگر یہود نے اسی ہاروت و ماروت والے علم کو دوسرے کی بہو بیٹیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں لگا دیا۔ اور اس طرح جادو کا توڑ کرنے والا علم ان یہود کے ہاتھوں پڑ کر غلط راہ میں استعمال ہونے لگا۔ دشمنوں کے شر سے حفاظت کے علم کو ان ظالموں نے گنڈے نعوز اور دھاکے ڈورے میں سمو کر دوسروں کی بیویوں کو اپنے اوپر عاشق کرنے اور پرانی عورتوں سے آنکھ لڑانے میں لگا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت پر انھیں سزائیں فرمائی اور سلیمانؑ کو ہاروت و ماروت کو اس فعل قبیح سے بڑی قرار دیا۔

فن جادوگری میں یہود کی دلچسپی تو بابل کی اسیری کے دور میں شروع ہوئی اور جادو میں جب ان لوگوں نے مقامی آبادی سے بھی زیادہ استادی دکھانی شروع کی تو حضرت مسیح کے ۳۸۵ سال قبل شہنشاہ ایران نے یہودی جادوگروں کو ملک بدر کر دیا اور پھر جہاں بھی یہ علما یہود تشریف لے گئے، علم سحر کے تمام نکات عملیات کے طریقے نیز مشکل و جان لیوا تجربے کر کے ہر ملک کے عوام کو علوم سحر سے سرفراز فرما دیا۔ بابل میں بھی ان کی جادوگری کا بیان ہے۔

”تیری جادوگری سے سب قومیں گمراہ ہو گئیں۔“

(مکاشفہ باب ۱۸ آیت ۲۳)

”انھوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آگ پر چلوایا اور فال گیری سے کام لیا، اور اپنے کو نیچ ڈالا تاکہ خداوند کی نظر میں بدی کر کے اسے غصہ دلائیں اس لئے خداوند

اسرائیل سے بہت ناراض ہوا۔“ (سلاطین دوم باب ۱۷ آیت ۱-۱۸)

یہودی کتب کے ان حوالوں سے ہی یہ ثابت ہوا کہ جادوگری کے سبب اللہ بنی اسرائیل پر ناراض ہوا۔ بابل سے اخراج کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک یہود نے علم سحر کو ایک قومی فن بنا دیا۔ اخلاق، دینیات، معیشت و امور سلطنت سے انھیں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی۔

بعثت مسیحؑ کے وقت یہود رومی سلطنت کے غلام تھے اور اسی غلامانہ ذہنیت کی جادوگر قوم نے حضرت مسیحؑ کے معجزات کو جادو پر غالب دیکھا تو بگڑ گئی، اور قتل مسیح کا پیروانہ اپنے آقاؤں سے یعنی رومی عدالت سے لے آئے۔ اب کسی کو یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات تمام انبیاء کے معجزات میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھے اور فن طب میں انسان کی ترقی کے آخری حدود کا تعین اور فن سحر میں جادوگری کے توڑ کیلئے بہت ہی بروقت تھے یہی وہ زمانہ تھا کہ ایک جانب فن طب میں یونانیوں کا زور تھا، دوسری جانب فن سحر میں بنی اسرائیل دنیا کی امامت کر رہے تھے۔ ایسے موقع پر حضرت مسیحؑ کو دی گئی نشانیاں موقع کی مناسبت سے نہایت ہی اہم رول ادا کرنے میں کامیاب تھیں۔ کوڑھیوں کو درست کر دینا۔ مادر زاد اندھوں کو بصیرت عطا کر دینا، گونگوں کو گویائی عطا کرنا، حتیٰ کہ اللہ کی اجازت سے مردوں کو زندہ کر دینا یہ معجزات عیسوی اتنے زبردست تھے کہ یونانی فن طب مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اور یونانی فن طب تو کیا

آج کی ترقی یافتہ ادویات (PHARMACEUTICAL) (MEDICINES)

اور سرجری SURGERY تک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور نہ آگے بھی کر سکیں گی۔ اسی طرح پاگلوں کو درست کر دینا، بدروحوں کو نکال باہر کرنا اور آسیب زدہ لوگوں کو چنگا کر دینے سے فن سحر کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی۔

بعثت محمدؐ کے وقت یہود جب حضورؐ کا مقابلہ دلائل سے نہ کر سکے تو خدا کے آخری نبیؐ پر بھی جادو کا وار کر ہی دیا۔ مگر یہاں کیا اثر ہوئے والا تھا قرآن پاک کی آخری دو سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا نزول ہوا،

اور رہتی دنیا تک مسلمانوں کے ہاتھ میں جادو کے توڑ کا قدرتی ہتھیار دیا گیا۔ اس طرح اس علم سحر کو آدھ مڑا کر دیا گیا، جو تھوڑی بہت سائنس اس میں باقی رہی وہ علوم و فنون میں انسان کی آج کی ترقی نے ختم کر دی اور اس سفلی علم سے بڑی حد تک ابناء آدم کو قریب قریب چھٹکارا مل گیا۔

مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے ہم یہاں ایک بات مسلمانوں کے تعلق سے واضح کر دینا چاہیں گے، وہ یہ کہ ہماری شریعت حق نے جادو ٹونے کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اور اس سفلی علم کا شکار اگر کوئی ہو جائے تو اسے قرآن پاک کی آخری دو سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو یاد رکھنا چاہیے جو تمام قسم کے جہنم متزین شیطانی وسوسوں کے مقابلہ میں خداوند قدوس کی قوت قاہرہ کا ایک زبردست مظہر ہیں۔ کسی بھی شیطانی سازش کے مقابلے میں یہ دونوں سورتیں اہل ایمان کا زبردست ہتھیار ہیں۔ اور کسی طرح کے جادو ٹونے سے انھیں ڈرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔

سحر (جادو) کا توڑ

سحر (جادو) ٹونا، ٹوٹکا، ٹھوکا اور سفلی عمل سے متاثر مومن مرد و عورت بچے اور بچیوں کے لئے ایک سفید بوتل میں پانی بھر کر یہ آیات پڑھ کر دم کر لیں اور فجر کی نماز کے بعد عشاء کی نماز کے بعد تھوڑا تھوڑا یہ پانی پلا دیا کریں چہرہ پر اس پانی کا ہلکا چھڑکاؤ بھی کر سکتے ہیں جیسے جیسے پانی ختم ہوتا جائے اس میں صاف ستھرا پانی ملا لیں ہو سکے تو اس پانی میں زم زم بھی ملا دیں یہ آیات پڑھ کر بدن پر دم بھی کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کی یہ چھیالیس آیات اور آخر میں درج شدہ حدیث پاک کی تین دعائیں سحر (جادو) کا مکمل توڑ ہیں ان کو پڑھ کر بدن پر دم کرنے سے یادم کئے ہوئے پانی کے پینے سے کسی بھی قسم کے جادو کے اثر سے انشاء اللہ پہلے ہی دن محفوظ ہو جائیں گے۔ اگر جادو کا حملہ بہت شدید ہو تو کسی نیک صالح انسان یا کسی عالم سے یہ آیات اور حدیث شریف کی دعائیں BUTTER PAPER بڑی پیپر پر زعفران سے لکھوا لیں اور اس لکھے کاغذ کو دھو کر پانی سفید بوتل میں بھر لیں اور روزانہ بعد نماز فجر اور بعد نماز عشاء تھوڑا تھوڑا پیتے رہیں۔

الحمد للہ قرآن مجید کی آیات اور حدیث شریف کی دعاؤں پر مشتمل یہ نسخہ ہر مرد و عورت اور بچہ بچی کے لئے جس پر جادو کیا گیا ہو مکمل طور پر شفا حاصل

کرنے کا سبب اور ذریعہ ہے، جب تک شفا حاصل نہ ہو اللہ اور اس کے رسولؐ کے قول پر یقین رکھتے ہوئے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق برابر اس نسخہ کا استعمال کریں آیات اور احادیث پڑھ کر دم کیا ہو پانی پینے کے بعد تھوڑا سا شہد الگ سے چاٹ لیا کریں پانی میں شہد نہ ملائیں۔

یہ آیات اور احادیث لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں لٹکانا سختی سے منع کرتا ہوں۔ اس کتاب کے صفحہ ۴۵ پر آسیب اور شیاطین وغیرہ کے اثرات سے بچنے کے لئے آیات لکھی گئی ہیں اگر کسی پر آسیب یا شیاطین کے اثرات ہو جائیں تو یہ آیات پڑھ کر اس پر دم کریں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اگر شدید اثرات ہوں تو زعفران سے بڑ پیسیر یا کسی طشتری پر کسی نیک صالح آدمی سے لکھوا کر لکھا ہوا پیسیر یا طشتری بڑے برتن میں رکھ کر دھولیں اور پانی سفید لوتل میں رکھ لیں روزانہ بعد نماز عشاء تھوڑا تھوڑا پانی پی لیا کریں اگر بل سکے تو پانی میں تھوڑا زم زم ملا دیں۔ جیسے جیسے پانی ختم ہوتا جائے مزید اور پانی ملا دیں اور اس وقت تک پیئیں جب تک شفاء نہ ہو اللہ نے چاہا تو بہت جلد شفاء نصیب ہوگی اور سارے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

قرآن مجید کی آیات اور احادیث جادو و سحر کے توڑ کے لئے أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

آپ جب جب قرآن پڑھنے لگو تب تب شیطان مردود کے دوسوں سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ اور سہارا حاصل کر لیا کرو۔ جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں ایسے لوگوں پر شیطان کا کوئی وار نہیں چل سکتا۔ شیطان کا قابو صرف ایسے لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور شیطان کے ساتھی بن کر اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝۹۸ إِنَّهُ
لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الْزَّالِمِينَ
آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝۹۹
إِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الْزَّالِمِينَ يَتَوَكَّلُونَ
وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ۝۱۰۰
۱۶۔ النحل آیت ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

سب تعریف اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔ بہت مہربان بار بار رحم کرنے والا۔ مالک ہے انصاف کے دن کا۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا دے ہم کو راہ سیدھی سیدھی۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ①
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ② مَالِكِ
يَوْمِ الدِّينِ ③ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ④ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑤ صِرَاطَ
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ⑥

نہ جن پر غضب ہوا اور نہ بیکنے والے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّالِّينَ ۝

○ ۱۔ سورہ فاکہ آیت براتنا

اور لگے ان باتوں کے پیچھے جن کا چرچا
شیاطین صفت لوگ سلطنتِ سلیمانی
کا نام لے کر کیا کرتے تھے اور یہ کفر کی بات
سلیمان نے کبھی نہیں کہی لیکن شیاطین ہی
یہ کفر کرتے تھے، کہ لوگوں کو جادوگری کی تعلیم
دیتے تھے اور یہ کتاب پائے ہوئے لوگ
ہو کر بھی ان باتوں کی طرف ٹوٹ پڑے ہیں
جسے شہرِ بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور
ماروت پر اترنا ہوا بتاتے تھے حالانکہ وہ دونوں
تو ایک ایسا علم سکھاتے تھے کہ اول یہ کہہ دیا
کرتے تھے کہ دیکھو ہمارا وجود تو ایک امتحان ہے پھر
کہیں تم کافر نہ ہو جاؤ تب بھی ان دونوں سے
ایک علم سیکھتے اور اس کا غلط استعمال کر کے
جدائی ڈالنے کسی آدمی اور اس کی بیوی کے
درمیان یہ لوگ خدا کے حکم کے بغیر کسی کو
نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور ایسی باتیں سیکھتے

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ
عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۚ وَمَا
كَفَرُ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ
كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ
وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَائِكِينَ
بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ
وَمَا يَعْلَمُونَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ
يَقُولَ لَا إِنَّمَا أَنْحَنِ فِتْنَةً
فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا
مَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْءِ
وَزَوْجِهِ ۖ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ
بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بَاذِنَ اللَّهُ
وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ
وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۖ وَلَقَدْ عَلِمُوا
لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي
الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ ۚ

سکھاتے جو ان کے لئے نقصان کا سبب تھیں اور اس میں ان کو مطلق نفع نہیں تھا، اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جو اس طرح جادو کی چیزیں سیکھے گا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہا، کاش انھیں معلوم ہوتا کہ کتنی بڑی چیز ہے جس کے خریدنے میں انھوں نے اپنی جان بھی داؤ پر لگا دی۔

وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾
(۲۔ البقرہ آیت ۱۰۲)

اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، وہ صاحبِ حیات ہے سب کا تھامنے والا ہے، اس پر لوگوں اور نیند رکھی طاری نہیں ہوتی، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش لاسکے، مخلوق کے سامنے جو کچھ ہے اور جو چھپا ہوا ہے سب کچھ اسی کے علم میں ہے، اللہ کے چاہے بغیر اس کے علم میں سے کسی بھی چیز پر یہ لوگ حاوی نہیں ہو سکتے، اسکی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور ان سب کی نگہبانی کرنے میں وہ کبھی تھکتا نہیں، وہ بہت عالی شان اور عظیم الشان ہے۔

إِلَهُ إِلَّا إِلَهُ الْآلَهُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ
مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا
بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَحِيطُونَ
بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ
وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾
(۲۔ البقرہ، آیت ۲۵۵)

الف لام، میم، معبود تو بس اس ایک اللہ کے
سوا کوئی بھی نہیں وہی زندہ اور سب کا
تھامنے والا ہے۔

۴
اَلَمْ ۱) اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۲)

(۳۔ آل عمران، آیت ۷۷)

در اصل وہ تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں
کا ڈر بتاتا ہے اگر تم ایمان والے ہو تو ان سے
ہرگز مت ڈرو، ڈراؤ خوف تو بس مجھ سے
ہی رکھنا۔

اِنَّمَا ذَاكَ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ
اَوْلِيَاءَهُ ۚ فَلَا تَخَافُوهُمْ
وَخَافُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
(۳۔ آل عمران، آیت ۱۷۵)

جب اللہ نے تم پر اونگھ کی چادر ڈھانک دی
جس کے سبب تم کو امن ملا یعنی خوف دور
ہوا اور آسمان سے پانی بھی برسا دیا تاکہ
تم کو پاک صاف کر دے اور شیطان کی
گندگی سے تم کو چلے اور تمہارے دل آپس
میں بندھے اور چڑے رہیں، اور قدم بھی خوب
جم جائیں۔

اِذْ يُخَشِّصُكُمُ النَّعَاسَ اَمْنَةً
مِّنْهُ وَيَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ
السَّمَاءِ مَاءً لِّيَّطَهِّرَكُم بِهِ
وَيُزِيلَ هَبًا عَنْكُم رِّجْزَ الشَّيْطٰنِ
وَلِيُرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ
بِهَ الْاَقْدَامَ

(۸۔ الانفال، آیت ۷)

موسیٰ نے فرمایا کہ یہ ہے جادو جو تم لائے ہو بیشک اللہ اسکو بگاڑ
کر باطل کر ڈالے گا (اور ملیا میٹ کر ڈالے گا) یقینی بات یہ کہ
اللہ تعالیٰ فساد یوں کے کام کو اصلاح کے مقابلے میں جیتے نہیں دیتا۔
(۱۰۔ یونس آیت ۷۷)

قَالَ مُوسٰی مَا جِئْتُ بِهٖ السِّحْرِ
اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۚ اِنْ اَنْتُمْ
لَا يَصْلِحُ عَمَلُ الْمُفْسِدِيْنَ

وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ
وَأَمْرٌ حَمِيدٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝
۱۷۔ نبی اسرائیل آیت ۸۲

اور ہم نے ایمان والوں کے لئے قرآن کو نازل
کر کے اس میں ایسی تاثیر رکھی ہے جس میں بیماری
کا علاج اور ندرستی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ التَّص ○ طه ○ یس ○
وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ○ حم ○ عسق ○ كهيعص ○ ق ○
ن ○ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ○

قَالَ بَلْ أَعْتَابَ إِذَا جَبَّالَهُمْ وَ
عَصِيَّهُمْ يَخْلَعُ لَهُمْ أَسْخَرَهُمْ
أَمْحَا سَعَى ○ ۱۸۔ طه آیت ۷۷

کہا بلکہ تم ہی ڈالو بس جیسے ہی جادو گروں
نے اپنا کرتب ڈالا تو ان کی رسیاں اور لٹھیاں
جادو اور نظر بندی کے سبب موٹکی کے خیال
میں ایسی دکھنے لگیں جیسے کہ دوڑتی ہوں۔

وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ
الشَّيَاطِينِ ○ وَأَعُوذُ بِكَ
رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ ○
۲۳۔ المؤمنون آیت ۹۷ ۹۸

اور آپ یوں دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار
میں پناہ طلب کرتا ہوں، مجھے شیطانوں کی
چھیڑ چھاڑ سے بچا کر اپنی حفاظت میں لے لے
اے میرے رب مجھے تو اس سے بھی بچالے کہ وہ
میرے پاس آئیں۔

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی بنے
مقصد پیدا کیا تھا اور تم کو ہمارے پاس واپس لوٹ
کر نہیں آنا تھا، اللہ بہت بلند اور اعلیٰ ہے، سچا
سچا بادشاہ صرف وہی ہے اس کے سوا کوئی
دوسرا معبود ہو ہی نہیں سکتا اور عزت والے
عرش کا رب بھی صرف وہی ہے جو شخص بھی اللہ
کے ساتھ ملا کر کسی اور سے دعا کرے تو اس کی یہ
دعا بے دلیل ہے، ایسے آدمی سے اس کے رب
کے حضور پر سخت حساب لیا جائے گا، ایسے
لوگ تو کافر ہو گئے جن کو کبھی کامیابی نہیں مل سکتی،
بس آپ دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب بخش دے
اور رحم فرما اور سب سے بڑھ کر رحم فرما زوالا تو ہی ہے

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾
فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾

(۲۳۔ المؤمنون آیت ۱۱۵ تا ۱۱۸)

کہدو کہ میں فلق کے پیدا کرنے والے رب کی پناہ
مانگتا ہوں اس کی پیدا کی ہوئی تمام مخلوق کے شر
سے بچنے کے لئے اور اندھیری رات کے شر سے جب
وہ سمٹ کر چھا جائے اور گندوں میں
پھونکنے والیوں کے شر اور حسد کرنے والے
کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝۵
(۱۱۳۔ سورۃ فلق)

کہہ دو میں انسانوں کے رب کی پناہ میں آیا،
انسانوں کے بادشاہ کی پناہ میں آیا، تمام انسانوں
کے معبود کی پناہ میں آیا، وکوسہ ڈال کر دیک
کر چھپ جانے والے خناس کے شر سے بچنے
کے لئے میں نے اللہ کا سہارا حاصل کر لیا،
جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے،
پھر وہ جنازوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے
ان کے شر سے بچنے کے لئے میں اللہ کی پناہ میں آیا۔

قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ①
مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ
الْخَنَّاسِ ④ الَّذِي يُّوسُوسُ
فِي صُدُورِ النَّاسِ ⑤ مِنَ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥
(۱۱۲ - الناس)

○ ○ ○
اللہ کی عزت اور اس کی قدرت و طاقت کی
پناہ میں آیا، ہر اس چیز کے شر سے جس کو میں
محسوس کرتا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہو۔

اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ
مِنْ شَرِّ مَا أَحَدٌ وَأَحَادٌ مُرَّ -
(حدیث پاک کی ایک دعا)

○ ○ ○
اے ساتوں آسمانوں کے رب اور عظمت والے عرش
کے رب تو ہو جا میرا مددگار شیطانوں کے ہر قسم کے شر سے
بچنے کیلئے میری مدد فرما چاہے وہ شیاطین انسانوں میں
سے ہوں یا جناتوں میں سے ہوں اور انکے جتنے چیلے چائے ہیں ان
سب سے تو میری ایسی حفاظت فرما کہ ان میں سے کوئی ایک بھی
مجھ پر جھپٹ نہ سکے، عزت اس کو ہے جو تیری پناہ میں آیا۔

يَا رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ كُنْ لِيْ جَارًا مِّنْ
كُلِّ شَرِّ الشَّيْطٰنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ
وَأَتْبَاعِهِمْ ؕ اَنْ يُّفْرُكَ
عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ عَرْجَارُكَ

جلّ شتاء لک ولا الہ غیرک
(حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا)

تیری تعریف اور بڑائی ظاہر ہے سب پر تیرے سوا
کوئی معبود ہو ہی نہیں سکتا،

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ
مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ
وَعَيْنٍ لَّامِئَةٍ
(حدیث پاک میں رسول اللہ کی ایک اہم دعا)

اللہ کے کامل اور مکمل کلمات کا سہارا لے کر ہر شیطان،
زہریلے جانور، زہر دالے کیڑے، ہر گھبراہٹ اور خوف
کی چیز کے شر سے اور نظر بد سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ
میں آتا ہوں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
(حدیث پاک میں آیا ہوا درود شریف)

اے اللہ درود و سلام کا ہدیہ نازل فرما حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور تیرے
رسول ہیں، اور اس شان کے نبی ہیں کہ تیرے سوا ان
کو کسی نے بڑھایا نہیں۔

آسیب جن شیاطین کے شر سے بچنے کیلئے ان آیات کو پڑھ کر دم کریں انشاء اللہ شفاء ہوگی

قُلْ اَللّٰهُ اٰذِنٌ لِّكُمْ اَمْ عَلٰى
اَللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۱۰۔ یونس آیت ۵۹

آپ ان سے پوچھو کہ کیا ایسا کرنے کا اللہ نے تم کو حکم دیا تھا یا جھوٹا موٹ اللہ پر کچھ بھی باندھ لیتے ہو۔

قَالَ اخْسَوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ
(۲۳۔ المؤمنون آیت ۱۸)

اللہ فرمائے گا کہ دھتکارے بھٹکارے اسی میں پڑے رہو اور ہم سے اب سہولت مانگنے کی بات ہی نہ کرنا۔

يٰۤمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنْ
اَسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ فَاتَّقُوا الْاَتْنَظُنُّوْنَ
اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۵۵۔ الرحمن آیت ۳۳

اے جنات اور انسان اگر تم سے ہوسکے تو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے باہر نکل جاؤ نہیں نکل سکو گے مگر اس کے لئے تم کو بڑا زور لگانا پڑے گا۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمْ اَشْوَاطٌ مِّنْ نَّارٍ
وَنُحَاسٍ فَلَا تَنْتَصِرُوْنَ
۵۵۔ الرحمن آیت ۲۵

تم پر آگ کے شعلے اور پگھلا ہوا تانبا چھوڑا جائے گا کہ اس کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ
 وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
 (۱۵۔ الحجر - آیت ۳۴، ۳۵)
 اللہ نے فرمایا کہ تو یہاں سے نکل جا، اب تو مردود
 ہو گیا، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انصاف
 کے دن تک تجھ پر برابر لعنت کی پھٹکار برستی رہے گی۔
 رَبِّ نَزِلْنِي مُنْجِيًا مُبَارَكًا رَجِيمًا
 وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
 (۳۸۔ ص - آیت ۷۷، ۷۸)
 رب نے فرمایا نکل جا یہاں سے تجھ پر سنگ باری کر
 کے ذلیل کروں گا، اور بے شک میری طرف سے
 انصاف کے دن تک تجھ پر پھٹکار برستی رہے گی۔

وَإِنِّي أُعِيذُ صَابِغًا وَذُرِّيَّتَهُمَا
 مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
 (۳۔ ال عمران آیت ۷۷)
 اور میں اس مریمؑ کو اور اس کی اولاد کو
 شیطان مردود کے شر سے بچنے کیلئے تیری پناہ میں
 دیتی ہوں۔

نوٹ :- اللہ کے نام کا سہارا لے کر قرآن مجید کی آیات اور حدیث شریف میں
 آئی ہوئی دعاؤں کے ذریعہ جادو کا توڑ کرنا ہے تاکہ جس شخص پر جادو کا اثر ہو
 اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرستی اور شفاء حاصل ہو۔
 جاننا چاہیے کہ دوا ہو یا دعا شفاء صرف اللہ کے چاہنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔
 جادو کے شکار انسان کو دماغی خلل ہو یا اور کوئی بیماری ہو تو اس کا علاج ضرور
 کرایا جائے۔ اور جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لئے اس مضمون میں لکھی ہوئی
 کلام اللہ شریف اور حدیث پاک کی دعاؤں کا استعمال بھی بتائے ہوئے طریقے
 کے مطابق کیا جائے اس لئے کہ دعا بھی سنت ہے اور دوا بھی سنت ہے۔

بیعت کی بنیاد

⑨ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهُ عَصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا عَوْنِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَخْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہؓ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اس وقت آپؐ نے ارشاد فرمایا، میرے ہاتھ پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے اور نہ چوری کرو گے، اور نہ زنا کرو گے، نہ اپنی اولاد کو مار ڈالو گے۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان بھڑا کر کے نہ لاؤ گے۔ اور نیک بات میں نافرمانی نہ کرو گے۔ پھر جو کوئی تم میں یہ اقرار پورا کرے اس کا ثواب اللہ پر ہے۔

(بخاری جلد اول کتابُ الْإِيمَانِ باب ۱۱)

اس حدیث شریف کے مضمون سے ملتی جلتی قرآن مجید کی سورۃ ممتحنہ میں ایک آیت بھی ہے جو ترجمہ کے ساتھ درج ذیل ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا يَشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٦٠ - الْمُتَحَنَّةُ آيَةُ ١٢)

اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی خواتین اس بات پر بیعت کرنے کو حاضر ہوں

کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی اور بدکاری نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان کھڑا کر کے نہ لائیں گی، اور کسی بھلے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر لو اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی درخواست کر دے شک اللہ مغفرت فرمانے والا رحیم ہے۔

آیت شریفہ اور حدیث پاک دونوں سے معلوم ہوا کہ بیعت ایک ضروری چیز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام اور صحابیات خواتین سے بیعت لی ہے، موجودہ زمانہ میں بیعت کے بارے میں کچھ لوگ منہ چڑھاتے ہیں اور اس کو پیری مریدی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس کے دو سبب ہیں ایک یہ ہے کہ لوگ بیعت کی حقیقت اور اس کے معنی سے ناواقف ہونے کی بنا پر اس کے خلاف بولتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ بیعت اور پیری مریدی کی لائن میں کچھ ایسے لوگ گھس گئے ہیں جو بہرہ ویتے اور جعلی قسم کے لوگ ہیں نہ انھیں بیعت کی حقیقت معلوم ہے نہ کوئی تقویٰ، ہر ہیز گاری ہے اور نہ ہی کوئی علم ہے اس لئے بیعت کے معاملہ میں اللہ کے کسی ولی بندے کو اچھے سے جانچ اور پرکھ لینا چاہیے کہ یہ شخص ہمیں اللہ کا سیدھا راستہ بتائے گا اور اس کی صحبت میں رہ کر دین کا صحیح علم حاصل ہوگا اور اللہ کی معرفت حاصل ہوگی۔ تو ایسے شخص سے بیعت کر لینا مفید ہوگا، باقی ڈھونگی اور پیٹ بھر و قسم کے لوگوں سے دور رہنا چاہیے۔

آیت اور حدیث پاک کے الفاظ پر بار بار نظر ڈالیں ترجمہ پر غور کریں انشاء اللہ بیعت کی حقیقت اور اس کا مقصد اصلی آپ سمجھ جائیں گے کہ شرک اور گناہ کبیرہ سے توبہ

کرنے یا ان گناہوں سے دور رہنے کا عہد کرنے کا نام بیعت ہے۔

شرک سب سے بڑا گناہ ہے

(۱۰) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَلَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ وَيُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

(مسلم جلد اول - کتاب الایمان - باب الذلیل علی أن من مات لا یشرک باللہ شیئاً)

اس حدیث شریف میں ہر شخص کو چوکنا کر دیا گیا ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لے کہ وہ شرک سے دور ہے یا نہیں شرک کو اس نے چھوڑا یا نہیں اگر وہ شرک سے بچا رہا ہے تو وہ بلاشبہ موت کے بعد جنت میں داخل ہوگا، لیکن اگر کوئی آدمی اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہو تو اس کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے دوزخی ہونے کی بات کہی ہے، حدیث شریف کا پورا مفہوم سمجھنے کے لئے قرآن مجید کی آیات کا سہارا بھی لینا چاہیے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

(۴ - النساء آیت ۴۸)

اللہ کبھی ایسے کو نہیں بخشے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا اور اس کے سوا جسکی چاہے گا مغفرت

حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی زبان سے ایک قول نکلا جسے قرآن مجید میں نقل کیا گیا ہے۔

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ

(۵۔ المائدہ آیت ۷۲)

جس شخص نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک ٹھہرایا تو بس اللہ نے ایسے شخص پر جنت کو حرام کر دیا اور دوزخ کو اس کا ٹھکانہ بنا دیا۔

قرآن مجید کی پچھمبر کی سورہ انعام کے رکوع ۱۱ میں اٹھارہ جلیل القدر نبیوں کے اسماء گرامی شمار کروانے کے بعد انھیں کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْمِلُونَ (۶۔ الانعام آیت ۷۸)

اور اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ضرور ان کے کئے کرائے سب عمل غارت اور برباد ہو جاتے۔

اوپر کی آیات سے اٹھارہ نبیوں کا تذکرہ چلا آ رہا تھا اور ان کی فضیلت بیان کی گئی اس آیت میں بتا دیا کہ اگر یہ نبی اور پیغمبر بھی ذرا سا شرک کرتے تو ان کے سب عمل برباد ہو جاتے تمام انسانوں کو اس آیت میں شرک کے بھیانک جرم ہونے کا خیال دلایا گیا ہے تاکہ ہر کوئی شرک سے اپنا بچاؤ کر لے اور شرک چھوڑ دے ورنہ کوئی نبی اور رسول شرک بھلا کیوں کرے گا جبکہ توحید کے داعی تو نبی اور رسول ہوتے ہیں۔ ہم نادان لوگوں کو اس میں درس نصیحت ہے کہ شرک سے دور رہو ورنہ کوئی عمل بھی کام نہ آئے گا۔ جب بڑے بڑوں کو یہ کہہ دیا تو حقیر چھوٹے لوگوں کی کیا مجال اور حیثیت ہے آیات اور حدیث کے الفاظ اور معانی پر غور کیجئے تو آپ خوب سمجھ جائیں گے کہ

شرک کا کیا انجام ہے شرک کیا کیا ہے اس کے بارے میں تھوڑی تفصیل ہم نے حدیث ۷۲ کی تشریح میں لکھ دی ہے وہاں دیکھ لیں۔

دین کا سانچہ ڈھانچہ

⑪ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ: آيَةُ مُحْكَمَةٍ، أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ، أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کی تین قسمیں ہیں۔ حکم بتانے والی آیات، دین کا سانچہ ڈھانچہ قائم کرنے والی سنتیں، فریضہ عادلہ، اور جو اس کے سوا ہے وہ فضل ہے۔

(۱) قرآن مجید کی آیات جو اللہ رب العزت کے احکامات بتانے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی یا اللہ کی ناراضی اور غضب کے کاموں کی نشاندہی کرنے والی اور بیان کرنے والی ہیں انھیں دھیان میں رکھا جائے۔

(۲) نبوی زندگی کے ۳۳ سال میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم فرمایا یا جو کام کر کے امت کو بتایا ان سب پر ایک مومن کو اپنی زندگی میں عمل بھی کرنا چاہیے اور جن کاموں سے روکا ان سے رک جانا چاہیے۔ حتیٰ کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، کھیت باڑی، کاروبار، تجارت، کسب معاش، شادی بیاہ، غم و خوشی کے مواقع غرضیکہ زندگی کے ہر کام اور ہر عمل میں رسول کی زندگی کا چلتا پھرتا نمونہ جتنا بن سکے ہر مومن کی زندگی نئے جھلکے لگے۔

(۳) ہر کام میں اعتدال اور بیچ کا طریقہ اختیار کیا جائے یعنی مومن جس کام کو کرے عدل و انصاف کے ساتھ اس کا حق ادا کرے، بد سلیقہ بھونڈا پن پھو ہڑ پن اور گنوار پن و جہالت کا ثبوت اپنے عمل سے پیش نہ کرے۔

نبی کی وصیت فرائض اور قرآن سیکھو

(۱۲) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنَّهُ مَقْبُوضٌ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم فرائض اور قرآن مجید سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ میں وفات پانے والا ہوں یعنی میں تمہارے درمیان ہمیشہ نہیں رہوں گا

(ترمذی جلد اول۔ باب مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ)

اس حایر پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت پر فرض کی ہوئی ہر چیز کا اتنا علم حاصل کرنا جس سے اس کی ادائیگی اچھی طرح ہو جائے۔ جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج قربانی، وراثت وغیرہ کے ضروری احکام۔ اسی طرح قرآن مجید کو پڑھنا تلاوت کرنا، اور اس کے معانی اور ترجمہ کو سمجھنا کم از کم روزانہ رکوع دو رکوع تلاوت کرنا اور ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرنے کی کوشش کرنا۔ اور قرآن مجید میں بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ نیز دوسروں کو بھی سنانا اور سمجھانا چاہیے تاکہ معاشرہ میں دینداری کا رواج پڑے اور بے دینی کا خاتمہ ہو۔

اطاعت رسول

(۱۳) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى . (بخاری)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری سب امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے قبول نہ کیا اور رکشی کی ”پوچھا گیا“ کس نے قبول نہ کیا۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے قبول نہ کیا۔

(کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة)

حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ اطاعت کا معنی بڑا وسیع اور بہت جامع ہے۔ علماء کرام نے نبی پر ایمان اور آپ کی اتباع، محبت اور عظمت کے مجموعہ کا نام اطاعت رکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ پر نازل کی گئی کتاب قرآن مجید اور آپ کے قول و فعل پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت بھی ہو، جب تک یہ ساری چیزیں نہ پائی جائیں گی اس وقت تک انسان اللہ کے نبی کی کامل اطاعت سے محروم رہے گا۔

قرآن اور سنت

(۱۳) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُم بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ -
(مشکوٰۃ باب الإعتصام بالكتاب والسنة) و سلم کی سنت ۔ کتاب اللہ ۔ اور اللہ کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں تم گمراہ نہیں ہو گے جب تک مضبوطی سے ان کو پکڑے رکھو گے۔
حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تمہاری عملی زندگی میں ہوگی تم کسی غلط راہ پر نہیں جاؤ گے۔ لیکن اگر ضرورتاً باقی طور پر یہ دونوں چیزیں رہیں تم نے ان پر عمل نہیں کیا تو گمراہی کے راستے پر جانا اور شیطان کے شکنجے میں جکڑا جانا یقینی بات ہے۔
اس لئے اپنے ہمیشہ کے دشمن شیطان کے حملے سے بچنے اور گمراہی کے راستے پر نہ جانے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید اور سنت رسول کو اپنی عملی زندگی میں لائیں، کتاب اللہ کے احکامات جاننے کیلئے علماء نے دنیا کی تمام مشہور اور اہم زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے لکھے ہیں، اور احادیث کے احکامات معلوم کرنے کے لئے اہل علم نے حدیث کے مجموعے ترجمہ کے ساتھ ترتیب دیئے ہیں۔

اعمال کا جوڑ سنت رسول پر

(۱۵) جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى أَنَسٍ وَاجِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَزْوَاجِ مَطْهَرَاتِ (بیویوں)

کے پاس تین آدمی آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھا جب ان کو نبی کی عبادت کے بارے میں خبر دی گئی تو انہوں نے اسے کم جانا اور کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں حضرت محمدؐ، اللہ نے تو ان کے پہلے اور پچھلے قصور بخش دیے ہیں ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کر دوں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا۔ کبھی نکاح نہ کروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں خبردار اللہ کی قسم میں تمہاری نسبت اللہ سے بہت ڈرتا ہوں لیکن میں روزہ رکھتا بھی ہوں افطار بھی کرتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا بِهَا
كَانَهُمْ يَقَالُوا هَذَا قَالُوا أَيْنَ نَحْنُ
مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ عَفَرَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُ هُمْرًا أَنَا
فَأَصَلَّى اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ الْآخَرُ
أَنَا صُومُ النَّهَارِ أَبَدًا وَلَا أَفْطِرُ
وَقَالَ الْآخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ
فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ
أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كُنْ أَوْ كُنْ
أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَخْشَاكُمْ بَدَنًا
وَأَتَّقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأَفْطِرُ
وَأُصَلِّي وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ

رَاغِبٌ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي (مشکوٰۃ)

(بَابُ الْإِعْتَصَامِ بِاللَّتَابِ وَالسُّنَّةِ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی

نبیؐ کے بتائے ہوئے طریقے پر کرنے کا نام دین ہے اور آپؐ کے طریقہ سے ہٹ کر عمل کرنے کا نام بدعت اور رہبانیت ہے جو رب العالمین کو مطلوب نہیں ہے، انسان نماز پڑھے، روزے رکھے، جتنے مال پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اتنے مال کے مالک ہونے پر زکوٰۃ ادا کرے، حج بیت اللہ کے خرچ برداشت کرنے کی طاقت ہو صحت و تندرستی بھی ہو تو حج کے لئے جائے، والدین، بیوی بچے بھائی بہن رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے، اس کا نام دین ہے۔

صدقہ جاریہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب بند ہو جاتا ہے مگر تین کاموں کا ثواب جاری رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچے (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

①۶ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ (مسلم جلد دوم)

(کتاب الوصیۃ - باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته)

آدمی اگر اپنے مرنے کے بعد تین چیزیں چھوڑ گیا تو یہ اس کے لئے صدقہ جاریہ ہوں گی لہذا ہر مومن کو چاہیے کہ مسجد، مدرسہ سرانے تعمیر کرے۔ کنواں کھودوائے یا ان کے باقی رکھنے میں اپنی طاقت وسعت کے مطابق حصہ لے یا اس طرح کا کوئی اور کام ہو جو خالق خدا کے لئے نافع ہو

تو اس میں بھی حصہ لے۔ یا علوم دینیہ و علوم عصریہ میں کوئی ایسا علمی کام کر جائے جس سے بعد کی نسلیں فائدہ اٹھاتی رہیں۔

تیسرے یہ کہ تعلیم و تربیت اور حسن اخلاق کے قیمتی زیور سے اپنی اولاد کو آراستہ کر جائے جو معاشرہ کا صالح جز بن کر لوگوں کے فائدہ کا سبب و ذریعہ بنے۔ اور خود اپنے والدین کے لئے دعاء خیر کرے۔ اور دنیا و آخرت میں والدین کی سرفرونی کا ذریعہ بنے۔

ہم آج کے مسلمان اس حدیث کی روشنی میں غور کریں کہ ہمارا مال کہاں خرچ ہو رہا ہے۔ شادی بیاہ کی شاہ خرچیاں گھروں کے غیر ضروری قیمتی فرنیچر قبروں پر میلے ٹھیلے باجے گا بجے، عرس صندل، کاغذ کے تعزیر۔ بیت اللہ اور مسجد نبویؐ کے کاغذی ماڈل طرح طرح کے جلوس میں اپنے خون پسینہ سے کمایا ہوا مال خرچ کرنے والے لوگ خوب سوچ لیں کہ یہ سب ایصالِ ثواب والے کام ہیں یا آخرت میں عذاب کا ذریعہ تو نہیں بنیں گے ؟

ماں باپ کو گالی ؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں دیتا ہے اس طرح کہ وہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی

① قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والدیه قالوا یا رسول اللہ هل یشتتم الرجل والدیه قال نعم یسب الرجل ابا الرجل فیسب

اَبَاكَ وَيَسْبُ اُمَّةً فَيَسْبُ اُمَّةً
 دیتا ہے پھر وہ دوسرا گالی دیتا ہے اس کے باپ کو
 (مسلم شریف)
 اور یہ گالی دیتا ہے دوسرے کی ماں کو پھر وہ دوسرا
 گالی دیتا ہے اس کی ماں کو -

(کتابُ الْاِيْمَانِ - بَابُ الْكِبَارِ وَالْكِبْرِيَا)
 سڑکوں بازاروں، دوکانوں فیکٹریوں اور محلوں میں ایک
 دوسرے کو ننگی اور فحش گالیاں بوڑھوں جوانوں اور بچوں کے لئے فیشن
 اور عادت ہو گئی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ گالیاں ماں باپ، بیوی، بہن
 بیٹی جو گھر میں ہیں اور جن کا کوئی قصور نہیں ہے انھیں گالیاں دی جاتی
 ہیں قصور تو اس کا ہے جس نے آپ کے سامنے غلطی کی ہے اور اس کے
 ماں باپ وغیرہ کا حوالہ دے کر گالیاں دی جاتی ہیں۔ ایسی فحش اور ننگی
 گالیاں اس زبان سے جس سے کہ اللہ کا ذکر، قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی
 ہے، نماز پڑھی جاتی ہے اس سے گالیاں دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں
 معلوم ہوتا ہے۔

لہذا ضرورت ہے کہ اہل ایمان معاشرہ کو فحش گالیوں سے پاک
 اور صاف کریں۔ البتہ کبھی بہت ہی غصہ آگیا تو ایسے موقع پر عربی میں
 ڈانٹ ڈپٹ کے لئے جو مہذب کلمات ملتے ہیں اَنْفُكَ فِي التُّرَابِ
 (تیری ناک خاک آلود ہو) تَبْكِي اُمَّكَ (تیری ماں تجھ پر روئے) یا پھر اردو میں - تو
 بے وقوف ہے۔ نالائق ہے، گدھا ہے۔ ایسے الفاظ سے دل کی بھڑاس
 نکال لے اور اگر اس سے بھی نیچے تو بہتر ہے لیکن فحش گالیوں کا چلن مطلق بند کرنا چاہیے۔

کسی مشکل میں پھنسے شخص کی مدد کرنا بھی عبادت ہے

①۸ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنَ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنَ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرْتُ مُسْلِمًا مَتْرُكًا اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ . مشکوہ تریف (کتاب العلم) فصل اول

لوگو! اگر تم قیامت کے دن کی سختی سے بچنا چاہتے ہو تو اہل ایمان بھائی جو دنیا کی سختی میں پھنسے ہیں ان پر سخت وقت آپڑا ہے تو ان کی مدد کرو۔ مصیبت اور الجھن سے چھٹکارہ دلاؤ، حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کے اس راستہ پر چل کر تم دنیا و آخرت دونوں کی سختیوں سے بڑی آسانی کے ساتھ گزر جاؤ گے۔

نو باتوں کا حکم

①۹ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي رَبِّي بِتَسْعِ خَشْيَةِ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَنْ أَصِلَ مَنْ قَطَعَنِي وَأُعْطِيَ مَنْ حَرَمَنِي وَأَعْفُوَ مَنْ ظَلَمَنِي وَأَنْ يَكُونَ صَمْتِي فِكْرًا وَنُطْقِي ذِكْرًا وَنَظْرِي عِبْرَةً وَأَمْرًا مَعْرُوفًا (مشکوٰۃ شریف جلد دوم)

(بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ تِسْرِي فَصْل)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم دیا ہے (۱) ظاہر اور پوشیدگی میں اللہ سے ڈرنا۔ (۲) غصہ کی حالت ہو یا رضاکے ہر حال میں سچی بات کہنا (۳) محتاجی اور مالداری میں میانہ روی یعنی بیچ کی راہ اختیار کرنا (۴) جو مجھ سے کٹے میں اس سے جوڑوں (۵) اور جو مجھ نہ دے میں اس کو دوں (۶) جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کروں (۷) میری خاموشی تفکر کی خاموشی ہو میرا بولنا ذکر ہو (۸) میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو (۹) میں نیکی کا حکم کروں۔

اس حدیث کے پڑھنے والوں سے گزارش ہے کہ ہو سکے تو اس حدیث کو یاد کر لیں اور معنی بھی اچھی طرح سمجھ لیں، مقررین، واعظین، خطباء اور علماء کرام سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اپنی تقاریر اور موعظا میں موقع کی مناسبت سے اس حدیث کا عربی متن پڑھ کر سنادیں اور معنی بھی بیان فرمادیں، عبارت بھی پُر اثر ہے اور معنی بھی ہدایت سے لبریز ہیں۔ غیر مسلموں کے مجمع میں بھی پڑھ کر سنائی جاسکتی ہے۔ اگر ہرادران وطن

سے شخصی گفتگو اور بات چیت کا اتفاق ہو تو اس وقت بھی انھیں پڑھ کر سنانا دعویٰ نقطہ نظر سے مفید ہے۔

کامل مسلم کون — ؟

(۲۰) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْيُنَ النَّاسِ وَأَرْضُ نَفْسِكَ تَكُنْ أَعْيُنُ النَّاسِ وَأَحْسِنُ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَحَبِّبَ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تَكُنْ الضَّحْكُ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) حرام سے بچ تو سب سے بڑا عبادت گزار ہوگا

(۲) اللہ نے جو تیری قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر

راضی رہ تو سب سے زیادہ مالدار ہوگا۔

(۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کر تو مومن ہوگا۔

(۴) جو تو اپنے لئے پسند کر لے وہ لوگوں کے لئے بھی

پسند کر تو کامل مسلمان ہوگا۔

(۵) اور زیادہ نہ ہنس اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو

مردہ کر دیتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد دوم)۔ الْبَوَائِبُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

صاحب قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی باتوں

میں ہزاروں ہزار اور بیشمار کمالات ہیں۔ حضرت کے کلام میں ایک خاص

وصف یہ ہے کہ مختصر جملوں میں امت کو تعلیم اس طرح فرمائی کہ چند

حدیثیں بھی اگر کسی شخص کے ذہن میں بیٹھ جائیں تو اس کی زندگی کا بڑا حصہ

ایمان اور اسلام کے نور سے انشاء اللہ بھر جائے گا۔ اسی حدیث کو لے لیجئے

جو آپ نے ابھی پڑھی ہے اس کے متن پر دھیان دیجئے اس میں پانچ باتیں کہی گئی ہیں ایک تو یہ کہ حرام سے بچو سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے دنیا میں عبادت گزار بننے کیلئے بہت سے پاپ پڑھیں گے پڑتے ہیں جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب اور نبی کا اسوہ حسنہ (نمونہ زندگی) نہیں ہے وہ بچارے بہت سے کام کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ (ہم نے جن کاموں کا حکم دیا تھا ان کاموں کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہو گئے۔)

یعنی جو کام اللہ کی رضا اور خوشی کے تھے اس کی طرف دھیان نہ دیا اور ایسے اعمال میں جو ان کی دنیا اور آخرت برباد کرنے والے تھے اور بے نتیجہ ثابت ہوئے قرآن مجید میں سورہ الغاشیہ کی آیت ۳۷ دیکھئے۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۖ تَصْلٰی نَارًا حَامِيَةً ۚ ۝۴ عمل کرتے کرتے تھک کر آئے مگر اٹے مصیبت میں پڑے بھر کتنی آگ میں داخل ہوں گے۔

ہمارے ملک میں ہمارے اہل وطن بھائی ہنود ہی کو دیکھئے کہ سخت سردیوں میں آدھے پونے ننکے ہو کے چار بجے رات سے پانی میں ڈبکیاں لگائیں گے۔ ایک پاؤں پر کھڑے ہوں گے۔ اس طرح کے بہت سے مشکل اور تھکا دینے والے کام وہ کرتے ہیں، قیمتی چیزیں بھی دودھ ناریل وغیرہ آگ کے لاوے میں جلائیں گے ندیوں نالوں میں روپے پیسے ڈالیں گے۔ لیکن کیا اس میں سے کوئی عمل بھی چاہے وہ کتنا ہی تسلسل کے ساتھ اور کتنی ہی محنت والا ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی نفع دے سکتا ہے؟

معلوم ہوا کہ اللہ و رسولؐ کے حکم کے مطابق کام ہو تو تھوڑے عمل میں بھی نجات ہے۔ نبیؐ کے اس مختصر جملہ پر غور کیجئے کہ فرمایا حرام کام سے بچ جاؤ سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔

دوسری بات اللہ کے رسولؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ نے جو تیری قسمت میں لکھ دیا اس پر تو راضی ہو جا تو مال اور دنیا کے جھمیلوں سے بے پرواہ ہو جائے گا۔ اور تیرے دل کو بھی تسلی ہو جائے گی کہ جو اللہ نے لکھا تھا وہ ہوا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَإِنْ يَسْأَلْكَ اللَّهُ بَضْرًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُدْرِكَ
بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ سَبَإٍ
وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔ (۱۰۔ یونس آیت ۷۱)

اور اگر اللہ تجھ کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اس کو اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر اللہ یہ ارادہ کرے کہ تجھ کو نفع پہنچانا ہے تو پھر اس کے فضل کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا اپنے بندوں میں سے جسے جو کچھ دینا چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور وہی ایک بخشش فرمانے والا مہربان ہے۔

تیسری بات حضرتؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ پڑوسی کے ساتھ احسان کرو اچھا برتاؤ کرو۔ پڑوسی کے بھی ہم پر کچھ نہ کچھ احسانات اور بھلائیاں ہوتی ہیں تو ہل جزاءہ الإحسان (احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہو سکتا ہے) کے تحت اس کا بدلہ چمکانے کی کوشش کرے، احسان، نیک سلوک، بھلا برتاؤ اور دوسروں کے لئے کچھ کر گزرنے میں ایک مومن کا ہاتھ

آگے ہی ہونا چاہیئے۔

جو تھی بات حضور اکرمؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو، جو بات تم کو اچھی لگتی ہے یا یہ کہ تمہیں احساس ہے کہ لوگ تمہارے ساتھ ایسا ویوہار کریں یا ایسا لوگ تم کو چاہیں، اتنی میری توفیق کریں۔ یا ایسی میری قدر کریں۔ یا ایسا میرے ساتھ سلوک کریں، اسی جیسا ہی تم دوسروں کے ساتھ کرو بھی اور کرنا پسند بھی کرو۔ انسان کا یہ عمل اس کے کامل ایمان والا ہونے کی نشانی ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری جملے میں ایک کام سے منع فرمایا ہے کہ آدمی زیادہ ہنسے نہیں، کھل کھلا کر خوب ہنسا، آنکھوں میں پانی نکل آئے اتنا ہنسا اور بے ٹکا ہنسیاں بات بات پر ہنسیاں یہ سب منع ہے اور زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے، تھوڑا مسکرا نے اور خوشی کا اظہار کرنے میں حرج نہیں ہے۔ قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

فَتَبَسَّ مُمْ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (۲۶۔ النمل آیت ۱۹) سلیمان علیہ السلام

اس (چیونٹی) کے قول کو سن کر مسکرا پڑے۔

سورہ ہود میں حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ صاحبہ کے ہنسنے کو نقل فرمایا گیا،
وَأَمْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَلَبَسَ دُفْعًا رِّبَاسًا لِّتُكْفِيَ السَّخَاةَ (۱۱۔ ہود آیت ۷۷) اور ابراہیمؑ کی بیوی پردہ کی آڑ میں کھڑی ہوئی تھیں یہ باتیں سن کر نبیؐ نے اسے اسحقؑ کی بشارت دی اور اسحقؑ کے بعد یعقوبؑ کی۔

معلوم ہوا ہنسنا، مسکرانا، مسرت اور خوشی کا اظہار کرنا فطری تقاضہ ہے اور جائز و مباح بھی ہے اور انبیاء و رسل سے ہنسنا ثابت بھی ہے مگر بہت زیادہ ہنسنا آخرت سے بے پرواہی اور غفلت کا سبب ہے اس لئے کثرتِ ضحک یعنی زیادہ ہنسنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

دل کی تسلی

②۱ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرِضِ وَلَكِنْ الْغِنَى عَنْ النَّفْسِ (مسلم شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت زیادہ سامان ہونا خوشحال زندگی کا معیار نہیں ہے بلکہ خوشحال زندگی کا معیار دل کی تسلی اور اس کا اطمینان ہے۔

(بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِمَا)

اس چھوٹی سی حدیث میں رسولؐ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ بڑی اہم اور قیمتی ہے کہ بہت زیادہ ساز و سامان روپیہ پیسہ خوش حال زندگی کی دلیل نہیں ہے۔ بہت سی بلدنگیں مکانات بنواتے ہیں اس میں ایسے کالچ اور لکڑیاں لگوائیں ایسے پردے لگوائے ویسے سامان جمع کئے یہ کیا وہ کیا۔ موجودہ زمانے میں اس عاجز نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ روم پچیس پچیس لاکھ روپے کے ہیں۔ اور کباڑی کی طرح فریچہ پراور سامان جمع کئے ہیں یہ سب چیزیں انسان کو سکون نہیں دے سکتی ہیں اصل غنی یہ ہے کہ ضرورت کے سامان حاصل ہو جائیں اس پر قناعت کرے اور دل اس پر

راضی بھی ہو مطمئن بھی ہو۔

قبر کی مٹی

(۲۲) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِإِبْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَا بُتْغَىٰ وَادِيَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جُوفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ . (مسلم شریف جلد اول)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تو وہ تیسرے کی تلاش میں نکل پڑے گا اور آدمی کے پیٹ کو نہیں بھر سکتی مگر قبر کی مٹی۔

(باب كراهية العرص على الدنيا)

نبیؐ نے مختصر مختصر باتیں ارشاد فرمائی ہیں لیکن وہ ساری دنیا کے انسانوں کی اصلاح اور اپنی حالت درست کرنے اور اپنے عمل کا محاسبہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ فرمایا کہ اگر ایک ایک انسان کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تو مال سے بھرے تیسرے جنگل کی تلاش میں لگ جائے گا بعض روایات میں مال سے بھرے چوتھے جنگل کی تلاش میں نکلنے کی بات بھی ہے راویوں نے حضورؐ سے جو بات سنی اسے اپنے اپنے طور پر الفاظ کے کچھ بدل کے ساتھ بیان فرمایا۔

ان ساری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے اندر مال کی طلب ہوس لالچ جو ہے اس کی حد بندی ہونی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ مال کی حرص اور اس کے جمع کرنے میں ایسا مشغول ہو جائے کہ اللہ رب العالمین اور آخرت

سے غافل ہو جائے اور رسولؐ کے نمونہ زندگی اور اسوۂ حسنہ کو پیچھے ڈال دے اور ہر وقت مال ہی مال کی رٹ اور طلب لگی ہو یہ ناپسندیدہ خصلت ہے۔ لیکن اگر مال و دولت کے حصول میں بھی لگا ہے اور اللہ نے اپنے فضل سے وسعت اور کشادگی بھی عطا فرمائی ہے اس کے ساتھ ساتھ اپنے خالق و مالک کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے میں لگا ہے اور اپنے مال و اسباب کو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت و بندگی کا ذریعہ بنایا تو یہ عین عبادت ہے۔

حدیث شریف کے آخری جملہ کا مطلب ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو آدم کے بیٹے کا پیٹ بھرے گا ہی نہیں بلکہ اور زیادہ اور زیادہ کی تلاش میں لگا ہی رہے گا۔ یاں جب وہ قبر میں جائے گا اور قبر کی مٹی اس کے پیٹ میں داخل ہوگی تو تب اس کا پیٹ بھرے گا۔

وارثوں کیلئے چھوڑ گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال، لیکن اس کے مال میں سے اس کے لئے صرف تین چیزیں ہیں۔

(۱) جو کھا کر ختم کر ڈالا (۲) جو پہن کر پرانا کر دیا۔

(۳) جو (اللہ کے راستہ میں) دیا اور جمع کر لیا (اللہ کے پاس) اس کے سوا جو کچھ ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے

اور لوگوں (وارثوں) کے لئے چھوڑ جانے والا ہے۔

۲۳) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَبْدُ مَا لِي مَالِي وَإِنْ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَخْفَى أَوْ لَبَسَ فَأَبْلَى أَوْ أَعْطَى فَأَقْتَنَى وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكٌ لِلنَّاسِ - (مسلم جلد دوم، کتاب الزہد، مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

آدمی جو مال کمایا ہے اور گن گن کر رکھ رہا ہے اور اس پر اپنی ملکیت بتاتا ہے اس کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا اس کا مال تو وہی ہے جو کھا کر ختم کر دیا۔ یا پہن کر پیرا کر دیا۔ اور اگر اللہ کے رضا کے کاموں میں خرچ کیا تو اس کا فائدہ اسے آخرت میں ملنے والا ہے۔ وَمَا تَقْدِرُ مَوْلَا إِلَّا أَنْفُسُكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ (اور جو اپنے لئے آگے بھجوں گے اس سے بہتر حال میں اللہ کے یہاں پا لو گے)

معلوم ہوا کہ جو کھایا پیا، پہنا اور کھانا اور جو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کیا وہ اس آدمی کا ہے۔ باقی مال اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جانے والا ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ورثاء کے لئے کچھ مال نہ چھوڑا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کھانے پینے اور پہننے اور کھنے کے ساتھ ساتھ خیر خیرات کے کاموں میں بھی خرچ کرتا رہے جو آخرت میں کام آنے والے ہیں۔

صرف عمل ساتھ گیا

۲۴) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثٌ فَيَرْجِعُ أَشْرَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ يَتَّبِعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ (ترمذی شریف جلد دوم ابواب الزہد)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میت کے ساتھ (دفن کرنے کے لئے قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے پاس رہ جاتی ہے۔ (۱) گھر کے لوگ رشتہ دار، دوست احباب (۲) مال (۳) عمل گھر کے لوگ رشتہ دار دوست احباب اور مال قبر میں دفن کرنے کے بعد واپس آجاتے ہیں اور صرف عمل باقی رہ جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ قبر تک میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں انہیں سے دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک میت کے ساتھ قبر میں رہ جاتی ہے اور وہ میت کے اچھے بُرے اعمال ہیں۔ گھر کے لوگ دوست احباب نماز جنازہ اور کفن و دفن میں شریک ہوتے ہیں اور گھر واپس آ جاتے ہیں۔ میت کا چھوڑا ہوا مال بھی اس مرنے والے ہی کی طرف نسبت کر کے بتاتے اور گناتے ہیں۔ یہ حویلی وہ مکان چھوڑ گیا ہے اتنا نقد ہے اتنا سامان ہے بینک بلینس ہے وغیرہ وغیرہ تو اس مال نے بھی میت کا ساتھ اس کی زندگی تک دیا قبر میں نہیں گیا، بے چارے کا مردہ اکیلے قبر میں دفن ہے، قیامت تک کے لئے برزخ کی منزل میں رہے گا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرنے والے کے ساتھ قبر میں کیا چیز گئی، سلام ہو محمدؐ پر کہ فرمایا میت کا عمل اس کے ساتھ گیا، اس لئے ضروری ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذخیرہ بھی ہو اسی لئے قرآن مجید اور حدیث میں بار بار عمل صالح کی تاکید آئی ہے۔

بھائی کا خالی برتن بھردے

②۵ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَإِنْ مِنْ الْمَعْرُوفِ أَنْ تُلْقِيَ أَخَالَكَ بِوَجْهِهِ طَلِقَ وَأَنْ تَفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءٍ أَخِيْلَكَ . (ترمذی جلد اول باب مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْوَجْهِ وَحُصْنِ الْبَشْرِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نیک کام صدقہ ہے اور نیک کاموں سے یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی سے خوشدلی کیساتھ ملے، اور یہ بھی ایک نیکی ہے کہ تو اپنی ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دے۔

مومن کو چاہیے کہ ہر پسندیدہ اور نیک کام کرنے میں آگے بڑھے وہ نیک اور معروف کام چاہے چھوٹا ہو یا بڑا کسی سے ملاقات ہو تو خوشدلی اور بلا کسی ناگواری کے ملے یہ بھی نیک اور بھلی بات ہے۔ کسی کے برتن یا ڈول میں کنویں یا نل وغیرہ سے پانی نکال کر ڈال دینا پانی پلا دینا بھی نیک اور خیر کے کاموں میں سے ہے۔

اس حدیث میں ”بھائی“ کا خالی برتن بھر دے“ یہ جملہ شاید ایک تمثیل کے طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے جس کا ایک وسیع مفہوم یہ ہے کہ بھائی کا برتن کسی بھی اعتبار سے خالی ہو تو اللہ نے اگر حیثیت والا بنایا ہو تو اس کو بھرنے کی کوشش کرو۔ مثلاً مومن بھائی کو علم اور سمجھ بوجھ کی کمی ہے تو اس لحاظ سے اس کا برتن خالی ہے، علم اور سمجھ بوجھ کے معاملہ میں اس کی مدد کرو سہارا دو، کسی کو مشورہ کی ضرورت ہے کسی کو مالی اور جسمانی تعاون کی ضرورت ہے تو مشورہ دیجئے اور حیثیت کے مطابق تعاون بھی دیا جائے، یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مومن بھائی کی مدد کے لئے اس کے خالی برتن میں جو کچھ ڈال سکتا ہو ڈالتا جائے۔

مبارک عادتیں

حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ آپؐ کو نہ غش (بداخلاقی کی بات) کہنے کی عادت

(۲۶) سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَمْ يُكُنْ فَا حِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

وَلَا صَحَابَا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي
بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةُ وَلَكِنْ يَحْفُو
وَيُصَفِّحُ. (ترمذی البواب البر والصلة)
تھی اور نہ کبھی بھی آپ کی زبان مبارک سے یہودہ
باتیں نکلتیں۔ اور نہ آپ بازاروں میں شور شرابہ
کرتے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے بلکہ معاف
اور درگزر فرمادیتے۔

اس حدیث شریف میں رسول کے اخلاقِ فاضلہ کو بیان کیا گیا ہے کہ
حضرت نے فحش بات، گالی گلوچ بد اخلاقی کی بات زبان سے کبھی بھی کہی نہیں۔
بازاروں میں شور شرابہ چھینا چلانا زور زور سے بات کرنا بھی کبھی آپ نے پسند نہ
فرمایا اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے ہوئے درگزر اور معافی سے دیتے۔
ہم جیسے دنیا داروں کو آئے دن گلی کوچوں میں دوکانوں بازاروں
میں عام لوگوں سے واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے اگر اس حدیث پر ہمارا عمل ہو جائے
تو برادرانِ وطن کو اخلاقِ نبوی کا نمونہ امت کے افراد سے دیکھنے کو ملے گا، اللہ کرے
ہماری یہ تمنا پوری ہو کہ ہمارے عمل سے چال ڈھال سے نبی کے اخلاقِ حسنہ کا
نمونہ اہل وطن بھائیوں کے سامنے پیش ہو

تکبر اور گھمنڈ کیا ہے؟

(۲۷) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي
قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ وَلَا
يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ
ذره برابر بھی تکبر اور گھمنڈ ہوگا وہ جنت میں داخل
نہ ہوگا اور جس کے دل میں ذره برابر بھی ایمان ہوگا
وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ میں اچھا کپڑا اور اچھا جوتا پہنوں۔
 آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بھی صفائی و پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے لیکن تکبر اور گھمنڈ یہ ہے کہ جس نے حق بات کو رد کر دیا اور لوگوں کو حقیر جانا۔

مُنْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ
 فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ
 يَكُونَ ثَوْبِي حَسَنًا وَنَعْلِي
 حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
 الْجَمَالَ وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ
 الْحَقَّ وَغَضَّ النَّاسَ -

(ترمذی باب ما جاء فی الکبر)

جس کے دل میں ذرہ برابر گھمنڈ اور تکبر ہو اس کے دخول جنت کو ناممکن بتایا گیا ہے اور جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو وہ دوزخ میں نہ جائیگا اپنی بڑائی آپ بتانا اور لوگوں پر دھونس جمانا، ہر چھوٹے بڑے کام میں اپنی بڑائی اور گھمنڈ ظاہر کرنا ایک ناپسندیدہ اور برا عمل ہے۔ ایک صحابی نے آپ سے سوال کیا کہ اچھے کپڑے اچھے جوتے پہننا مجھے پسند ہے اور اچھا لگتا ہے کیا یہ تکبر ہے؟ نبی نے بڑی معتدل اور بر بنائے انصاف تعلیم فرمائی کہ اللہ تعالیٰ بھی صفائی طہارت اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے یعنی ٹھیک ٹھاک ڈھنگ کے اچھے کپڑے اچھے جوتے پہننا گھمنڈ اور تکبر نہیں ہے بلکہ نفاست ہے۔ اور صاف ستھرا پن ہے اور اللہ کو پسند ہے۔
 تکبر اور گھمنڈ یہ ہے کہ کوئی شخص سچ اور حق بات کو نہ مانے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل جانے۔

رشتہ نامے

②۸ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا وَلَا تَدَابِرُوا وَلَا تَبَاغِضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ -

(ترمذی شریف . باب مَا جَاءَ فِي الْحَسَدِ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رشتہ داریاں نہ توڑو پیٹھ پیچھے برا مت کہو اور آپس میں بغض اور دشمنی نہ رکھو اور آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ ناراض ہو کر دوسرے مسلمان سے تین دنوں سے زیادہ سلام کلام بند رکھے۔

یہ حدیث بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ آسانی سے ہر شخص اس پر عمل کر سکتا ہے بس ہمارا نفس قابو میں ہو اور رسول کی تعلیم و تربیت کی طرف پورا دھیان ہو اور حدیث نبوی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں تو انشاء اللہ کام بنے گا۔ اس حدیث میں رشتہ داروں سے تعلقات خراب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا، دل میں بغض اور دشمنی رکھنا، حسد و جلن رکھنا ان سے بھی لوگوں کو روکا گیا ہے۔ اور اللہ کے سارے بندوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھائی بھائی بن کر زندگی گذاریں۔

دنیا میں لوگوں کے بیچ بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہو جاتے ہیں اور بول چال سلام کلام بند کر دیتے ہیں اس تعلق سے بھی اللہ کے رسول نے ہدایت فرمائی کہ کسی مسلمان سے کسی مسلمان کی ناچاقی اور اُن بن ہو جائے تو تین دن سے زیادہ سلام کلام بول بات بند نہ کرے بلکہ اس

سے پہلے پہلے صلح صفائی کر لے اور بول بات سلام دعا جاری ہو جائے اور دونوں ہی ایک دوسرے سے بات چیت شروع کر دیں۔ مسلمان اس حدیث پر اگر پورے طور پر عمل کرنا شروع کر دیں تو دنیا میں ایک صاف ستھرا اور امن و شانتی سے بھرپور معاشرہ و سماج کے قائم کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

صرف تین دن

(۲۹) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ يَلْتَقِيَانِ فَيُصَدُّ هَذَا أَوْ يُصَدُّ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کھیلے حلال نہیں کہ کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بات کرنا بند کر دے کہ راستہ میں دونوں اس طرح ملیں کہ ایک دوسرے سے منہ پھیر لیں ان میں بہتر وہ ہوگا جو پہلے سلام کر کے بات چیت کی شروعات کرے۔

(ترندی شریف باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْهَجْرِ)

دنیا کی زندگی میں الجھنیں ہوتی رہتی ہیں دو آدمیوں میں اختلاف ہونا بھی ایک ممکن بات ہے لیکن ان میں سے اُس شخص کے لئے بڑی بشارت ہے جو سلام سے بات چیت کی شروعات کر کے اختلاف اور جھگڑے کو ختم کر دے اور بات چیت میں پہل کرنے والا ہی بہتر اور افضل ہے۔

دوستی اور دشمنی میں سنجیدگی

(۳۰) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ حَبِيبِكَ هُوَ مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بِغَيْضِكَ يَوْمًا مَا أَبْغَضُ بِغَيْضِكَ هُوَ مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تو اپنے دوست سے اعتدال اور توسط سے دوستی رکھ شاید وہ کبھی تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سے میانہ روی اور سنجیدگی سے دشمنی کر شاید وہ کسی دن تیرا دوست ہو جائے یعنی دوست کی دوستی اور دشمن کی دشمنی

(ترمذی شریف باب فی الإقضاء فی الحب والبغض) پر پورا بھروسہ نہ کر۔

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ دوستی اور دشمنی دائمی اور ہمیشہ کیلئے نہیں ہوتی ہیں کبھی نہ کبھی ان کا رخ بدل جاتا ہے، قرآن مجید میں ایک اشارہ بھی دیا گیا ہے کہ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً (۴۰۔ الممتحنہ آیت ۷)

بہت ممکن ہے کہ اللہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تم کو دشمنی ہے ان سے دوستی قائم کر دے۔

اس لئے ضروری ہوا کہ دوستی میں بھی اعتدال کا لحاظ رکھا جائے دوستی ہو تو اس میں حد اعتدال سے آگے نہ بڑھیں دشمنی ہو تو بھی حد اعتدال سے آگے نہ جائیں نہ ایسی دوستی ہو کہ اب دونوں ایک جان اور دو بدن ہو جائیں اور ساری قربانیاں ایک دوسرے کے لئے دینے لگیں اور ایک دوسرے سے اپنا کوئی راز پوشیدہ نہ رکھیں۔ اور نہ ہی ایسی دشمنی ہو کہ ہر وقت اپنے دشمن کو تکلیف اور ایذا دینے کی فکر میں پڑا رہے اور دشمنی کرنے اور تکلیف

پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھے بلکہ دوستی اور دشمنی دونوں حالتوں میں اعتدال و انصاف اور بیچ کی راہ اختیار کرنا چاہیے کیا پتہ کہ دوست کب دشمن بن جائے اور دشمن کب دوست ہو جائے۔

بدی کو نیکی سے مٹادے

(۳۱) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَتَّبِعُونَ مَا كُنْتُ وَأَتَّبِعُ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا. وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (ترمذی جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈر تو جہاں کہیں بھی رہے اگر تجھ سے برا کام ہو جائے تو اس کے بعد ایک نیک کام ضرور کر لے جو برے کام کو مٹا دے گا اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آ۔

(بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ)

انسان دنیا کے جس حصہ میں بھی رہے ہر جگہ اللہ سے ڈرتا رہے کہ اللہ سمیع علیم اور سمیع بصیر ہے انسان کی ہر بات کو سنتا بھی ہے جانتا اور دیکھتا بھی ہے۔ اگر شیطان اور نفس کے دھوکہ میں آکر بھول چوک اور غلطی ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی اور عمل صالح کرے مثال کے طور پر دو رکعت نفل نماز پڑھے قرآن مجید کی تلاوت کرے، کچھ صدقہ خیرات کرے یا جو بھی نیک کام ہو سکے کرے تاکہ یہ نیکی برائی کو ختم کرنے اور مٹانے کا ذریعہ و سبب بن جائے۔ قرآن مجید میں بھی ہے إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (نیکیوں میں وہ اثر ہے کہ برائیوں کو دور کر دیتی ہیں) تیسری بات حدیث میں یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ لوگوں

سے اچھے عادت و اخلاق سے پیش آؤ بدکلامی اور تہذیب کے خلاف عادت و اخلاق سے دور رہو۔

اپنے آپ کو ذلیل نہ کرو

(۳۲) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِمُؤْمِنٍ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ. قَالُوا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَطِيقُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ لوگوں نے پوچھا۔ وہ کیونکر ذلیل کرے گا اپنے آپ کو۔ آپ نے فرمایا کہ مومن اپنے آپ کو ایسی بلا میں ڈال دے جس کے اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

(ترمذی جلد اول باب مَا جَاءَ فِي النَّفْسِ عَنْ سَبِّ الرَّيَاحِ)

اللہ کے رسول کی ایک ایک بات آپ زور سے لکھے جانے کے لائق ہے اور زور و اہرات سے زیادہ قیمتی ہے لیکن آپ کے ارشاد کی صحیح قدر و قیمت یہ ہے کہ امت کا ہر ہر فرد اس پر عمل کرے اس حدیث پاک میں آپ نے بڑے نکتہ کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ مومن اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔ سوچنے کی بات ہے بھلا اپنے آپ کو کون ذلیل کرے گا؟ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ لوگ خود کو کس طرح ذلیل کرتے ہیں، آدمی کسی ایسے کام میں لگے جسے وہ کر نہ سکے یا کوئی ایسی ذمہ داری لے لے جسے وہ نبھانہ سکے اس طرح انسان گویا خود کو ذلیل کرتا ہے قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے۔

لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا اللہ کا دستور ہے)

یعنی اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو اس کی طاقت اور قدرت سے زیادہ عمل کرنے کا مکلف نہیں بنایا ہے۔

دعا اور نیکی میں تاثیر

(۳۳) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيدُ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قضا (تقدیر) کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہ نہیں کر سکتی اور عمر میں زیادتی نیکی ہی کے سبب سے ہوتی ہے۔
 (ترمذی - باب ما جاء لابود القدس الدعاء)

اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں جو لکھ دیا ہے اسے کوئی چیز بدل نہیں سکتی البتہ انسان اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور رب تعالیٰ چاہیں تو اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کر کے قضا و قدر کے فیصلے میں کچھ تبدیلی فرمادیں۔

اسی طرح جس شخص کی جتنی عمر طے ہے اتنی ہی عمر اس کو ملے گی اس سے زیادہ نہیں لیکن اگر نیک اور بھلے کاموں میں مشغول ہو اعمال صالحہ پر قائم ہو برائی سے دور ہو تو ایسے شخص کی عمر میں زیادتی ہو سکتی ہے قرآن مجید سورہ فاطر کی آیت ۱۷ میں ارشاد ہے وَمَا يَعْمُرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عُمُرٍ إِلَّا نِيٌّ كِتَابِ ۝
 اِنْ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔ اسی طرح کسی بڑی عمر والے کی عمر بڑھ جانا یا کسی کی عمر کم ہونا یہ سب ایک کتاب (تقدیر) میں لکھے ہوئے کے مطابق انجام پاتے رہتے ہیں یقیناً اللہ کے لئے ایسا انتظام جاری رکھنا مشکل کام نہیں۔

حدیث کے ساتھ اس آیت پر بھی نظر رہے تو انشاء اللہ کوئی شبہ نہ ہوگا،

معلوم ہوا کہ دعا اور نیکی بہت اہم چیزیں ہیں کہ دعا سے قضا و قدر میں تبدیلی ممکن ہے اور بھلائی اور نیکی سے عمر بڑھ سکتی ہے لہذا مومن کو ان دونوں سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔

برکت کی دعا

(۳۴) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَتْ أُقِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ خَادِمُكَ أَنَسُ أَدْعُ اللَّهَ لَهُ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أُعْطِيَتهُ (بخاری کتاب الدعوات)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری والدہ نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے اس کے لئے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اس کے مال و دولت میں برکت عطا فرما اور اولاد بھی زیادہ عطا فرما اور اپنی دی ہوئی نعمت میں بھی

برکت عطا فرما۔

دعا کی درخواست اپنے بڑوں سے کرتے رہنا چاہیئے، سب بڑوں کے بڑے اللہ کے رسول ہیں ان سے انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی، آپ نے انھیں مال اور اولاد میں برکت اور زیادتی کی دعا فرمائی۔ معلوم ہوا کہ بڑوں اور بزرگوں سے دعا کی درخواست کرنا سنت ہے اور وہ درخواست کرنے والوں کے حق میں اللہ رب العزت سے خیر و برکت اور بھلائی کی دعا کریں یہ بھی سنت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (۴ - النساء آیت ۶۴)

ایسے لوگ جو خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اگر آپ کے پاس آتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے

اور رسول بھی اللہ کے حضور ان کے حق میں مغفرت کی درخواست کرتے تو یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان پاتے۔

آج ہمارے درمیان اللہ کے رسول موجود نہیں ہیں لیکن علماء و حقانی جو انبیاء کے جانشین ہیں ان سے دعاؤں کی درخواست ہمیں کرنا چاہیے اور جب بندہ خود ہی اپنے لئے دعا کرے یا توبہ و استغفار کرے تو اول و آخر درود شریف ضرور پڑھ لیا کرے اس سے انشاء اللہ دعا اور توبہ و استغفار کے قبولیت کے امکان بڑھ جائیں گے۔

قرآن مجید پر حجت ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پاکی آدھا ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے کا ثواب اعمال تولنے کا ترازو بھر دے گا اور سُبحَانَ اللّٰہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ دونوں ایک ساتھ کہنے کا اجر و ثواب اتنا زیادہ ہے کہ اس سے آسمان و زمین کے بیچ کی جگہ بھر جائے گی۔ نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر روشنی ہے۔ اور قرآن مجید تیرے حق میں یا تیری مخالفت میں حجت ہے۔ اور ہر آدمی صبح کو اٹھ کر اپنی جان کا سودا کرتا ہے پھر نیک کام کر کے اپنی گردن عذاب سے چھڑا لیتا ہے یا برائی کر کے اپنے کو ہر بادی میں ڈال دیتا ہے۔

③۵ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّهْوَرُ مَشْطَرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُنِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبِأَنفُسِهِ مَعْتَظُهَا أَوْ مَوْبِقُهَا (مسلم - کتاب الطہارۃ)

کیا صاف ستھری اور پاکیزہ تعلیم ہے کہ بدن اور کپڑوں کی اور ظاہری چیزوں کی صفائی ستھرائی اور پاکی کو آدھا ایمان بتایا گیا ہے، لہذا کسی بھی مومن کو اس سے غافل نہیں رہنا چاہیئے

حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کے تعریفی اور پاکی بیان کرنے والے کلمات کے کہنے اور بولنے کا اجر و ثواب بھی بتایا گیا ہے۔ اس لئے ہر اہل ایمان کو چاہیئے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کھلتے پیتے سوتے جاگتے اپنی زبان پر اللہ کی پاکی اور تعریف بیان کرنے والے کلمات دعاؤں اور تسبیحات کو جاری و ساری رکھے

نماز کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور قرآن مجید آدمی کے حق میں حجت ہے۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص صحیح طور پر قرآن مجید پڑھے اس کے معانی و مطالب کو سمجھے اور اس میں بیان کئے گئے احکام پر عمل کرے تو قرآن اس شخص کی مغفرت اور بخشش کے لئے حجت ہے۔ نجات اور چھٹکارہ کے لئے آخرت میں دلیل و حجت بن جائیگا۔

دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید انسان کے خلاف حجت و دلیل بن کر کھڑا ہوگا کہ قرآن مجید کو پڑھا و سمجھا ہی نہیں یا پڑھا لیکن بے دھیانی سے پڑھا کچھ سمجھایا نہیں سمجھا عمل بھی نہیں کیا اور اسے اپنے لئے ہدایت عبرت و نصیحت کی کتاب نہیں بنایا تو ایسے شخص کے خلاف قرآن مجید حجت و دلیل ہوگا۔

حدیث پاک کے آخری جملہ میں بتایا گیا ہے لوگ صبح کرتے ہیں تو گویا وہ اپنی جان اور نفس کے سودا کرنے والے ہیں اب اگر انسان اپنا دن ایسے کاموں اور اعمال و مصروفیت میں گزارتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کے نہ ہوں تو اس نے

اپنی جان کو آگ سے آزاد کرا لیا اور نجات پا گیا۔ اور اگر بُرے اعمال اور مشغلہ میں دن گزارتا ہے تو اس کا وقت بھی برباد ہوا اور اپنے آپ کو اس نے جہنم میں گرفتار کر دیا۔ ہر مومن کو چاہیے کہ اس حدیث پاک کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں بہت دھیان سے اتارنے کی کوشش کرے۔

خودکشی کا انجام

(۳۶) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدٍ لَا فَحْصَ يَدُ تَهْ فِي يَدٍ لَا يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَبًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاءُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے آپکو لوہے کے کسی ہتھیار سے مار ڈالے (خودکشی کر لے تو وہ ہتھیار آخرت میں اسکے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسکو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہیگا، جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور جو شخص زہر پی کر اپنی جان ہلاک کر ڈالے تو وہ اسی زہر کو جہنم کی آگ میں چوستا رہے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اور جس نے پہاڑ یا اونچی جگہ سے گر کر جان دے دی تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ میں اور ہمیشہ اس کا حال یہی رہے گا۔

(مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب بیان غلط تحریم قتل الإنسان نفسه)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ خودکشی حرام ہے، کنویں میں گر کر، سمندر میں ڈوب کر، دیوار کے اوپر سے چھلانگ لگا کر، زہر کھا کر، چاقو چھری گھونپ کر،

یا کسی اور طریقہ سے اپنے آپ کو مار ڈالا تو وہ اس حدیث میں بیان کی ہوئی سزا کا مستحق ہوگا۔ خودکشی کرنا والا پرلے درجہ کا بے وقوف اور بدھو ہے۔ کایر اور کما ہے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ کی مدد طلب کرنے کے بجائے زندگی سے فرار حاصل کرنا چاہتا ہے اپنے ہی ہاتھوں اپنی جان کو برباد کرنے والے کو اس کے انجام پر غور کرنا چاہیئے۔ اور درج ذیل تین باتوں پر دھیان دینا چاہیئے۔

(۱) جس مصیبت اور پریشانی سے بھاگ کر خودکشی کی گئی ہے اگر مرنے کے بعد بھی اس سے بڑھ کر پریشانی سامنے آئے اور آنا ہی ہے تو پھر خودکشی سے کیا فائدہ ہوا۔

(۲) دنیا کی کسی نہ کسی حالت سے مجبور ہو کر اس نے خودکشی کی ہے انسان کو دنیا کی زندگی میں جو حالات پیش آتے ہیں وہ ہمیشہ باقی نہیں رہتے بلکہ دیر سویر حالات بدلتے ہیں اور اچھے برے دونوں حالات آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اپنے ہاتھوں اپنی جان ہلاک کرنے والا دنیا کی ختم ہو جانے والی حالت سے گھبرا کر اپنے آپ کو مار ڈالا اور آخرت کے ہمیشہ باقی رہنے والے عذاب میں دھریا گیا تو یہ بڑے گھٹے کا سودا ہوا۔

(۳) شاید خودکشی کرنے والا یہ سوچتا ہو کہ اس کے بعد میرے حالات بدل جائیں گے مجھے آرام اور سکون مل جائے گا اگر ایسا ہو تو یہ اس کے نفع کا سودا ہوا۔ مگر اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ایسا کچھ ہونے والا نہیں ہے۔

اگر کسی کو خودکشی کرنے کا شیطانی وسوسہ آئے تو اسے کسی سمجھ دار آدمی سے مشورہ کرنا چاہیئے مشورہ کرتے ہی خودکشی کا ارادہ اس کے دل سے انشاء اللہ نکل

جلے گا۔ اور وہ خود کشی کر ہی نہیں سکتا یہ بھی خیال رہے کہ جب زندگی میں ایسا کوئی مرحلہ آئے کہ اپنی عقل اور سمجھ سے باہر ہو تو کسی عقل مند اور صاحبِ سمجھ آدمی سے مشورہ کر لے اور اللہ تعالیٰ سے مدد اور نصرت بھی طلب کرے۔

غسل اور نماز کی برکت

﴿۳۷﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ لَأَنْتُمْ لَوَأْنُ نَهْرٍ أَوْ بَابٍ أَحَدٍ كَوَيْتُ غَسَلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَسِهِ شَيْءٌ قَالَ فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بھلا بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہایا کرے۔ کیا ہر روز پانچ بار نہانے سے اس کے بدن پر کچھ میل بچیں باقی رہے گا لوگوں نے کہا نہیں ذرا بھی میل نہیں رہے گا آپ نے فرمایا بس یہی پانچ وقت کے نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہ مٹا دے گا۔

(کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوات الخمس کفارة للخطایا)

اہل ایمان کے لئے بندگی کا جو نظام اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اس میں ایک نماز ہے جسے عربی میں "صلوٰۃ" کہا گیا ہے۔ اس کی بنیاد طہارت اور پاکیزگی کے اوپر ہے آدمی غسل کیا ہو اور پورے طور پر بدن کی طہارت پڑھنے کی جگہ صاف ستھری اور پاک ہو۔ نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے وضو بھی کرے۔

مشرکانہ طرزِ بندگی میں بدن کی پاکیزگی اور طہارت کا کوئی تصور ہی نہیں ہے ان کے یہاں صفائی بھلے ہی زیادہ ہوتی ہو لیکن پاکی اور طہارت کا تصور نہیں ہے۔

یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ صفائی اور طہارت میں تھوڑا سا فرق ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ آئینہ پر گرد اور مٹی لگی ہو اسے پیشاب یا کسی اور ناپاکی سے سننے ہوئے کپڑے سے پونچھا جائے تو آئینہ صاف تو ہو جائے گا لیکن پاک نہیں ہوگا پاک ہونے کے لئے شرط ہے کہ پاک اور طہا ہر پانی کے ذریعہ اسے دھویا جائے۔

پس مسلمانوں کو بدن کی پاکی اور صفائی دونوں کا خوب سے خوب خیال رکھنا چاہیئے۔ نمازوں کی پابندی کا بھی خیال ہو مومن اگر نماز کا پابند ہے تو طہارت غسل وضو کے ذریعہ اسے بدن کی پاکی صفائی حاصل ہوگی اور نماز پڑھنے سے گناہ بھی معاف ہوتے رہیں گے۔ کسی نماز کے وقت توبہ کی توفیق ہو گئی تو چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہو سکتے ہیں اس طرح نمازی کو بدن اور روح دونوں کی پاکیزگی حاصل ہو جائے گی۔

شُرک نہ کر نماز نہ چھوڑ

ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اگرچہ تمہاری بونی بونی ہو کر دی جائے یا تمہیں جلتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جائے اور جان بوجھ کر فرض نماز نہ چھوڑو جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی وہ اللہ کے ذمہ سے الگ ہو گیا اور شراب نہ پیو کیونکہ وہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

③۸ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ
وُحُودُكَ وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً
مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا
فَقَدْ بَرِئَ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا
تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهُ مُفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ
(مشکوٰۃ کتاب الصلوة)

نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ کسی حال میں بھی شرک نہ کرو چاہے تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تمہیں جلادیا جائے، اور پانچ وقت کی نمازوں میں سے بھی کسی ایک نماز کو نہ چھوڑا جائے، جس نے جان بوجھ کر نماز میں سستی اور کاہلی کی غفلت برتی تو حضورؐ کی شفاعت کا مستحق نہ ہوگا۔ اور آپؐ نے اہل ایمان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعائیں فرمائی ہیں ان میں اس کا حصہ نہ ہوگا نماز نہ پڑھنے والوں کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے **فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ** (کسی سفارش کرنے والے کی سفارش بھی ایسے لوگوں کو نفع نہ دے گی) ہم، اللہ عز و جل اس حدیث میں شراب کو ہر برائی کا دروازہ کھولنے والا بتایا گیا ہے لہذا ہر مسلمان کو شراب سے دور رہنا چاہیئے۔

جنت میں داخلے کے پانچ عمل

(۳۹) **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا اللَّهَ سِرًّا بَلَّغُوا صَلَاتَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا إِذَا أَمَرَكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ**
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرو تم اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو رمضان مہینہ کا روزہ رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور کام چلانے کے لئے جن کو حاکم یا ذمہ دار بنایا گیا ہو ان کا حکم مانو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔
 (ترمذی جلد اول۔ باب مَا ذَكَرَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ)

اللہ کا تقویٰ اور ڈر و خوف نیک اور اچھا عمل کرنے اور برائیوں سے بچنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے تو ہر حال میں اللہ کا خوف رکھنا چاہیئے قرآن و حدیث

میں بار بار اللہ سے ڈرنے اور خوف کرنے کی بات کہی گئی ہے پنجوقتہ نمازوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اقامت صلوٰۃ کی پابندی کرو۔ پورے رمضان مہینہ کا روزہ رکھا جائے ہاں مسافر ہو یا ایسا بیمار ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تو اور دنوں میں روزہ کی قضا کرے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کی مقدار کے مال کا مالک ہو تو زکوٰۃ ادا کرے "صاحب حکم" لوگ جو کام چلانے کے لئے مقرر ہوں جیسے چودھری، حاکم وقت عالم، قاضی مفتی یا محلہ پڑوس کا کوئی نیک سمجھدار آدمی ہو کام اور انتظام چلانے کے لئے اسے ذمہ دار بنایا گیا ہو تو اس کی بات مانی جائے اور فرماں برداری کی جائے۔ یہ کام کر لئے تو تمہیں جنت میں داخل ہونے کا سٹیفیکٹ مل گیا۔

سات اعمال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے وقت اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ (۱) انصاف کرنے والا بادشاہ (۲) وہ فوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہو جب مسجد سے نکلتا ہے تو پھر جلد ہی (دوسری نماز کیلئے) واپس آجاتا ہے (۴) ایسے دو شخص جو آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھتے ہوں اللہ ہی کیلئے جمع ہوتے ہوں

۴۰) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّانِ فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَنَاصَتْهُ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ

اِمْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَبَالٍ فَقَالَ
اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلًا تَصَدَّقُ
بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمُ
شِمَالُهَا مَا تَنْفِقُ یَمِیْنُهَا۔

(مشکوٰۃ جلد اول - باب المساجد ومواضع الصلوة) اللہ سے ڈرتا ہوں (۷) ایک وہ آدمی جو اللہ کے لئے

صدقہ کرتا ہے اور کچھ اس کو چھپاتا ہے یہاں تک کہ اس

کا بایاں ہاتھ نہ جلنے کے واسطے نہ کیا خرچ کیا ہے۔

حشر کے میدان میں جبکہ اللہ کے عرش کے سوا کہیں اور چھاؤں نہ ہوگی اور پوری انسانیت حساب دینے کے لئے کھلے میدان میں کھڑی ہوگی اس دن سات قسم کے لوگوں کو اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا جن کو عرش کے سایہ اور چھاؤں میں جگہ ملے گی۔ ان میں سے ایک امام عادل ہے یعنی ایسا بادشاہ اور حاکم جو عدل و انصاف کی بنیاد پر لوگوں کے درمیان حکم جاری کرتا ہو۔

دوسرا وہ شخص کہ جو ان ہوتے ہوئے اللہ کی عبادت میں مشغول ہو۔ بوڑھاپے میں تو ہر ایک کو آخرت کی فکر لگ جاتی ہے اور یہ خیال بھی بار بار آتا رہتا ہے کہ دنیا اب چھوڑنا ہے تب چھوڑنا ہے لیکن جوانی میں آدمی کچھ زیادہ فکر نہیں کرتا اسی وجہ سے حدیث پاک میں جو جوان عبادت گزار اور فکر آخرت کرنے والے جو ان کو حشر کے دن عرش کے سایہ میں ہونے کی بشارت دی گئی ہے ہمارے جو جوان طبقہ کے لئے بڑی خوشخبری ہے اور دنیا و آخرت سدھارنے کا ذریعہ ہے، خوش قسمت ہیں وہ جو ان جو توحید کا عقیدہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بخوش نماز

صوم رمضان ذکر و تلاوت وغیرہ سے جڑے ہوئے ہیں منکرات و محرمات اور فواحش سے دور ہیں۔

(۳) اس شخص کے لئے بھی بشارت ہے جس کا جی مسجد میں اٹکا ہو یعنی ایک نماز سے فارغ ہوا پھر دوسری نماز ادا کرنے کی فکر میں اس کا جی لگا ہوا ہو، ایک نماز ادا کر کے مسجد سے واپس آنے کے بعد دوسرے وقت کے نماز کی ادائیگی کے لئے اس کی طبیعت میں مسلسل تقاضہ ہو۔

(۴) میدان محشر میں عرش کا سایہ ان لوگوں کو بھی نصیب ہوگا جو ایک دوسرے سے محض اللہ کے واسطے اور اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے محبت کرتے ہوں۔

(۵) تنہائی، خلوت اور اکیلے پن میں اللہ کا ذکر کرنا خاص طور پر رات کے پچھلے پہر میں اٹھنا اور ذکر اللہ نماز و تلاوت میں مشغول ہونے کی بھی بڑی فضیلت ہے قرآن مجید میں متقیوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿۱۶﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿۱۷﴾
وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۸﴾ (۵۱۔ الذاریات آیت ۱۶، ۱۷، ۱۸)

بیشک یہ لوگ اس کے پہلے نیک کاموں میں لگے رہتے تھے۔ رات میں بہت کم سوتے تھے، رات کی آخری گھڑیوں میں استغفار کیا کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ اہل تقویٰ اور جنتی لوگوں کی صفت ہے نیک کام میں لگے رہنا رات میں کم سونا اور رات کے پچھلے حصہ میں توبہ استغفار کرنا، اس حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ خلوت و تنہائی میں اللہ کا ذکر کیا، اللہ کی محبت میں یا اللہ

کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو ایسے شخص کو بھی جس دن کہیں سایہ نہ ہوگا عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی، تنہائی میں ذکر اللہ کی یہ فضیلت شاید اس لئے ہو کہ آدمی اپنے ذاکر و عابد ہونے کی نمائش کرتا ہو انہ پھرے۔

(۶) وہ شخص بھی عرش کے سایہ میں ہوگا جس کو کسی صاحب جمال اور حسن والی عورت نے گناہ کی دعوت دی لیکن وہ اللہ کے خوف اور ڈر سے گناہ کے کام سے رک گیا، ایسا تو شاید کسی کسی کے لئے ہوتا ہوگا لیکن آج تو سڑکوں بازاروں دوکانوں ہر جگہ عورتیں نیم برہنہ آدھے پونے کھلے بدن کے ساتھ اس طرح گھومتی پھرتی ہیں جس سے تاک جھانک دیدہ بازی، نظریں لڑانا گناہ کے کام کی طرف جھکاؤ ہونا عام بات ہو گئی ہے ایسے ماحول میں اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَخْضَعُونَ أَبْصَارَهُمْ وَيَحْفَظُونَ أَفْئِدَتَهُمْ ذَلِكُمْ أَنْشُرَ كِيْلَهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ۔ (النور آیت ۳۰)

آپ ایمان والے مردوں سے فرمادو کہ اپنی آنکھوں کی حفاظت میں نگاہ کا بہت خیال رکھیں اور اپنے جسم کے قابل شرم حصوں کی حفاظت کریں۔ اس میں ان کے لئے پاکیزگی اور صاف ستھرا پن ہے۔ بیشک اللہ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے۔

اس کا مطلب ہر گز یہ نہ سمجھا جائے کہ سڑکوں بازاروں میں آنکھ بند کر کے چلا جائے بلکہ اپنی بصیرت اور نگاہ کی آدمی حفاظت کرے دیدہ بازی تاک جھانک سے دور رہے تاکہ دل میں بھی کچھ غلط خیال پیدا نہ ہو اس طرح عزت و ناموس کی حفاظت رہے گی۔ اہل ایمان بہنیں بھی کسی ضرورت کے تحت کہیں آئیں جائیں تو پردہ کا اہتمام کریں۔

ساتواں وہ شخص ہے کہ کچھ خیر خیرات کرے تو اس کی نمائش کرتا نہ پھرے جہاں تک ہو سکے اس کو مخفی اور پوشیدہ رکھے اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ کچھ خیرات دینا ہو اور لوگ بیٹھے ہوں تو انھیں باہر نکال دے پھر دے اور کسی کو کچھ معلوم نہ ہو، اسلامی زندگی فطری اور قدرتی ہے اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا اور خوب فرمایا۔

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ (۲۔ البقرہ آیت ۲۷۱)

صدقہ اگر ظاہر میں دو تو بھی اچھا ہے اور اگر چھپا کر دو اور حاجت مند کو جا کر پہنچا دو تو یہ تمہارے لئے اور بھی اچھا، دراصل اس حدیث میں صدقہ و خیرات کی نمائش اور دکھاوا سے بچنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ بہت سے لوگ اپنے صدقات اور نیک کاموں میں خرچ کرنے کی ایسی نمائش کرتے ہیں کہ تصویر کے ساتھ اخبار میں خبر چھپے اور نام کا کتبہ نمایاں جگہ پر لگایا جائے یہ سب نہ ہو۔

بلکہ مال اللہ کا ہے اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے اور جہاں تک ہو سکے مخفی رکھے ظاہر بھی ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں لیکن نیت اللہ کی رضا حاصل کرنا ہی ہو۔

لعنت کن پر؟

(۴۱) لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَايِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَخَذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ . (ترمذی جلد اول . أبواب الصلوة)
 اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، اور جو لوگ قبروں پر چراغ جلائیں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں ان پر بھی لعنت کی ہے۔
 (باب ما جاء في ذكر أهية أن يتخذ على القبر مسجداً)

کسی نبی کی قبر پر بھی سجدہ جائز نہیں

(۴۲) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ . (بخاری جلد اول)
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جس بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ کرنے کی جگہ بنالیا۔
 [كتاب الجنائز - باب ما يكره من اتخاذ المسجدين على القبور]

قبر نبی پر درود شریف

(۴۳) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَبَّحْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَافِيًا أُبَلِّغْتُهُ . (مشکوٰۃ شریف)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی میری قبر پر حاضر ہو کر مجھ پر درود پڑھے تو میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے بھیجے تو اس کا صلوة سلام مجھ تک پہنچایا جاتا ہے ۔

[بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضْلُهَا تَسِيرُ فُضْلٌ]

صاحب قرآن حضرت محمدؐ کے اس امت کے ہر مرد و عورت پر انگنت احسانات ہیں، حضرت رسول کریمؐ کے قلب مبارک پر قرآن مجید کا نزول ہوا، اس طرح ہمیں قرآن مجید جیسی ہدایت و برکت والی کتاب ملی نبیؐ نے اپنے اسوہ حسنہ کی تعلیم سے ہمیں سرفراز فرمایا دین اسلام کی فصیح شکل بتائی اور دین اسلام کے ایک ایک حکم اور طریقہ کو ہمارے سامنے عملی نمونہ کے طور پر بیان فرمایا کہ اگر ہم مضبوطی سے کتاب و سنت کو پکڑے رہیں تو کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو ایک امتی کس طرح چکا سکتا ہے ایک شکل جو قرآن مجید میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا . اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی نبیؐ پر رحمت بھیجو اور تم پر لازم ہے کہ ہر بار درود و سلام جاری رکھتے ہوئے اللہ کے نبی کے تابع فرمان بنے رہو۔

ہم پر اللہ کے رسولؐ کے بیشمار احسانات ہیں لہذا ہم ان کا تذکرہ کریں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہماری طرف سے آپ حضرت محمدؐ پر ہدیہ درود و سلام بھیجیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو شخص روضہ اطہر پر حاضر ہو کر ہدیہ درود و سلام پڑھتا ہے تو آپ سنتے ہیں۔ اور جو درود دراز مقامات سے آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو فرشتوں کے ذریعہ اس ہدیہ درود کو آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ لہذا ہر مومن مرد و عورت کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ آپ پر درود بھیجے روضہ اطہر پر حاضری ہو تو بہت بہتر ورنہ جہاں کہیں رہے وہاں سے ہی درود بھیجتا رہے۔

حرمین شریفین میں نماز

(۴۴) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ مَنِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (صحیح مسلم شریف، کتاب الحج)

اللہ کے رسولؐ کا ارشاد ہے کہ ایک نماز پڑھنا میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں اور مسجدوں میں پڑھی ہوئی ہزار نمازوں سے افضل ہے ہاں مسجد حرام (کعبہ والی مسجد) میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد نبوی سے بھی زیادہ ہے۔

(بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدِي مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ)

یہ حدیث شریف مسجد نبوی کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو جو شرف بخشا ہے دس سال تک وحی رکے حضرت جبریلؑ اس مسجد میں آتے رہے اس مسجد کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ہی

بابِ جبرئیل ہے۔ مسجدِ نبوی ہی میں قرآن مجید کے مدنی حصہ کی بیشتر آیات کا نزول ہوا۔ اسی مسجد میں اس وقت مسلمانوں کے اجتماعی فیصلے ہوتے تھے۔ لشکرِ اسلام یہیں سے روانہ ہوتے تھے۔ یہیں قافلے ٹھہرتے تھے آنے والے مہمانوں کے انتظام بھی اسی مسجد میں ہوتے تھے۔

مسجدِ نبوی کی اس طرح کی بہت سی فضیلتیں اور خصوصیات ہیں

حدیث شریف میں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب مسجدِ حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں پڑھی گئی ہزار نمازوں کے ثواب سے زیادہ ہے۔

قدرتی کفارہ

③۵ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكَمَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو جو کوئی رنج، دکھ، فکر، اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ جو کانٹا اس کو چبھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس شخص کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے یعنی گناہ مٹا دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ - باب عیادۃ المریض - فصل اول)

حدیثِ پاک میں نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو جو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اس سے اس کے گناہ ختم ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے

کہ اس پر جو مصیبت پڑتی ہے تو وہ اگر سچا مومن اور مسلم ہے تو اسے حدیث پاک میں بشارت دیدی گئی ہے کہ مومن کو کوئی رنج غم دکھ تکلیف پہنچے یا فکر و مصیبت ہو یہاں تک کہ اُسے کانٹا بھی چھوے تو اللہ تعالیٰ ان پر لیشانیوں کو اس کے گناہوں کے لئے کفارہ (گناہ کا اتار) بنا دیتا ہے اور اس طرح اسکے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اس لئے دکھ درد پریشانی کی زندگی میں کوئی ایسا موقع آئے کہ تکلیف اور دکھ درد مصیبت سے نہ جاتے ہوں ایسے موقع پر جزع و فرزع کرنا رونا چلا نا بے تکی باتیں کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے بلکہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ (ہم سب اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں) پڑھے اللہ تعالیٰ سے صبر اور برداشت کرنے کی توفیق مانگے اور اللہ کی ذات سے امید رکھے کہ یا تو یہ میرے لئے کفارہ گناہ کا سبب ہیں یا پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں درجات کی بلندی کا ذریعہ بنیں گے بہر صورت مومن کو صابر و شاکر رہنا چاہیئے اور اس آیت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ قُلْ لَنْ يُصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا هُوَ مَوْلٰیْنَا وَعَلِی اللّٰہِ فَلِیْتُوْکُلِ الْمُؤْمِنُوْنَ - ۹ - التوبہ آیت ۱۰۷

[آپ کہہ دو کہ کوئی مصیبت ہم پر کیا پڑے گی مگر وہ مصیبت تو پڑ کر رہے گی۔ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے وہی ہمارا کام بنانے والا ہے۔ اور ایمان والوں کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن مرد اور مومن عورت اپنی ذات یا اپنی اولاد یا اپنے مال کے تعلق سے اکثر مصیبت

(۳۵) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِی

نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يُلْقَى
اللَّهُ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ -
(ترغی و شریف جلد دوم، ابواب الزَّهْدِ بَابُ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبُلَاءِ) باقی نہیں رہتا۔

اس حدیث میں مومن مرد اور مومنہ عورت دونوں کے لئے بشارت ہے۔ جان مال اولاد کے بارے میں کوئی تکلیف پریشانی ہو تو یہاں کی پریشانیاں جھیلے ہوئے دنیا سے جوں توں کر کے نکل جائے تو جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت آئے گا اس وقت انشاء اللہ اس مومن مرد اور مومنہ عورت پر کوئی گناہ باقی نہ رہے گا۔ ایسی حالت میں اس کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی درج ذیل آیت پر بھی دھیان رکھا جائے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيُخَفِّضَنَّ كَثِيرٌ
(۴۲ - الشوریٰ آیت ۲۷)

اور تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے آتی ہے جبکہ بہت سے گناہ تو وہ معاف فرمادیتا ہے۔

بہادر کون ؟

④۶ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِدَالٍ بِالصُّرْعَةِ
إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ
(كِتَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَةِ وَالْأَدَبِ)
عِنْدَ الْغَضَبِ (سلم شریف) (بَابُ فَضْلِ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)

تعلیم نبوی میں یہ ارشاد ہے کہ کشتی میں کوئی کسی کو پٹک دے تو وہ بہادر نہیں ہے بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔ اگر ہم بازاروں، مسجدوں، گھروں، بھیت کھلیانوں میں اس کا اہتمام کریں کہ اپنے غصہ پر قابو پالیں تو برادرانِ وطن کے سامنے اپنی زندگی کا اچھا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے۔

وَالكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (۳- ال عمران آیت ۱۳۴)
اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں

اگر ہم قرآن و حدیث کی اس تعلیم پر عمل شروع کر دیں تو اس سے ہم کو دنیا و آخرت میں فائدہ ہوگا ہی، مسلم عوام کو بھی فائدہ ہوگا غیر مسلم بھی اسلام کے بارے میں سوچنے لگیں گے کہ مسلمانوں کے دل کتنے قابو میں ہیں۔

کرنے کے کام

④۹ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِي
(صحیح بخاری جلد دوم، کتاب المرضی)
(باب وجوب عیادۃ المریض)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
(۱) بھوکے کو کھانا کھلاؤ، (۲) بیمار کو پوچھنے کیلئے جاؤ۔
(۳) اور قیدی کو قید سے چھڑاؤ۔

اس حدیث میں تین کام کرنے کے بتائے گئے ہیں بھوکوں کو کھانا کھلائے۔ بیمار کی عیادت اور مزاج پر سری کرنا۔ مریض کی عیادت کرنا صرف

یہ نہیں ہے کہ جائے دیکھ آئے یہ بھی اچھی بات ہے لیکن دیکھنے کے ساتھ مریض کی دوا دارو علاج معالجہ کا انتظام بھی کرے کوئی کام ہو کر دے دو الانا ہولادے ۔ کوئی سہولت پہنچا سکتا ہو تو پہنچا دے کھانے پینے اور پرہیز کے سامان اسباب کا انتظام کرے غرض جیسی مدد کر سکتا ہو کام آسکتا ہو مدد کرے کام آئے ۔

تیسری بات یہ ہے کہ کوئی قرض میں یا کسی ناجائز مقدمہ میں گرفتار ہو گیا تو اس کو چھڑانے آزاد کرانے کی کوشش کرے اللہ نے حیثیت دی ہو کچھ پیسہ خرچ کرنے کی ضرورت آجائے تو پیچھے نہ ہٹے قرضدار کے قرض کی ادائیگی کا انتظام کر دے مطلب یہ ہے کہ ہر انسان وقت ضرورت پر ہر انسان کے کام آئے ۔

نماز روزہ حج زکوٰۃ نیک کام تو ہیں بھوکوں کو کھانا کھلانا، بیماروں کی خبر گیری کرنا، قیدیوں کی رہائی اور چھڑکارہ کا انتظام کرنا بھی اللہ کی رضا کے کام ہیں ۔

مریض کیلئے دعا

(۳۸) اَنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتَى مَرِيضًا اَوْ اَتَى بِهِ قَالَ
اَذْهَبِ الْبَاسُ رَبِّ النَّاسِ اَشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا بِشِفَاكَ اَشْفَاء لَا يُغَادِرُ سَقْبًا (صحیح بخاری جلد دوم)
(کتاب البرقی، باب دُعَاء الْعَالِمِ بِالْمَرِيضِ)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار کے پاس (اس کی عیادت کو جاتے یا بیمار آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ اس طرح دعا فرماتے۔ اے انسانوں کے رب تو لوگوں کی بیماری دور کر دے، شفاء عطا فرما تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں تو ہی شفاء دینے والا ہے ایسی شفاء کہ کوئی بیماری نہ رہے۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے **وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ**

(اور جب میں بیمار پڑوں تو اسی کے شفاء عطا فرمانے سے مجھے تندرستی حاصل ہو سکتی ہے)

معلوم ہوا کہ انبیاء اور مرسلین کا طریقہ یہ رہا کہ مرض کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں اور شفاء دینے کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو دعائیں بتائی گئی ہیں اسے بھی یاد کر لیں اور بھی بہت ساری دعائیں قرآن مجید اور حدیث شریف میں موجود ہیں۔ انھیں یاد کر لیا جائے مریض خود بھی دم کرے کسی عالم حافظ امام اور نیک آدمی سے بھی پڑھوا کر دم کرائے اللہ نے چاہا تو شفاء نصیب ہوگی۔

ان دعاؤں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مریض دوا کرنا بند کر دے۔ بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ دوا کرنا بھی سنت ہے اور دوا کرنا بھی سنت ہے چنانچہ اللہ کے رسولؐ نے علاج کا طریقہ اور بعض دواؤں کی جو خاصیت بتائی ہے ”طیب نبوی“ کے نام سے علماء کرام نے ان کو جمع کر کے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ لہذا شفاء پانے کے لئے دوا اور دعا دونوں طریقوں کو اپنایا جائے۔

بدن کا درد

عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے اپنے بدن میں ایک درد کی شکایت کی جسے وہ محسوس کرتے تھے جب سے وہ اسلام قبول کئے تھے آپؐ نے فرمایا

④ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ شَكَّى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ مُنْذُ اسْلَمَ فَقَالَ لَهُ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ضَمَّ يَدَكَ عَلَى الذِّمِّيِّ تَأْلَمُ
 مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا
 وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أَعُوذُ بِاللَّهِ وَ
 قَدْ سَرَتْهُ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ
 قَالَ فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللَّهُ مَا
 كَانَ بِي (صحیح مسلم، کتاب السلام)

(باب استنجاب وضع ید بر علی موضع الکومع الدعاء)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کے درد
 کی شکایت پر ارشاد فرمایا کہ اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو تو تین مرتبہ بسم
 اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو: اَعُوذُ بِاللّٰهِ
 وَقَدْ سَرَتْهُ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ
 اللہ کا شکر ہے کہ حدیث میں آئی ہوئی اس دعا کے پڑھنے
 سے ان صحابیؓ کو شفاء ملی۔ ہم بھی اگر اس پر عمل کریں تو اللہ کے فضل
 سے ہمیں بھی شفاء اور صحت ملے گی۔

اس کے علاوہ شیاطین، بدروحوں اور جن وغیرہ سے انسان
 کو جو تکلیف اور پریشانی لاحق ہوتی ہے اس کے لئے یہ دعا بڑی مفید ہے،

مغفرت چاہو

﴿۵۰﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ وَاسْتَغْفِرُوا فَإِنَّ التَّوْبَ فِي الْيَوْمِ مِائَةٌ مَرَّةً (مسلم شریف)

[کتاب الذکر والدعاء والتوبة
وَالِاسْتِغْفَارِ - بَابُ التَّوْبِ]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اے لوگو! توبہ کرو اللہ کی طرف اور اللہ سے
اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو، ہر دن سو
مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

اس حدیث شریف میں اللہ کے رسولؐ نے گناہوں سے توبہ و
استغفار کی طرف امت کو متوجہ فرمایا کہ لوگ توبہ و استغفار کی کثرت کریں
ہر روز اللہ سے اپنے گناہوں اور بھول چوک کی معافی چاہیں،
توبہ بڑی زبردست اور اہم چیز ہے ایمان اور عمل صالح کے
ساتھ سچی توبہ نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ برائی کو نیکی سے بدل دیتے
ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ
سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (مگر جو کوئی توبہ کرے اور
ایمان پر قائم رہ کر نیک عمل کرتا رہے تو اللہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیگا
اور واقعی اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے والا اور مہربان ہے)

توبہ و استغفار کے ذریعہ گناہ گاروں کے لئے بھی بخشش و مغفرت کا دروازہ

کھل گیا ہے کہ اگر توبہ کر کے ایمان کے ساتھ نیک عمل پر رہے اور گناہ کے کام سے رکا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر کے نیکیوں سے بدل دیں گے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب نبی ہر قسم کے گناہوں سے دور رہنے کے باوجود ہر دن سو مرتبہ توبہ واستغفار کرتے تھے تو امتی کو تو اپنی حالت دیکھتے ہوئے کئی گنا زیادہ استغفار کرنا چاہیے، بہر حال جتنی بار ہو سکے توبہ واستغفار کرتا ہی رہے۔

ننانوے رحمت

⑤ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ يَتَرَحَّمُونَ بِهَا وَعِنْدَ اللّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ رَحْمَةً (ترمذی جلد دوم۔ ابواب الدعوات) (یعنی قیامت کے دن ان میں سے اپنے موجد بندوں کو بخشے گا۔)

یہ حدیث بتاتی ہے کہ آج دنیا میں جو رحم کا جذبہ پایا جاتا ہے ہمارے یہاں تو الحمد للہ رحم کا جذبہ ہے ہی، دوسری قوموں میں بھی تھوڑا بہت پایا جاتا ہے وہ بھی غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں غریبوں کی مدد کرتے ہیں بیماروں کی

تیمارداری مزاج پر سی کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ رحمت کا یہ پرتو اللہ تعالیٰ نے جو انسانوں پر ڈالا ہے وہ رحمت کے توحصوں میں سے ایک حصہ ہے باقی رحمت کا ننانوے حصہ اپنے پاس اللہ تعالیٰ نے روک رکھا ہے اگر رحمت کے اسی ایک حصہ کو بھی صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو دنیا میں رحم عام ہو جائے گا۔

لیکن آج ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں رحمت ایک فیصد سے بھی کم ہے، دنیا میں ایک فیصد رحمت کے سبب لوگوں میں جو جذبہ ترحم پایا جاتا ہے اس سے اندازہ لگایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ننانوے فیصد رحمت محفوظ ہے اللہ تعالیٰ کتنے مہربان اور رحم والے ہوں گے۔ اس لئے کسی بڑے سے بڑے گناہ کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ مرنے سے پہلے پہلے توبہ کر لے اور گناہوں کی معافی مانگی جائے۔

اللہ کی حمد کا ثواب

⑤۲ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأُكْلَةَ أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ فَيُحْمَدَ عَلَيْهِمَا (ترمذی جلد اول۔ ابواب الأَطْعَمَةِ)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اپنے بندے سے کہ جب وہ بندہ ایک لقمہ کھانا کھائے یا پانی کا کوئی گھونٹ پیئے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کرے۔

(بَابُ فِي الْحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ إِذَا فُرِغَ)

مومنو! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ایک دانہ بھی کسی کی حلق سے نیچے جا نہیں سکتا جب تک اللہ رب العزت کی صفت رزاقیت اس کو سہارا نہ دے اسی طرح اللہ کی اجازت کے بغیر پانی کا ایک گھونٹ بھی کسی کو نہیں مل سکتا اسی لئے اللہ کے رسولؐ نے کھانے پینے کے موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے اور اللہ کی پاکی و حمد بیان کرنے کی طرف امت کو رغبت دلائی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اہل ایمان بھائیوں میں اس پُر عمل ہے کہ پانی پیتے ہیں تو جِسْمِ اَشَدِّ کہتے ہیں اور پانی پی لینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتے ہیں۔ کھانے میں بھی یہی عمل جاری ہے۔ کھانا کھاتے وقت بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ گونگے بن کر بیٹھتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت کچھ بولتے ہی نہیں ہیں اس طرح کھانا کھانا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ بلکہ جِسْمِ اَشَدِّ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، مَا شَاءَ اللہ، شکر ہے اللہ کا قدرے بلند آواز سے بولتے رہنا چاہیے تاکہ اگر کوئی کھاتے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا ہو تو اسے یاد آ جائے۔

بعضوں کے یہاں ایسی رسم ہوتی ہے کہ کھاتے وقت کچھ بولتے ہی نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کھانا نہیں کھا رہے ہیں بلکہ کوئی عبادت کر رہے ہیں جب کہ حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ کھانا کھاتے وقت اللہ کی حمد و تعریف اور توصیف بیان کرنا چاہیئے۔

اللہ نے کھانے پینے کی جو نعمتیں دی ہیں اس کے کھانے پینے پر بدن کو جو لذت و راحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے اس کا تقاضہ ہے کہ نعمتوں کے اصل خالق و مالک کی تعریف کی جائے اور شکر ادا کیا جائے۔

جَزَاكَ اللّٰهُ كَيْفَ

(۵۲) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفًا فَقَالَ لِفَاعِلِهِ « جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا » فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ - (ترمذی)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے ساتھ کسی نے احسان کیا اور اس نے محسن (احسان کرنے والے) سے کہا « جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا » (اللہ تعالیٰ تجھ کو نیک بدلہ دے) تو اس نے اپنے محسن کی بڑی تعریف اور عزت کی۔

(أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَٰةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ الْمَعْرُوفِ)

یہ حدیث پاک ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی شخص ہم پر کوئی چھوٹے سے چھوٹا احسان بھی کرے تو ہم اس پر اسے جَزَاكَ اللّٰهُ كَيْفَ کو اچھا بدلہ دے) کہیں ہمارے یہاں شکریہ دھنیواد وغیرہ کے الفاظ ہیں ان میں «دعا» کا تاثر کچھ بھی نہیں ہے جب کہ حدیث شریف میں بتائے گئے الفاظ اور دعائیں کلمات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے یا اس سے بھی بہتر بدلہ دے۔

اس جملہ کے کہنے سے احسان کرنے والے کا شکریہ بھی ادا ہو گیا اللہ کا ذکر بھی ہوا اور احسان کرنے والے کے لئے اچھا بدلہ پانے کی دعا بھی ہو گئی۔ یہ ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی فضیلت اور خوبی۔

اللہ مجھے بچا لیجے

(۵۴) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْمَهْرَمِ وَالْبُخْلِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَنَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے اے اللہ میں تیری پناہ میں آیا بے چارگی، سستی، بزدلی، کم ہمتی اور ایسے بڑھاپے سے جس میں عقل و ہوش جاتا رہے اور کنجوسی سے مجھے اپنی حفاظت میں لے لے، قبر کے عذاب اور زندگی و موت کے فتنہ سے بھی مجھے بچا لیجے۔

وَالْتَوْبَةِ وَالْإِسْتِغْفَارِ - بَابُ الدَّعَوَاتِ وَالْتَعَوُّذِ

ہر عام و خاص آدمی پر پریشانی مصیبت الجھن وغیرہ آتی ہی رہتی ہے ان مشکلات میں آسانی اللہ کی پناہ چاہنے کے لئے حدیث شریف کی اس دعا کو یاد کر لینا چاہیے۔ دعا اور اس کا ترجمہ دونوں ہی آپ نے پڑھ بھی لیا کہ بے چارگی، سستی، بزدلی، کم ہمتی سے اللہ تعالیٰ مجھے بچا لیجے۔ اور ایسا بڑھاپا جس میں مجبوریاں معذوریاں سر پر آ پڑی ہیں یہاں تک کہ عقل و ہوش بھی جاتا رہے اس سے بھی اپنی حفاظت عطا فرمائے۔ بخلی اور کنجوسی سے بھی بچنے کی دعا کی گئی ہے، قبر کے عذاب اور زندگی و موت کے فتنہ سے اللہ ہم کو بچائے۔ اچھا تو یہی ہوگا کہ رسول کی بتائی ہوئی اس دعا کو یاد کر لیا جائے اور بار بار جب بھی یاد آجائے پڑھتے رہا کریں۔

اقرع بن حابسؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیار کر رہے تھے اپنے نواسے حضرت حسنؓ کو تو بولے اے اللہ کے رسولؐ میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا جو رحم نہ کرے گا (بچوں، یتیموں اور عاجزوں اور ضعیفوں پر) اللہ بھی اس پر رحم نہ کرے گا۔

(۵۵) اِنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْحَسَنَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ عَشْرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَلْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ مَن لَّا يَرْحَمُ لَّا يَرْحَمُ - (حوالہ مذکور بالا)

دین اسلام میں بڑوں کی توقیر عزت کرنے کی اور چھوٹوں پر نرمی اور شفقت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

اس حدیث پاک میں چھوٹوں پر شفقت اور نرمی کرنے اور ان سے تعلق اور محبت کے ظاہر کرنے کا عملی نمونہ اللہ کے رسولؐ نے بتایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسہ حضرت حسنؓ کو پیار کر رہے تھے ایسے موقع پر دیکھنے میں آیا کہ ایک صحابیؓ نے عرض کیا میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی سے پیار نہیں کیا۔

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا جو رحم اور مہربانی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتے۔ معلوم ہوا بچوں یتیموں عاجزوں کمزوروں اور ضعیفوں پر رحم کیا جائے اور ان پر ترس کھایا جائے۔

جاسوسی نہ کرو

(۵۶) اِنَّ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَبْرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اَخْوَانًا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو بدگمانی سخت جھوٹ ہے اور کسی کی ٹوہ میں نہ پڑو اور جاسوسی نہ کرو کسی کا عیب نہ ٹٹولو۔ حسد نہ کرو بغض اور دشمنی چھوڑ دو۔ ایک دوسرے ملنا جلنا بند نہ کرو۔ اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی کی طرح میل ملاپ اور محبت سے رہو۔

(بخاری شریف جلد دوم کتاب الأدب)

(بَابُ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ)

بدگمانی کرنے، جاسوسی کرنے، لوگوں کا عیب ٹٹولنے، حسد کرنے، بغض اور دشمنی رکھنے سے روک کر بھائی بھائی بن کر میل جول اور محبت سے رہنے کی اس حدیث پاک میں تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (۴۹۔ الْحُجُرَات آیت ۱۲)

اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچنے کی کوشش کرو، بیشک کوئی گمان تو گناہ

بن جاتا ہے ایک دوسرے کے بھید نہ ٹولنا، اور پیٹھ پیچھے کسی کی غیبت بھی نہ کرنا کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے کی بات کرنا بھی جب تم کو ناگوار ہے تو پھر اللہ سے ڈرو غیبت چغلی سے توبہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور بہت رحم فرمانے والا بھی ہے۔

بس قرآن مجید اور حدیث شریف سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ بدگمانی سے بچنا چاہیے اور بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے کسی کا بھید راز یا چھپی ہوئی بات کے ٹولنے سے اور اس کی خانگی اور گھریلو چیزوں میں نظر ڈالنے سے اور تجسس کرنے ٹوہ میں رہنے سے بھی روکا گیا ہے کسی کو کمزور دیکھا تو اس کی دشمنی پر آگئے اور کسی کے اندر خوبی نظر آئی تو اس سے بغض اور حسد کرنے لگے یہ بھی منع ہے بلکہ آدمی نارمل اور فطری زندگی گزارے اور اللہ کی ساری مخلوق اور تمام بندے آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہیں۔ ایک دوسرے کی مدد کریں تعلق و محبت رکھیں اس تعلیم نبوی کو مسلمانوں میں عام کیا جائے اور غیر مسلموں تک بھی اس دعوت کو پہنچایا جائے تو انشاء اللہ نفع ہوگا اور ساری دنیا امن و سکون اور چین سے بھر جائے گی اور سماج و معاشرہ میں جو گھٹن اور تکلیف پائی جاتی ہے دور ہو جائے گی۔

ناپسند انسان

⑤۷ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ دَفَعَهُ النَّاسُ إِيْتِقَاءً فَحُشِشَهُ (بخاری شریف کتاب الأدب - باب المَدُّ أَرَقَّ مَعَ النَّاسِ)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے نزدیک وہ آدمی سب سے برا ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔ یا اس سے الگ تھلک رہیں۔

جنت کی ضمانت

⑤۸ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضْمِنُ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَبَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمِنُ لَهُ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص ضمانت دے اس چیز کی جو دونوں جھڑوں کے بیچ ہے (زبان کی حفاظت کرے بری باتوں سے) اور اس کی جو دونوں پاؤں کے نیچے ہے (شرمگاہ کو جائز جگہ کے علاوہ سے محفوظ رکھے) تو میں اس کے لئے جنت میں داخلہ کی ضمانت لیتا ہوں۔

یہ حدیث پاک بہت مختصر اور بڑی جامع ہے آدمی اگر اپنی زبان پر قابو رکھے کیا بولنا ہے اور کیا نہیں بولنا ہے نامہ اعمال کی ایک ایک سطر لکھنے والا فرشتہ اپنے کام میں برابر لگا ہوا ہے، زبان کو جہاں بھی ذرا بے لگام

چھوڑا تو وہ فضول اور بیکار باتوں میں لگ جاتی ہے اللہ کا ارشاد ہے
 مَا يَلْفُظُونَ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ حَقٌّ بِعَيْنٍ عَتِيدٌ (کوئی ایک لفظ بھی جیسے
 ہی انسان نے کہا اس کے پہلے ہی چوکس پیرے دار کی نگرانی اس پر قائم ہے۔)
 اللہ کا شکر ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے لوگ اپنی شرمگاہ کی
 حفاظت کرتے ہی ہیں، مسلمانوں کا جو دیندار طبقہ ہے اس کی عزت و
 عصمت محفوظ ہے پھر بھی پورے معاشرہ پر اگر آپ نگاہ ڈالیں تو بے شرمی
 اور بے حیائی کے ایسے دروازے سماج میں کھلے ہوئے ہیں کہ راہ چلتے نہ
 آدمی کی نگاہ محفوظ رہ سکتی ہے اور نہ ہی اس کی نیت محفوظ رہ سکتی ہے
 اس لئے بار بار آدمی اس طرف توجہ کرے کہ اللہ تعالیٰ زبان اور شرمگاہ کے گناہوں
 سے ہم کو محفوظ رکھے اور ہم کو خود بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

جو مر گئے انہیں برانہ کہو

(۵۹) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْبُوا الْأَمْوَاتَ
 فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلَى مَا قَدَّ مُوَا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 جو لوگ وفات پا گئے (مر گئے) ان کو برانہ کہو
 انہوں نے جیسے عمل کئے تھے (برے یا بھلے)
 (صحیح بخاری - کتاب البراق - باب سکرَاتِ الْمَوْتِ) ویسا بدلہ پانے پہنچ گئے۔

وفات پائے ہوئے لوگوں کو برانہ کہو چاہے وہ کیسے بھی ہوں اگر
 وہ اچھے ہوں گے تو بڑا گناہ ہوا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی برائی کی گئی لیکن
 اگر وہ برے ہوں تو ان کے عمل کی ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ بروں کو

برا کہیں، غور کا مقام ہے کہ مسلمانوں کے بعض طبقوں میں سب و شتم کی ایک رسم چل پڑی ہے، بعض تاریخی کتابوں کے پڑھنے کے سبب یا اپنی کم علمی اور غلط سلاط معلومات کی وجہ سے صحابہ تابعین محدثین، فقہاء مفسرین کے بارے میں دھوکا کھا گئے اور ان کے بارے میں ایسے ایسے کلمات اور باتیں کہہ گئے جن سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا پھر یہ سوچنا چاہیے کہ وہ جیسے بھی تھے اپنے کے کا بدلہ پانے کے لئے اللہ کے حضور وہ پہنچ گئے۔ اب ان کے مرنے کے بعد ہم ان کی برائی کیوں کریں؟

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

قُلْ اَمْسَ قَدْ خَلَتْ لِهَآ مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (۲۔ البقرہ آیت ۱۲۱)

وہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی ان کی کمائی ان کے لئے اور تمہاری کمائی تمہارے لئے اور ان کے کاموں کی پوچھ تاچھ تم سے نہ ہوگی۔

صاف بات یہ ہے کہ جو دنیا سے چلے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال کی جزاء پانے کے لئے پہنچ گئے ان کے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو پوری معلومات ہے، اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے دل کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے علیہم بذات الصدور بھی ہے

لہذا ہمیں چاہیے کہ لوگوں کی اچھائیاں تو بیان کریں لیکن برائی کرنے سے پرہیز کریں دور رہیں غیبت کر کے بلا وجہ کیوں ہم اپنے سر پر گناہوں کا بوجھ ڈالیں۔

محنت کی کمائی

۶۰ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدٍ ۚ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدٍ ۚ (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے لئے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں کہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھائے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔

(کتاب البیوع - باب کسب الرجل وعمله)

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا وَاذْكُرْ عَبْدًا نَاوُدًا الَّذِي اتَّكَ

أَوَّابٌ (۳۸ - ص آیت ۱۷)

داؤد کا تذکرہ سناؤ جو ہاتھ کی محنت سے کام کرتے تھے اور ہماری طرف دل سے جھکے رہتے تھے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے الْكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ (محنت کر کے کما کے کھانے والا اللہ کا محبوب ہے)

ہمارے بزرگوں نے بھی الحمد للہ کسب معاش اور حلال روزی کھانے کے لئے چھوٹے بڑے بہت سے کام کئے ہیں۔ کتابت، درزی کا کام لوہار اور بڑھئی کا کام، جوتے سینے اور گانٹھنے کا کام کپڑے بیچنے کا کام اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کئے ہیں، امام ابو حنیفہؒ، بزاز (کپڑا بیچنے والے) تھے، امام سرخسیؒ جوتے گانٹھتے تھے، فن قرأت کے مشہور امام حضرت عاصمؒ حداد

یعنی لوہار تھے۔ لہذا کسب معاش اور حلال روزی کھانے کے لئے چھوٹے یا بڑے حلال اور جائز پیشہ اور کام کے اختیار کرنے میں کسی کو کوئی شرم نہ گی نہیں ہونی چاہیے بلکہ اسے اچھا اور بہتر سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محنت کی کمائی کے کھانے کی توفیق عطا فرمائی۔

مانگنے سے بچا جائے

اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں اگر کوئی لکڑیوں کا گٹھا جنگل سے کاٹ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور لکڑیاں بیچ کر اپنے کھانے پینے کا انتظام کرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شخص کسی کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلائے پھر اسے ملے یا نہ ملے۔

⑥۱ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَإِنْ يَخْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يُمْنَعَهُ. (حوالہ مذکورہ بالا دیکھئے)

بھیک مانگنے اور سوال کے لئے ہاتھ پھیلانے کے بجائے آدمی کو چاہیے کہ محنت مزدوری اور چھوٹے موٹے کام کاج کر کے اپنی روزی حاصل کرنے کی کوشش کرے یہاں تک کہ جنگل سے لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے بازار میں لاکر فروخت کرنا اس سے اپنے کھانے پینے کا انتظام کرنے میں کوئی شرم نہ ہونی چاہیے یہ کام بہتر ہے اس بات سے کہ آدمی کسی سے مانگے اور سوال کا ہاتھ پھیلائے اور جس کے سامنے ہاتھ پھیلا یا گیا ہے وہ دے یا نہ دے۔ ہاں معذوری اور مجبوری الگ چیز ہے کہ بیماری ہے یا اس طرح کی اچانک کوئی مصیبت اور ضرورت آن پڑی تو اور بات ہے۔

حدیث شریف کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ آدمی ہر چھوٹی بڑی چیز مانگنا نہ پھرے
یامانگ کر کھانے پینے کو عادت اور پیشہ نہ بنائے بلکہ کوئی نہ کوئی جائز اور حلال کام
کر کے اپنا روزی روٹی کمائے اور اہل و عیال کے کھانے پینے کا انتظام کرے۔
مانگنے سے عزت نفس کو بھی دھکا لگتا ہے اور خواہ مخواہ کی ضرورت بھی انسان
کی بڑھتی جاتی ہے۔ جو حقیقی اور فطری ضرورتیں ہیں ان کے انتظام کے ذرائع و اسباب
اللہ نے پیدا فرمادیئے ہیں البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض حالات میں آدمی ایسا گھر
جاتا ہے کہ اسے درست سوال کسی نہ کسی کے سامنے پھیلانے کی ضرورت پڑتی ہی
ہے یہ منع تو نہیں ہے لیکن بہتری اور بھلائی اس میں ہے کہ آدمی لوگوں سے
مانگنے میں پرہیز کرے۔

آج کے دور میں تو شادی بیاہ، ختنہ، عقیقہ، چلہ چھٹی کے لئے
بھی لوگ چندہ مانگنے نکلتے ہیں یہ بہت بری اور خراب بات ہے بلکہ جتنا
آسانی سے ہو سکے خرچ کرے ورنہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ اللہ نے ہماری سطح
چھوٹی رکھی ہے اور ہم اپنی بلند سطح کا مظاہرہ کریں اور لوگوں کے چندہ کے پیسے
سے ایسا کرنا تو بڑے عیب کی بات ہے اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

بہترین ساتھی

ساتھیوں میں بہتر اور اچھا ساتھی اللہ کے نزدیک
وہ ہے جو اپنے ساتھی سے بھلائی کا معاملہ کرتا ہو،
اور پڑوسیوں میں اللہ کے نزدیک اچھا

﴿۶۲﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ
خَيْرُ هُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيرَانِ

پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بھلا ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِبَارِيهِ

(ترمذی، ابوابُ النِّبَرِ وَالصَّلَاةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْجَوَارِ)

باپ کا تحفہ

(۶۳) اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو سب سے بہتر جو تحفہ دیتا ہے وہ اچھا ڈھنگ اور حسن اخلاق سکھانا ہے۔

(ترمذی، ابوابُ النِّبَرِ وَالصَّلَاةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْوَلَدِ)

ایک خاص بات جس کی طرف لوگوں کو تعلیم نبوی میں متوجہ فرمایا گیا ہے وہ ہے اپنے بچوں کی ابھی تربیت کرنا اور اچھے اخلاق و عادات سکھانا اور سماج و معاشرہ نیز انسانیت کے لئے مفید فرد بنانا۔ لیکن آج کا دور ایسا کچھ ہو گیا ہے کہ لوگ اس کی طرف زیادہ توجہ ہی نہیں کرتے۔ بچے اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں کھیل کود کرتے ہیں دھینگا مشتی کرتے ہیں اسکول جاتے ہیں نہیں بھی جاتے پڑھا نہیں پڑھا کچھ دھیان نہیں دنیا بھر کے اچھے برے مشغلوں میں اپنے آپ کو مشغول رکھتے ہیں اور ماں باپ بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف کچھ زیادہ دھیان نہیں دیتے اگر لوگ اس رسم کو اپناتے رہے تو آگے چل کر معاشرہ میں جو خرابی پیدا ہوگی وہ بڑی خطرناک اور بہت بھیانک ہوگی جس کا کچھ اندازہ اس صدی میں ہم سب کو ہو رہا ہے لہذا ماں باپ کو اپنی اولاد کے بارے میں بہت ہی فکر مند ہونا چاہیئے، بچوں کا رہن سہن، چلنا

پھرنا، سونا جاگنا، نماز تلاوت قرآن مجید، دوست احباب سے ملنا جلنا۔
 بات چیت گفتگو کرنا، تعلیم ان ساری چیزوں کی دیکھ ریکھ کرتے رہنا چاہیئے
 نرمی ملائمت اور پیار محبت سے سمجھاتے بتاتے رہنا چاہیئے۔
 ہوش حواس سنبھال لے چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے تو اپنی
 کاروباری مصروفیات میں بھی بچوں کو ساتھ رکھیں، والدین کو چاہیئے کہ
 ہوٹلوں کلبوں چوک اور بازار اور فالتو مصروفیات میں اپنا وقت گزارنے
 کے بجائے زیادہ وقت بچوں کے ساتھ گزاریں اور ان کی تعلیم و تربیت میں صرف
 کریں۔ چونکہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا باپ اپنے بیٹے کو سب سے قیمتی تو
 تحفہ دیتا ہے وہ حسن اخلاق اور اچھی عادت ہے۔

اچھے نام رکھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
 قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپ کے
 نام کے ساتھ پکارے جاؤ گے لہذا تم اچھے
 نام رکھا کرو۔

④۷ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَعُونَ يَوْمَ
 الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ
 آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ۔

(ابوداؤد)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن لوگ اپنے اور اپنے والد
 کے نام سے پکارے جائیں گے لہذا اچھے نام رکھے جائیں جیسے عبد اللہ عبد الرحمن
 عبد الغفار وغیرہ یعنی ایسے نام جس سے بندگی اور عبدیت کا اظہار ہوتا ہو یا انبیاء

اور رسولوں کے نام پر نام رکھے جائیں یا ایسے نام رکھے جائیں جن کا تلفظ بھی صحیح ہو اور معنی بھی اچھے نکلتے ہوں، صحابہ کرام تابعین محدثین اور اللہ کے نیک اور صالح بندوں کے نام پر نام رکھے جائیں۔ نام رکھتے وقت اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں کہ ان ناموں سے شرک و کفر کے معنی نہ پیدا ہوتے ہوں جیسے عبد العزیزی، عبد الرسول وغیرہ ہندوستان میں لوگ بہت سے بے تکے اور بے معنی نام رکھتے ہیں جیسے جس جھکن، اچکن، ڈھکن، گڈو، ببلو، ڈبلو ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ گلاب خاں چمیلی بیگم وغیرہ بھی کوئی بے نام نہیں ہیں لیکن بہت اچھے بھی نہیں ہیں۔ نام رکھتے وقت کسی سمجھدار شخص یا عالم دین یا کسی بزرگ سے معلوم کر کے نام رکھا جائے ویسے خود بھی رکھ سکتے ہیں یا گھر کا کوئی بھی فرد رکھے اس کی اجازت ہے لیکن اوپر لکھی باتوں کی رعایت ضرور کرنا چاہیئے۔ چونکہ میدانِ محشر میں بیشمار لوگ موجود ہوں گے ان کے سامنے جب ان کو ان بے کار قسم کے نام لے کر پکارا جائیگا تو بڑی شرمندگی ہوگی خود دنیا میں بھی جن کے یہ نام ہوتے ہیں وہ اپنا نام بتاتے ہوئے ہتھک اور شرم محسوس کرتے ہیں۔

بیوی کی قدر کرو

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی ایمان والے شوہر کو اپنی ایمان والی بیوی سے نفرت نہیں کرنا چاہیئے اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری کوئی عادت پسند بھی ہوگی۔

﴿۵﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَقُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا سَاءَ مِنْهَا الْآخَرُ (صحیح مسلم)

نبی مہجور کی پوری دنیا انسانیت کی اصلاح کے لئے تشریف لائے تھے اور زندگی کے ہر گوشہ پر آپ نے روشنی ڈالی ہے اور نورانی بنادیا ہے اس حدیث میں بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی ہے انسان میں اچھائیاں اور برائیاں ہوتی ہیں، دیکھنا یہ چاہیے کہ بیوی صاحبہ کی بعض باتیں اگر ناپسند ہوں تو بعض باتیں اچھی بھی تو ہوں گی اور خود اپنے اوپر قیاس کرنا چاہیے کہ ہم بھی اللہ کے بندے اور اس کے ماتحت ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہم سے ایسا ہی محاسبہ کرنے لگے جیسا ہم اپنی بیوی سے کرتے ہیں تو ہمارا دنیا میں رہنا دشوار ہو جائے گا اس لئے عورتوں کے ساتھ بھلی زندگی گزاری جائے اور انھیں تنگ و پریشان نہ کیا جائے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَعَاشِرُهُنَّ بِالْعُرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۚ
۴۷۔ النساء آیت ۱۹

عورتوں کے ساتھ تو بھلے طریقے سے گزران کرو اگر وہ تم کو اچھی نہ لگیں تب بھی ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اس میں بہت بھلائی اور خوبی رکھی ہے۔

بیوی صاحبہ سے روز روز کی کھٹ کھٹ سے بچوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے گھر کا ماحول صاف ستھرا سنجیدہ اور پر امن بنائے رکھنا چاہیے مرد چونکہ قوام ہے اسے ان باتوں کے خیال رکھنے میں پہل کرنا چاہیے اور کبھی کچھ نوک جھونک ہو جائے تو پھر پہلے جیسا بہتر ماحول بنانے کے لئے مرد کو بات چیت اور گفتگو میں پہل کرنا چاہیے۔

ہاں منکر ہے ترک صلوٰۃ ہے شرک و بدعت ہے کفر ہے یا ایسی کوئی چیز ہے

جو بیوی صاحبہ کی بخشش میں رکاوٹ کا سبب بن سکتی ہے تو اس بارے میں روک ٹوک کرنا چاہیے، لیکن اس میں بھی احسن پہلو کا خیال رکھا جائے۔ انارٹوں کی طرح دھینگا مشنی گالی گلوچ مار پیٹ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ گھر کا ماحول اور زیادہ خراب ہوگا۔

نہ دینے پر شرم آتی ہے

(۶۶) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رُبَّ بَيْتٍ لَمْ يَكُنْ فِيهِ شَرٌّ إِلَّا كَانَ فِيهِ شَرٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحِي مِنْ عَبْدٍ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّ هَا صَفْرًا (ترمذی شریف: ابواب الدعوات کا اثری باب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب بہت حیا دار اور سخی ہے جب بندہ اس سے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی واپس کرے۔

بندہ جب اپنے پروردگار کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندہ کو خالی ہاتھ لوٹانے میں شرم محسوس کرتے ہیں اس لئے بندے کو بھی تھوڑی شرم کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز مانگے جو بندے کی حالت اور حیثیت کے مطابق ہو مثلاً دین کی اور سمجھ مانگے، صراطِ مستقیم کی ہدایت طلب کرے، صبر محنت، تندرستی، قرض سے حفاظت، کافی ہو جانے والی روزی کی دعا کرے، اچھی اور صالح بیوی اور نیک اولاد کی دعا کرے، دنیا و آخرت کی عزت اور آخرت میں مغفرت اور بخشش کی درخواست کرے، موت کی سختیوں اور عذابِ قبر سے بچاؤ کی دعا کرے، حساب کی آسانی، جنت الفردوس میں داخلہ، جہنم سے نجات کی عرضی پیش کرے۔ غرض

قرآن وحدیث میں جو جو دعائیں وارد ہوئی ہیں وہ سب دعائیں مانگے یا اس جیسی اور اپنی حیثیت وحالت کا خیال رکھتے ہوئے دعا کرنی چاہیے اور زندگی کی بہت سی واجبی ضرورتیں ہیں ان کے تعلق سے بھی دعا کرتا رہے، بے تکی اور الٹی سیدھی دعائیں مانگنے سے بندہ کو پرہیز کرنا چاہیے۔

دعائیں آدمی اپنی حقیقی ضرورتوں اور سہولتوں کو مانگے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ کچھ دعاؤں کے اثرات اور نتائج دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں کہ بندہ نے جو مانگا وہ یا اسی جیسا کچھ مل گیا۔ کبھی دعا کا نتیجہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی آنے والی مصیبت تکلیف دکھ درد اس پر سے ہٹا دیا جاتا ہے اور کبھی بندہ کی حالت ومصلحت کی وجہ سے دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ کے طور پر اللہ تعالیٰ محفوظ کر لیتے ہیں اور دنیا میں کچھ نہ ملتے ہوئے آخرت میں دعا کرنے والے کو اجر ملے گا۔

تلاوت میں مشغولیت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہونے کے سبب میرا ذکر نہ کر سکا اور مجھ سے دعا اور سوال نہیں کر سکا تو میں اسکو اس سے بہتر اور افضل عطا کروں گا جو سالوں اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں، دوسرے تمام کلاموں پر اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت و

﴿۶﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْئَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِينَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ

(ترندی شریف)
(أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ) فضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق پر
اللہ تعالیٰ کو فضیلت حاصل ہے۔

اس حدیث پاک میں قرآن مجید کا انتہائی بلند مقام و مرتبہ اور
وصف کا ذکر ہے کہ کوئی بندہ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو اور اس درجہ
مشغول ہو کہ دوسرے ذکر و اذکار نہ کر سکے، زیادہ دعا و مناجات نہ کر پائے اور کچھ
سوال نہ کر سکے بلکہ قرآن مجید کا علم حاصل کرنے اسے حفظ کرنے یا اس کے معانی
پر تدبر و تفکر میں لگا ہو تو اللہ ایسے شخص کو اس سے بہتر اور افضل چیز عطا
فرمائے گا جو سوال کرنے والوں اور دعا کرنے والوں کو دیتا ہے۔

اس حدیث سے اللہ کے رسولؐ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی
دعا اور ضرورتوں کو مانگنے کے لئے وقت نہ پائے بلکہ قرآن مجید میں ہی اس کا سارا
وقت لگا رہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ محبوب ہے اور اللہ کے ایسے بندے
بہت کم ہوتے ہیں لیکن ایسے بندوں کا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کو مطلوب ہے اس لئے اس حدیث میں ان کی پسندیدگی کا اظہار کیا گیا
اور دعا کرنے والوں مانگنے والوں کو جو اللہ دیتے ہیں اس سے افضل اور
بہتر دینے کی بات قرآن میں مشغول ہونے والے شخص کے لئے کہی گئی ہے
ہم عاصی اور غافل بندے اگر ایسا نہیں کر سکتے تو روزانہ کچھ نہ کچھ قرآن مجید کی
تلاوت کر لی جائے پارہ دو پارہ ڈیڑھ پارہ کی تلاوت نہ کر سکے تو رکوع دو رکوع
کی تلاوت کر لے اور ترجمہ بھی رکوع دو رکوع کا پڑھے تقریباً قرآن مجید
میں پانچ سو⁵⁵⁸ اٹھادھار رکوع ہیں اس طرح سال ڈیڑھ سال میں پورے

قرآن مجید پر ترجمہ کے ساتھ آپ کی نگاہ انشاء اللہ پڑ جائے گی اور بار بار اس طرح سے قرآن مجید کا دور کرنے سے اللہ تعالیٰ کے احکامات بھی دھیان میں رہیں گے۔

اللہ رب العزت کے کلام "قرآن مجید" کو تمام کلاموں پر ایسی ہی فضیلت اور بڑائی حاصل ہے جیسی اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضل اور بڑائی حاصل ہے۔ اس عاجز کے نزدیک "کلام اللہ" کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ قرآن مجید کی ایک ایک آیت اور حرف کے بارے میں پورے دعویٰ کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ لوح محفوظ سے حضرت جبریل امین علیہ السلام نے کر اللہ کے حکم سے محمد رسول اللہ کے قلب پر نازل کئے اور ایک ایک لفظ و حرف محمد رسول اللہ کی زبان سے ادا ہوا ہے

اٹک کر پڑھنے والے کیلئے دو ہر اجر

۶۸) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاوٍ فَلَهُ أَجْرَانِ (صحیح بخاری شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن میں مہارت حاصل کر لی ہو اس کی وجہ سے وہ قرآن مجید بہتر طریقہ پر بلا تکلف روانی کیساتھ پڑھتا ہو وہ معزز و مکرم فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص اٹک کر (یاد نہ ہونے کی وجہ سے) پڑھتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے (ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت و مشقت کا)

جو شخص قرآن مجید کا ماہر ہو اور خوب اچھی طرح قرآن مجید پڑھتا ہو تو اس کے مرتبہ کا کیا کہنا وہ تو معزز اور مکرم فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ لیکن جو انسان قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھتا ہو برابر اسے پڑھنا نہ آتا ہو پھر بھی جوں توں کر کے الفاظ کو سپیٹ کر کے پڑھتا ہے حضرت نے اس کی اتنی رعایت فرمائی کہ ارشاد فرمایا ایسے شخص کے لئے دو اجر ہیں ایک اجر تلاوت قرآن مجید کا اور دوسرا اجر محنت و مشقت کا۔ لہذا جو لوگ قرآن مجید برابر پڑھ نہیں پاتے انھیں گھبرا کر اور پریشان ہو کر تلاوت بند نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اسی طرح تلاوت جاری رکھیں اور کسی عالم حافظ سے یا قرآن مجید کے اچھے پڑھنے والے سے صحیح طور پر قرآن مجید پڑھنے کی مشق کرتے رہیں۔

رسول اللہ کی وصیت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کشتی کو مضبوط بنالے دریا بڑا گہرا ہے پیٹھ کے بوجھ کو کچھ ہلکا کر لے گھائی بڑی سکری ہے۔ ساتھ میں سامان عمل کا توشہ اچھی طرح لے لے سفر بڑا لمبا ہے۔ اپنے عمل میں اخلاص پیدا کر پرکھنے والے کی نگاہ بہت تیز ہے۔

(۶۹) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْكِمِ السَّفِينَةَ فَإِنَّ الْبَحْرَ عَمِيقٌ، وَاسْتَكْثِرِ الزَّادَ فَإِنَّ السَّفَرَ طَوِيلٌ، وَخَفِّفْ ظَهْرَكَ فَإِنَّ الْحَقْبَةَ كَوُودٌ، وَأَخْلِصِ الْعَمَلَ فَإِنَّ النَّاقِدَ بَصِيرٌ

{ "وَصَايَا الرَّسُولِ" میں یہ حدیث امام مقدسی کے حوالہ سے "الکتبوسوین وصیت" کے عنوان کے تحت درج ہے }

نبیؐ کا یہ فرمان پوری دنیا انسانیت کے لئے بہت بڑا تحفہ ہے الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ ان کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی کچھ عرض کئے دیتے ہیں کہ سمندر بڑا گہرا ہے کشتی مضبوط ہونی چاہیئے اور سفر بھی انسان کو بڑا المبا کرنا ہے کہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد بچپن جوانی بڑھاپا، موت، مقام، برزخ، قبر میں رہنا، حشر کے دن حساب کتاب کے لئے اٹھنا اور اس کٹھن منزل سے گذر کر نہ ختم ہونے والی زندگی چاہے جنت کی ہو یا جہنم کی اس میں داخل ہونا یہ سب سے بڑا المبا سفر ہے اس لئے اعمال صالحہ کا توشہ ساتھ میں لے لے۔ تقویٰ طہارت خوفِ خدا ذکر اللہ توحید نماز روزہ تلاوت حج و زکوٰۃ اور دوسرے بیشمار نیک اعمال کا توشہ ہر انسان کو اپنے ساتھ لے لینا ضروری ہے۔

تیسری بات حضرت محمدؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ اپنے پیٹھ کا بوجھ ہلکا کر لے گھائی بڑی سکری اور تنگ ہے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آدمی گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کرے۔ گناہ کے کاموں سے دور رہے اور اگر بھول چوک یا شیطان کے بہکاوے سے گناہ ہو جائے تو توبہ و استغفار کے ذریعہ گناہوں کو دھو ڈالے کیونکہ حشر میں جس گھائی یعنی پل صراط سے گذرنا ہے وہ بہت باریک ہے۔

حدیث کا آخری جملہ یہ ہے کہ عمل میں اخلاص پیدا کرے اس لئے کہ پرکھنے والے کی نگاہ بہت تیز ہے۔ یعنی ہمارے ہر عمل میں اخلاص للہیت اللہ کی رضا کا حاصل کرنا ہی مقصود ہو ریادکھاوا اور شہرت کے لئے کوئی عمل نہ کیا جائے اور عمل میں بناوٹ بھی نہ ہو۔ نیک عمل صرف اور صرف اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے ہونا چاہیئے لوگوں کو دکھانے کا کیا مطلب ہے یوں تو لوگوں کو کبھی نہ کبھی

دکھ ہی جائے گا اس لئے بلا وجہ ریا اور دکھاوا میں پڑنا بے وقوفی ہے۔

دو وزنی بول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
 دو کلمے اللہ کو بہت پسند ہیں، زبان پر
 ہلکے پھلکے ہیں (قیامت کے دن) اعمال کے
 ترازو میں بڑے وزنی ہوں گے
 (وہ کلمات یہ ہیں)

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ
 سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

⑤ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ
 إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ
 عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ
 فِي الْمِيزَانِ

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ
 سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
 (صحیح بخاری شریف، کتاب التَّوْحِيدِ)

(بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ)

امام بخاری حضرت محمد بن اسماعیلؒ پر اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں
 ہوں کہ انھوں نے حدیث کی اپنی مشہور کتاب "الصحيح البخاري"
 کو اس حدیث پاک پر ختم کیا ہے حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی دو بول
 بول لے جو اللہ کو بہت پسند ہیں بولنے میں زبان پر ہلکے پھلکے ہیں لیکن
 جب میدانِ محشر میں ان دو بول کو عمل کے ترازو میں ڈالا جائے گا تو یہ دو
 بول بہت وزن والے ہوں گے۔

اللہ رب العالمین کے یہاں عمل کے قلت و کثرت یعنی کمی اور

زیادتی کا کوئی معیار نہیں ہے بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ عمل بھلے ہی تھوڑا ہو لیکن اخلاص و للہیت سے بھرپور ہو، اور وہ نیک خالص اللہ کو راضی کرنے کی نیت سے کیا گیا ہو۔ وہ دو بول یہ ہیں۔

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“
یہ عاجز بندہ اپنے نفس کو اور پڑھنے والوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ ان دو بول کو یاد کر لیں اور جتنی بار ہو سکے پڑھتے رہیں۔

ان کی عزت کی جائے

حضرت ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم یہ ہے کہ بوڑھے مسلمان کی عزت کی جائے اور قرآن پڑھنے والے اس شخص کی جو نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو نہ اس میں کمی کرنے والا ہو۔ اور انصاف کرنے والے بادشاہ کی عزت کی جائے۔

① عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَجْلَالِ اللَّهِ أَكْرَامُ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَلَا الْجَانِي عَنْهُ وَأَكْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ

(ابوداؤد)

اس حدیث پاک میں تین طرح کے لوگوں کی عزت و احترام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے ایک تو عمر رسیدہ اور بوڑھے مسلمان کی عزت کی جائے دوسرے وہ شخص جو قرآن پڑھنے والا ہو لیکن وہ قرآن مجید کے احکام میں

غلو اور زیارتی سے کام نہ لیتا ہو اور نہ ہی قرآن مجید کے حکموں سے بے پرواہ ہو۔ تیسرے انصاف کرنے والا بادشاہ۔ پہلے دو قسم کے لوگ تو الحمد للہ مل جاتے ہیں لیکن انصاف کرنے والے بادشاہوں کی کمی ہے۔

بادشاہوں کی جگہ آج کل منسٹروں نے لے لی ہے اور ان میں بھی یہ وصف رہا نہیں کہ انصاف کریں اور مخلوق کی خدمت کریں پھر بھی ان میں کچھ اچھے لوگ ہوں تو ان کی قدر و عزت کرنے میں کوئی حرج نہیں بہر حال پہلے دو قسم کے لوگ تو میسر ہیں کہ بوڑھے والدین میں خود ہمارے ہی ماں باپ ہیں اور خاندان پاس پڑوس محلہ کے دوسرے عمر دراز اور بڑی عمر کے مسلمان ہیں ان کی عزت کی جائے اور قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے والے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے اور اس کی نشر و اشاعت کی کوشش میں لگے ہوئے بہت سے علماء بھی الحمد للہ موجود ہیں ان کی بھی عزت کی جائے۔

عمر رسیدہ مسلمان اور علماء و حفاظ کی عزت و توقیر اور احترام کرنے کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ان کی ضرورت کا خیال رکھا جائے انھیں کسی قسم کے تعاون اور مدد کی حاجت ہو تو مدد کی جائے چاہے جس طرح بھی ہو۔ اور جو انصاف کرنے والے اور اچھے حاکم ہوں وہ جو حکم دیں اس کو مانا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے۔

⑤۲ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللَّهِ ثُمَّ أَتْبَعَ مَا فِيهِ هَدًى إِلَى اللَّهِ مِنَ الضَّلَالَةِ فِي الدُّنْيَا وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ سُوءَ الْحِسَابِ

ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا کہ جس نے کتاب اللہ (قرآن مجید) سیکھا پھر اس میں جو احکام ہیں ان پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے گمراہی سے بچا کر ہدایت کا راستہ دکھائیں گے اور قیامت کے دن اسکو برے عذاب سے بچائیں گے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا اور قیامت کے دن برے عذاب سے بچنے کا ذریعہ بھی قرآن مجید ہی ہوگا لہذا انسانوں کو چاہیے کہ کتاب اللہ کو پڑھیں پڑھائیں سیکھیں اور سکھائیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے زمانہ میں قرآن مجید پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔ تلاوت بھی کی جاتی ہے نماز تراویح میں بھی قرآن مجید کا پڑھنا جاری ہے لیکن ایک تھوڑی سی کسر اور کمی یہ رہ گئی کہ اس کے معنی اور مطلب کی طرف جیسی توجہ کرنی چاہیے ویسی توجہ نہیں ہے، بعض لوگ تو قرآن مجید کے معنی اور مطلب کو پڑھنا اور جاننا ضروری بھی نہیں سمجھتے جب کہ اس حدیث کے الفاظ **ثُمَّ أَتْبَعَ مَا فِيهِ** (پھر اس میں جو احکام ہیں ان پر عمل کیا) پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ترجمہ اور مطلب کا جاننا ضروری ہے اگر ترجمہ اور مطلب نہ جانا جائے تو قرآن مجید میں موجود احکام پر آدمی عمل کیسے کر سکے گا؟

اس لئے بندہ عاجز عرض کرتا ہے کہ اگر پارہ دو پارہ کی تلاوت کی جائے تو رکوع دو رکوع کا ترجمہ بھی پڑھ لیا جائے اور اگر زیادہ موقع نہ ہو تو ایک دو رکوع کی تلاوت بھی کرے اور اسی کا ترجمہ بھی پڑھ لے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید

میں کیا حکم فرمایا ہے اور کن چیزوں سے روکا ہے اللہ کا فضل ہے کہ دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے چھپ چکے ہیں۔ لہذا کسی مستند عالم دین اور اپنی پسند کے مترجم کے ترجمہ قرآن مجید سے ترجمہ ضرور پڑھا جائے تاکہ اللہ کے حکموں پر دھیان برابر لگا رہے۔

آیات قرآن کی قسمیں اور ان کا حکم

﴿۴۳﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ حَلَالٌ وَحَرَامٌ وَمُحْكَمٌ وَمُتَشَابِهٌ وَامْتِثَالٌ فَأَحْلَوْا الْحَلَالَ وَحَرَّمُوا الْحَرَامَ بِالْمُحْكَمِ وَامْنُوا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوا بِالْامْتِثَالِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کا نزول پانچ بنیادی باتوں پر ہوا ہے۔ (۱) حلال (۲) حرام (۳) محکم (جس کا مفہوم صاف اور واضح ہو) (۴) متشابہ (ملنے جلتے جس میں پوشیدگی ہو) (۵) امثالیں۔ تم حلال کو حلال، حرام کو حرام جانو۔ محکم آیتوں پر عمل کرو۔ متشابہ آیتوں پر ایمان لے آؤ بحث و تکرار میں نہ پڑو۔ زیادہ کھوج بین نہ کرو۔ مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔

مضامین کے اعتبار سے دیکھا جائے تو پانچ بنیادی مضامین پر قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ (۱) حلال چیزوں اور کرنے کے کاموں کا بیان

(۲) حرام چیزوں اور اللہ کو جو کام ناپسند ہیں ان کا بیان۔
 (۳) محکم یعنی پکے مضبوط اور صاف صاف حکم بتانے والی آیات، جو کتاب اللہ کی جڑ بنیاد ہیں جیسا کہ ارشاد ہے **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ** (سورہ آل عمران آیت ۷) اسی نے اتاری آپ پر یہ کتاب اس میں آیتیں ہیں حکم بتانے والی یہ مضبوط جڑ ہیں کتاب کی۔
 (۴) متشابہ یعنی ملتے جلتے الفاظ و معنی یا وہ آیات جن کی مراد اور مفہوم واضح نہ ہو۔

(۵) امثال یعنی لوگوں کے ذہن میں بات اچھی طرح بٹھانے کے لئے مثالوں سے بات واضح کی گئی ہے۔

متشابہات یعنی ملتے جلتے معنی سے حقیقت کا پتہ دینے والے مثال کے طور پر۔ ”اللہ کی کرسی نے آسمانوں اور زمینوں کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ اب اگر کوئی کرسی کے پیر گئے یا کرسی کی تفصیلات معلوم کرنا چاہے یعنی کس چیز سے بنائی گئی ہے وغیرہ، تو اس کا جواب اللہ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا اور اگر اللہ بتا بھی دے تب بھی آدمی اس کی حقیقت اور وسعت کو نہیں پاسکے گا۔ جب تک دیکھ نہ لے اور ضروری نہیں کہ دیکھ کر بھی پوری حقیقت پالے۔

دوسرے یہ کہ ”ساق“ کہتے ہیں پنڈلی کو جیسے کہ کہا گیا ہے کہ ”ساق“ کی تجلی فرمائی جائے گی۔ کوئی آدمی کسی بڑے کے پاؤں پر گر پڑتا ہے اس تصور کو سامنے رکھ کر قرآن نے یہ بات کہی ہے۔ اب اگر کوئی مشاہدہ والا مطلب نکالے تو بے عقل بنے بغیر چارہ نہیں۔ ایمان والا تو یہی مطلب سمجھے گا۔

کہ میرا رب جب ساق کی تجلی فرمائے گا تو مجھے سجدہ میں گر جانا ہے اور سجدے کی مشق اس زمین پر مرتے دم تک کئے جانا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ متشابہ آیتیں جب سمجھ کی چیز نہیں تو کیوں نازل کی گئیں؟ عمر، عقل، علم، تجربہ اور مرتبہ کے لحاظ سے ہر شخص کے لئے تشابہات کم زیادہ ہوتی رہتی ہیں۔ کوئی کسی ان دیکھی چیز کو کم سمجھ و کم علم آدمی کو سمجھانے کے لئے اس کی سمجھ میں آنے والے الفاظ استعمال کر کے اس کو سمجھا دے۔ جس طرح اللہ نے کئی مقامات پر زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کا بیان فرمایا ہے۔ یہ چھ دن ہمارے یہاں کے رات دن تو نہیں ہو سکتے، البتہ ہم کو اپنے چھ دن سامنے رکھ کر تصور کر لینا چاہیئے۔

ایسا ہی تمام باتوں میں علمی خاکہ ذہن میں بیٹھ کر تو بس زیادہ کھوج میں نفع نہیں۔ چیزوں کے مفہوم سے قریب لے جانے کے لئے ایسے معلوم الفاظ جو باہم معنی اور مفہوم میں ملتے جلتے ہوں۔ سکھانے والا طالب علم کو اس کا ہلکا سا تصور دلانے کے لئے اس طرح کی بات سمجھائے گا۔ لیکن مشابہہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں "کرسی" کا لفظ اللہ کے بے پناہ اقتدار پر قدرت کے اندازے کے قریب لے جانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اب اگر ہم کرسی کو محدود معنی میں چار پیر کی کرسی یا اور کچھ بولنے بتانے لگیں یا اس کی کھوج میں پڑیں تو یہ غیر ضروری تحقیق ہے۔

اسی طرح بعض آیات میں آئے ہوئے بیانات جیسے "بَلْ يَدْرَاہُ مَبْسُوطَتَانِ" "يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيہُمْ" "وَلَكِنَّ اللّٰهَ دَرَمَلٍ"

”كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ“ اِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ“ وغیرہ قرآنی آیات کے بیان اسی درجہ متشابہات میں آتے ہیں۔
ایک بات اور مان لینی چاہیے کہ متشابہ آیات جتنی بھی ہیں ان میں سے
بعض انسانی علم اور کھوج کے بعد مشاہدے یا محکمت کدائر میں آجاتی ہے۔

مثال کے طور پر قرآن پاک میں ایک جگہ سورہ طلاق آیت ۲۔
اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۚ
يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا“ میں
قرآنی بیان میں سات زمینوں کے وجود کا اشارہ ملتا ہے مگر ابھی تک یہ
متشابہات میں ہیں۔

اب اگر انسان نے تلاش و جستجو کے بعد دوسری زمینوں کا پتہ لگا لیا
وہ ہم سے اوپر ہوں یا نیچے تو پھر یہ آیت متشابہات کے گروپ سے نکل کر
علم و مشاہدہ کے دائرہ میں داخل ہو جائے گی۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ
عام لوگوں کے لئے جو بات متشابہات میں ہیں وہ اللہ کے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم، یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین متین یا علماء کرام کے لئے اپنے اپنے درجہ
اور مرتبہ کے لحاظ سے مشاہدہ کے درجہ میں بھی آسکتی ہے۔

جیسے معراج کا سفر مبارک ہمارے لئے متشابہ اور نبی کریم حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشاہدہ کی بات ہے۔

مثالیں :- جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ عنکبوت کی آیت ۱۷ میں مکرٹی کی مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا -

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ
اتَّخَذَتْ بِعْتَابٍ وَإِنَّ أَوْصَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ
كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾ (۲۹ العنکبوت - ۴۱)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا اولیا بنایا ان کی مثال مکرٹی جیسی ہے کہ وہ بھی ایک طرح کا گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکرٹی کا گھر ہے۔ کاش! ان کو معلوم ہوتا۔ کاش ان کے سمجھ میں آجاتی۔

تشریح :- کوئی بتوں کو مدد کے لئے پکارتا ہے کوئی فرشتوں کو کوئی انبیاء کو تو کوئی اولیاء اللہ کو مدد کے لئے پکارتا ہے۔ اس آیت میں سب کا بیان ایک میں کر دیا کہ نفع نقصان پہنچانا اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ سو ہمیں اس مثال سے عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ اگر کوئی اپنا بچاؤ اللہ کے مقابلے میں کرنا چاہے تو سمجھے کہ اس نے مکرٹی کے گھر میں پناہ لی ہے جہاں اس کی حفاظت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اسی طرح اللہ نے دوسرے مقام پر کبھی کی مثال دیتے ہوئے (لوگوں کو توحید کی طرف بلایا ہے) ارشاد فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاستَمِعُوا لَهُ ۖ إِنَّ الَّذِينَ
تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا
لَهُ ۚ وَإِنْ يَسْأَلُ عَنْهُمْ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ
ضَعْفَ الطَّالِبِ وَالْمُطْلُوبِ ﴿۴۲﴾ (۲۲ الحج - ۴۲)

ترجمہ - اے انسانو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے غور سے سنو! کہ بیشک جس کسی سے بھی اللہ کے سوا تم دعا کرتے ہو وہ تو ایک کبھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگر سب جمع ہو کر ایک کبھی پیدا کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے - اور کبھی ان سے کوئی چیز چھین چھین کر لیجائے تو اس چھڑا بھی نہیں سکتے (ہمیں عبرت حاصل کرنا چاہیے اس مثال سے کہ) جس نے اپنی دعائیں ایسے کو طلب کیا وہ خود نہایت کمزور اور نادان ہے اور جس سے دعا کی وہ بھی بے چارہ بے بس تھا بھلا کیا دے سکتا تھا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں مگر ایمان والوں کو عبرت حاصل کرنے کے لئے یہی کافی ہیں۔

جنت و جہنم کا حجاب

حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کو خواہشات نفسانی کے پردے سے ڈھانک دیا گیا ہے اور جنت کو دشواریوں سے۔

(۴۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَاسِرِ

بخاری، کتاب البرقاق ۸۳۲

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نفس کو مزہ دینے والی اور جی کی چاہت والی چیزوں اور کاموں سے نار یعنی جہنم کو ڈھانک دیا گیا ہے۔ خواہشات نفسانی یعنی جو جی میں آئے کرو۔ یہ لذت لے لو وہ مزا کرو حرام حلال کی کسی قید اور بندش کا خیال نہ کرتے ہوئے آدمی ادھر ادھر ہر جگہ منہ مارتا پھرے اور اپنی زبان ہاتھ پاؤں آنکھ کان کے چٹخاروں اور چاہستوں کو مزہ اور لذت لینے

کے لئے ہر طرح کے کام میں لگا رہے ان خواہشاتِ نفسانی میں جو گھسا وہ اس کو پار کر کے سیدھا جہنم میں جانے والا ہے۔

اس حدیث میں جہنم میں جانے سے بچنے کی ترکیب بتائی گئی ہے کہ جو کچھ تیرے نفس اور جی میں آئے اسے کر ڈالے ایسا نہ کرتے ہوئے یہ دیکھو کہ ان میں سے کس کے کرنے سے اللہ راضی ہو گا اور کس کے کرنے سے اللہ ناراض ہو گا؟ ناراضی کے کاموں سے دور رہے اور اللہ کو راضی کرنے والے کاموں میں مشغول رہے، حلال چیزوں کو استعمال کرے اور جہاں روک لگا دی جائے وہاں رک جائے۔ اس حدیث میں دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جنت کے آس پاس دشواریوں کا گھیرا ہے ان دشواریوں اور مشکلات کے گھیرے کو پار کر کے آدمی جنت میں جاسکتا ہے، جیسے نمازوں کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی، روزہ رکھنا، حج ادا کرنا، حلال کو استعمال کرنا، حرام سے دور رہنا نفس اور جی کی چاہتوں پر حلال و حرام کی جو بندش ہے اس کی رعایت کرنا انسان کو دنیا میں بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اگر وہ ان سب کاموں کو کر کے آخرت میں پہنچا تو اسے جنت میں انشاء اللہ ضرور داخلہ ملے گا۔

نجات دلانے والی تعلیم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات دلاتی ہیں

④ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ

وَكُلْتُ مَهْلِكَاتٍ فَأَمَّا الْمُنَجِّياتُ
فَتَقْوَى اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ
وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا
وَالسَّخَطِ وَالتَّصَدَّقِ فِي
الْغِنَى وَالْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ
فَهَوَى مُتَّبِعٌ وَشَحْمٌ مُطَاعٌ
وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ
وَهِيَ أَشَدُّ هُنَّ

(بیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ باب الغضب ۴۳۳)

اور تین چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں۔ نجات
دلانے والی تین چیزیں یہ ہیں (۱) پوشیدگی
اور علانیہ ہر حالت میں اللہ کا لحاظ کرنا (۲)
رضامندی اور ناراضگی ہر صورت میں حق بات
کہنا (۳) مال داری اور غریبی دونوں صورت
میں صدقہ (خیرات) کرنا۔ اور ہلاک کرنے والی
تین چیزیں یہ ہیں (۱) مسلسل خواہشات
نفسانی (۲) پائیدار بخیلی (۳) اپنے آپ کو
بڑا جتنا یا یہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

جنتی، جہنمی کی پہچان

حضرت حارثہ بن وہبؓ ارشاد رسولؐ نقل کرتے
ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنتی کی
نشانی نہ بتاؤں۔ ہر عاجزی و انکساری کنیوولا
کمزور شخص جو اللہ کی قسم کھا کر کوئی چیز کہے تو
اللہ اس کی قسم کو پوری کر دے۔

اور فرمایا کہ کیا میں تمہیں جہنمی کی نشانی نہ
بتاؤں، ہر سرکش، اور اگر کر چلے والا شخص

④ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ
بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ
مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى
اللَّهِ لَا يَكْبِرُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ
بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ مُتَلِّجٍ جَوَّازٍ
مُسْتَكْبِرٍ

بخاری، مسلم، کتاب الادب باب ۶۱۳

حدیث پاک میں جنتی اور جہنمی کی کچھ پہچان بتائی گئی ہے عجز و انکساری ظاہر کرنے والا، اپنی کمزوریوں کا احساس کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنت کا مستحق ہے اس کا ایک خاص وصف یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ شخص اللہ پر قسم کھا کر کوئی بات کہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پوری فرمادیتے ہیں یہ گویا دنیا میں اس کا اعزاز و مرتبہ ہے۔

جہنمی کی بھی تین نشانیاں بتادی گئی ہیں۔ ایک تو آدمی کے اندر اجڈ پن پایا جائے کہ کوئی بات سمجھائی جائے تو اس کا اثر لے حجت کرے اور بلا کسی علم اور دلیل کے بحث و تکرار کرے، دوسری صفت بتائی گئی ہے کہ سرکش اور نافرمان ہو اس کی غلطیوں کو تباہیوں پر بار بار تہنیت کی جائے روک ٹوک کیا جائے پھر بھی وہ اس غلطی اور گناہ کے کام پورا پورا رہے اور کسی کی مان کر نہ دے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ وہ متکبر اور گھمنڈی ہو اور اپنی اکثر بتاتا ہو۔

تدبیر سے کام کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کوئی بھی کام کرنے سے پہلے سوچ و چار کر لو۔ اگر اس کا انجام اچھا ہو تو اسے کر لو

⑨ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي فَقَالَ خُذِ الْأَمْرَ بِالْقَدْرِ فَإِنْ رَأَيْتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا فَاْمُضْ بِهِ

وَأِنْ خِفْتَ غِيًّا فَاُمْسِكْ
شرح السنہ - مشکوٰۃ
ورنہ اس سے باز آ جاؤ۔

ایک صحابیؓ نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی مجھے کوئی وصیت فرمادیجئے آپؐ نے فرمایا کام کرنے سے پہلے اس کے انجام اور نتیجہ پر اچھی طرح سوچ و چار کرلو، تدبیر کے معنی بہت وسیع ہیں غور و فکر اور سوچ و چار کرنا بھی اس کے معنی ہیں اور کام کی صحیح اور درست ترتیب کرنا بھی اس کے معنی ہیں، ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ مکان دوکان، کاروبار، کسی چیز کا خریدنا بیچنا، شادی بیاہ، کسی سے کچھ معاملہ کرنا ہے، ملکی سیاست اور اس کے انسانی زندگی کے بیشتر کام ہیں ان سب میں سوچ بوجھ سے کام لے اور ٹھیک ٹھاک اور بھلا طریقہ اختیار کرے۔

مثال کے طور پر حج کرنے جانا ہے تو ایسا نہ ہو کہ جانا ہے تو بس جانا ہی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ حج کی استطاعت ہے یا نہیں آنے جانے کے خرچ کا انتظام ہوا یا نہیں گھر میں بوڑھے ماں باپ، بچے، جوان بیٹیاں ہیں ان کا کوئی قابل اطمینان انتظام ہے یا نہیں۔ ان کی کوئی خبر گیری اور دیکھ ریکھ کرنے والا ہے یا نہیں ان سب باتوں پر غور کرے اور ان کا انتظام کرے اس کے بعد حج کے لئے روانہ ہو یہ تدبیر اور سلیقہ کے ساتھ کام کرنا ہوا۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے اسی سے دنیا و آخرت کے دوسرے کاموں کا بھی اچھی ترتیب اور سلیقہ سے کرنے کا اندازہ کر لینا چاہیے۔ اور کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے نفع نقصان کا موازنہ کر لیا جائے اگر نفع کے بجائے نقصان کا پہلو زیادہ ہے تو آدمی ایسے کام کرنے سے باز رہے۔

چوکنے لہو

حضرت ابو ہریرہؓ فرمان رسولؐ نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر کوئی منتظر ہے سرکش بنادینے والی مالداری، یادداشت کمزور کردینے والی تنگدستی، ایسی بیماری جو بدن میں فساد پھیل جاتی رہے۔ کھونسٹ بڑھاپا، ناگہانی موت یا دجال کے شر کا جب کہ دجال اس بُری شے کا نام ہے جس کے آنے کا انتظار ہے یا قیامت جس کو آنا ہی آنا ہے اور قیامت کی گھڑی بہت سخت اور بہت

۸۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ أَحَدُكُمْ إِلَّا غَنًى مُطْغِيًا أَوْ فَقْرًا مُنْسِيًا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا أَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا أَوْ مَوْتًا مُجَهِّزًا أَوْ دَجَالًا فَالدَّجَالُ شَرُّ غَنَائِبٍ يَنْتَظَرُ أَوَّ السَّاعَةِ وَالسَّاعَةُ أَذْهَلُ وَأَمْرٌ

ہی کڑوی ہے۔

(ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

اس حدیث پاک میں انسانی زندگی کی جو حالتیں بیان کی گئی ہیں وہ بہت غور کرنے اور ان سے بچاؤ کی فکر و ترتیب کرنے کی ہیں۔ ایک تو ایسی مالداری جو آدمی کو ضدی، سرکش نافرمان گھمنڈی لاپرواہ اور متکبر بنادے، مال آنے کے بعد آدمی بے رحم ہو جائے آپے سے باہر ہو جائے دوسرے ایسی تنگدستی فقر و فاقہ اور مجبوری کہ آدمی کی یادداشت کو کمزور کر دے دماغ کو تھکا دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ نیز اس سے بچنے کی آدمی کو تدبیر بھی کرنا چاہیئے اور دعا بھی کرے، تیسرے ایسی بیماری ہے کہ بدن

میں گھس جائے تو کسی حال میں نکلے ہی نہیں بلکہ کئی اور بیماریوں اور بدن میں فساد و خرابی کا ذریعہ بن جائے اور بدن کو توڑناڑ کر رکھ دے۔

چوتھے ایسا بوڑھا پا کہ آدمی اپنی ہر ضرورت کے لئے دوسرے کی مدد و تعاون کا محتاج بن جائے خود سے کچھ نہ کر سکے، پانچویں اچانک آنے والی موت کہ آدمی سنبھل نہ سکے، توبہ و استغفار نہ کر سکے۔ کس سے کیا لیا ہے کس کو کیا دیا ہے یہ گھر کے لوگوں کو بتانہ سکے۔ غرض یہ کہ اس کو کوئی موقع اور مہلت نہ مل سکے ایسی موت سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیئے۔ دعا بھی مانگتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اچانک موت سے بچائے۔

دجال کے شر سے بھی اللہ کی پناہ اور حفاظت مانگنا چاہیئے دجال کے بارے میں حدیث شریف میں بہت ساری تفصیلات ملتی ہیں دجال بہت فتنہ والی شخصیت ہے اس کی وجہ سے بیشمار لوگوں کے ایمان میں خرابی ہو سکتی ہے۔ قیامت کی تکالیف اور مصائب و پریشانی سے بچنے کی بھی دعا کی جائے قیامت اور دجال کے آنے کے انتظار کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے آمد کی راہ دیکھی جائے بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان کے آنے سے پہلے پہلے اعمال صالحہ کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ جمع کر لیا جائے اور ایمان کو خوب مضبوط بنا لیا جائے۔

بہتر عمل کون سا ہے ؟

(۸۲) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدُّ دُورٍ وَقَارِبُورٍ وَأَعْلَمُورٍ أَنْ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدُكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ أَدْوَمَهَا إِلَى اللَّهِ وَإِنْ قَلَّ -

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا درست اور ٹھیک کام کرو، لوگوں کو دین سے قریب کرو، یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تم میں سے کوئی اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوگا (بلکہ اللہ کے فضل و احسان سے داخل جنت ہوگا) اور اللہ کو سب

(بخاری کتاب التَّوَقُّاتِ، بَابُ الْقَصْدِ وَالْمَدَامَةِ) عمل سے زیادہ پسند وہ عمل ہے جسے پابندی سے کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں (عَلَى الْعَمَلِ)

نہ ہو۔

جو عمل یا جو بھی کوئی کام انسان کرے وہ ٹھیک ٹھیک ہو، اور کتاب اللہ و سنت رسولؐ کی روشنی میں کیا جائے اللہ کی رضا اور خوشی کے لئے کیا جائے اور لوگوں کو دین سے نصرت دلانے اور دور کرنے کے بجائے حکمت و دانشمندی سے انھیں دین سے قریب و نزدیک کیا جانا چاہیئے۔

حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے صرف ہمارا عمل کافی ہو ایسا نہیں ہے بلکہ وہ کام اللہ کی رضا کیلئے کیا گیا ہو اللہ رب العزت اسے شرف قبولیت عطا فرمائیں اور اپنے

فضل و کرم نوازیں تو عمل کام آئے گا اور بندہ جنت میں داخل ہوگا۔ یہ بھی دھیان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند وہ عمل ہے جسے پابندی سے کیا جائے عمل بھلے سے تھوڑا ہی ہو قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ (المعارج آیت ۲۳)

جو اپنی نمازیں پابندی سے ادا کرنے میں ناغہ نہیں کرتے۔

معلوم ہوا کہ عمل چاہے تھوڑا ہی ہو لیکن پابندی اور ہمیشگی کے ساتھ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دن موڈ میں رہے تو پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ سو سو رکعت نفل پڑھ ڈالے اور دوسرے دن نفل کیا فرائض بھی چھوڑ کر بیٹھ جائے۔ ہر عمل اور ہر چیز میں مقدار صحیح ہو، درمیانی راہ اختیار کی جائے۔ اور بلا ناغہ پابندی کے ساتھ کیا جانا ہی اللہ کے نزدیک مقبول و محبوب ہے۔

بھائی کی بھلائی

حضرت انسؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ص نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اللہ کا کوئی بھی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۱۳) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِإِخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ -)

تعلیم نبوی میں یہ بتایا گیا ہے کہ آدمی اپنے اہل ایمان بھائیوں کے لئے وہی پسند کرے اور اچھا سمجھے تو وہ خود اپنے لئے پسند کرتا اور اچھا سمجھتا ہے۔ اگر یہ صفت کسی کے اندر پائی جاتی ہے تو اسے کامل ایمان حاصل ہے اور جب تک آدمی کے اندر یہ صفت نہ ہوگی وہ ایمان اور اخلاق کے بلند اور اعلیٰ مرتبہ سے محروم رہے گا۔ اس لئے ہر ایمان والے کو چاہیئے کہ جس طرح وہ اپنے لئے یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ادب و احترام کیا جائے اس کی اور اس کے اہل و عیال آل و اولاد کی عزت و عصمت محفوظ رہے۔ صحت مند تندرست و توانا رہیں جانی مالی نقصان نہ ہو اسے بے عزت نہ کیا جائے حقیر و ذلیل نہ سمجھا جائے۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں سے نوازا جائے اللہ اور رسولؐ اس سے راضی ہوں۔ اسی طرح اپنے تمام مومن بھائیوں کے لئے بھی یہ سب پسند کرے۔

اگر اہل ایمان معاشرہ میں اس تعلیم نبوی پر عمل ہونے لگے تو ایک مثالی اور قابل تقلید اور ہر قسم کی برائیوں سے دور پاکیزہ اور صاف ستھرے معاشرہ کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔

پڑوسی کا حق

حضرت انسؓ ارشاد رسولؐ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے شر سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا۔

۴۴) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يُؤْمِنُ جَارًا
بَوَائِقُ (مسلم، بخاری، کتاب الأدب، باب ۸۱ھ)

اس حدیث پاک میں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ جس آدمی کا پڑوسی اس کے شر اور برائی سے محفوظ و مامون نہ ہو تو وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔

معاشرہ اور سماج کے لئے یہ بڑی اہم بات ہے کہ محلہ اور پاس پڑوس میں رہنے والے لوگ اس طرح رہیں سہیں کہ کسی کو کسی سے تکلیف دکھ اور نقصان نہ پہنچے آپ جس کے پڑوس میں رہتے ہیں وہ آپ کا پڑوسی ہے اور آپ اس کے پڑوسی ہیں اور پڑوسیوں کے لئے نبیؐ کی تعلیم یہ ہے کہ ہمارا پڑوسی ہمارے شر اور برائی سے محفوظ رہے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم خود ہر قسم کی بری اور شر والی بات سے دور رہیں غرض ہمارا رہن سہن اس طرح ہو کہ ہمارے پڑوسی کی عزت آبرو جان مال محفوظ رہے نہ اس کے خلاف کچھ سوچیں نہ کریں۔ اس حدیث پر عمل کرنے سے پاس پڑوس محلہ محلہ گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں امن و امان اور سکون و آرام کی فضا بن جائے گی۔

اور ہر طرف اطمینان خوشی اور مسرت کا ہی ماحول ہوگا۔ ہر پڑوسی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا ماحول بنائے رکھے کہ پڑوس میں رہنے والے کو اطمینان ہو کہ میرا پڑوسی میری عزت آبرو جان مال رشتہ ناطہ اور ملنے جلنے کے لئے آنے جانے والوں کا خیال رکھتا ہے۔ لہذا پڑوسیوں کو اپنے تعلقات کی بنیاد امن بھلائی بھائی چارہ اور ایک دوسرے کو اپنے نقصان اور شر سے محفوظ رکھنے پر ہونی چاہیئے۔ اس طرح جلد ہی ایسا ماحول اور معاشرہ بن جائے گا کہ انسان کا جینے کو جی چاہے گا۔

کیا رحمن کی مہربانی چاہتے ہو۔

﴿۸۵﴾ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْضُ حِمُّونَ
 يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ أَرْحَمُوا
 مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ
 مَنْ فِي السَّمَاءِ -

(ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ)

حدیث پاک میں یہ تعلیم دی گئی ہے لوگو! اگر تم چاہتے ہو
 کہ رحمن یعنی آسمان والا تم پر رحم کرے تو تم زمین پر رہنے بسنے والوں پر رحم کرو
 اور ان پر ترس کھاؤ۔ ماں، باپ، بیوی بچے آل اولاد پڑوسی گاؤں شہر
 وطن کے لوگ اور تمام انسان سبھی اس میں شامل ہیں کہ ہم ان پر رحم اور
 مہربانی و نرمی کا معاملہ کریں، رسول کے بارے میں قرآن مجید سورہ آل عمران
 کی آیت ۱۵۹ میں ارشاد ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا لَفُتَّ الْقُلُوبَ
 لَافْتَضُوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ -

بس یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم مزاج ہیں اور اگر زبان اور دل کے سخت ہوتے تو یہ
 آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے سو آپ ان کے قصور معاف کیجئے اور ان کے لئے مغفرت کی درخواست بھی کرتے

نرمی رحمت مہربانی رسول اللہ کی صفت ہے یہ بھی قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (اور اے نبی! ہم نے آپ کو تمام جہانوں میں رہنے والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے) لہذا ہر مومن پر لازم ہے کہ ہر ایک کے ساتھ نرمی مہربانی کرے اور رحم و کرم سے پیش آئے اور اللہ کی تمام مخلوق پر رحم کرے اور ترس کھلے۔

ماں باپ کی نافرمانی سے بچو

(۸۶)

حضرت مغیرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا۔ اور ناجائز چیز کے کرنے اور جائز چیز کے نہ کرنے کو حرام کیا۔ اور حجت تکرار بلا وجہ بحث مباحثہ بہت زیادہ پوچھ پچھ اور مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

عَنِ الْمُخَيْرَةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عَقُوقَ الْأُمّهَاتِ وَوَادِ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتٍ وَكُرَّةَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ كَثْرَةُ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةُ الْمَالِ -

بخاری، مسلم، کتاب الادب باب ۵۵

ماؤں کی حق تلفی کرنا ناراض کرنا دکھ دینا اور بے ادبی کرنا حرام ہے بہت سے شادی شدہ جوڑے ہوتے ہیں ان کا سلوک اپنی ماں کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا انھیں اپنے اس رویہ کو چھوڑ کر ماں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے

اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ لڑکیوں کو زندہ قبر میں گاڑ دینا یعنی لڑکی کی پیدائش پر اسے مار ڈالنا بھی حرام ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۖ (۸) بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۖ (۹) ۸۱۔ التکویر آیت ۹۷
اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں ماری گئی تھی۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی کچھ ہیرا پھیری کے ساتھ ہی ہو رہا ہے کہ مشین کے ذریعہ معلوم ہو جائے کہ عورت کے پیٹ میں جو حمل پرورش پا رہا ہے وہ لڑکی ہے تو انجکشن دے کر اسے مار ڈالا جاتا ہے یہ بھی بالکل ویسا ہی ہے جیسے پہلے زمانے کے لوگ لڑکی کی پیدائش سے ناخوش ہو کر اسے زندہ گاڑ دیتے تھے۔ لہذا اس حرکت سے ہر مرد و عورت کو باز رہنا چاہیے ورنہ معصوم جانوں کے قتل کا گناہ ان کے سر پر آئے گا اور مرنے کے بعد اللہ کے یہاں اس کی ان سے پوچھ ہوگی قرآن مجید اور حضرت محمدؐ کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش سے ناخوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ لڑکیوں کی پرورش کو اجر و ثواب کی چیز جانیں اور بچیوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے یہ بھی اللہ کی مخلوق ہیں اللہ نے ہمارے واسطے سے انھیں وجود کا جامہ پہنایا ہے۔

حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جائز اور حلال چیزوں اور کاموں سے پرہیز کرنا دور رہنا یا لوگوں کو ان سے روکنا منع کرنا بھی حرام ہے ہاں کسی مجبوری کے تحت ایسا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن جائز اور حلال کام یا چیز کو اچھا نہ سمجھنا شریعت میں منع ہے اسی طرح جن کاموں کے کرنے اور جن چیزوں کے استعمال کرنے سے شریعت نے روکا ہے اس سے رک جانا ضروری ہے

اور اس کے خلاف کرنا گناہ اور حرام ہے۔
 زیادہ بک بک کرنا حجت و تکرار کرنا بحث و مباحثہ کرنا اور خوب
 خوب پوچھ پرچھ کرنے سوال کرنے کو بھی اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے
 مال کی بربادی اور اس کے ضائع کرنے سے بھی روکا گیا ہے۔ مال بھی اللہ کی
 نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے زکوٰۃ اور حج ادا کرنے کا ذریعہ ہے اور بھی
 بہت سے خیر خیرات اور نیک کاموں کے کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ مال
 ہی ہے بہت سے واجبات کی اس سے ادائیگی ہوتی ہے لہذا مال جائز
 طریقوں سے حاصل کیا جائے اور قرآن و حدیث کے بتائے مطابق
 اسے خرچ کیا جائے فضول خرچ اور بے فائدہ اخراجات سے دور رہا جائے۔

چغل خوری کا انجام

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنی
 ہوئی روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے
 فرمایا کہ چغل خور جنت میں
 داخل نہیں ہوگا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ
 الْجَنَّةَ قَتَاتٌ .

بخاری کتاب الادب
 جَابُ النَّبِيِّمَةِ عَلَى الْكُبَّائِرِ
 ۶۰۲

لعن طعن کرنے والے کی محرومی

○ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ
الْعَانِينَ لَا يَكُونُونَ
شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(مسلم، مشکوٰۃ باب حفظ اللسان)

آپ نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر
لعن طعن کرنے والے میدانِ محشر میں
نہ کسی کی گواہی کے کام آسکیں گے
اور نہ ہی کسی کی سفارش
کر پائیں گے۔

اسلام کی زینت

○ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ
الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَحْنِيهِ
مُوطا مالک - واحمد مشکوٰۃ

حضرت علی ابن حسین رضی آپ کا ارشاد نقل
کرتے ہیں کہ رسول اللہ ص نے فرمایا کہ انسان
کے اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ بے کار اور
فضول باتوں اور فضول کاموں سے
پرہیز کرے۔

انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے کار اور فضول کاموں اور
بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرے۔ حدیث پاک میں "لَا يَحْنِيهِ" کا لفظ ہے
لَا يَحْنِيْ کا مطلب ہی ہے جس بات کے کوئی معنی اور مطلب ہی نہ ہوں

۱ اور ایسا کام جس کا کوئی فائدہ حاصل نہ ہو، اور اس کے نتیجے سے کسی کا کچھ لینا دینا نہ ہو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (۲۳ المؤمنون آیت)

اور جو کجی فضول اور بے کار باتوں سے دور رہتے ہیں۔

بے کار کاموں اور بے فائدہ باتوں کا عمل میں آنا یا زبان پر لانا انسان کی ہلاکت و بربادی کا باعث ہیں۔ انسان اپنے ایمان و اسلام کو نکھارنا اور صاف ستھرا کرنا چاہتا ہو تو لایعنی کاموں اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرے اور ایسے کام میں لگے جس سے دنیا یا آخرت کا فائدہ ہو اور ایسی بات بولے جس سے کسی کو فائدہ پہنچے یا اجر و ثواب کی شکل میں خود اس کہنے والے کو فائدہ حاصل ہو۔

فرشتے دور ہو جاتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدلو کی وجہ سے رحمت کے فرشتے میلوں دور ہو جاتے ہیں۔

○ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ مِيلًا مِنْ ثَلَاثِينَ مِائَةً (ترمذی، مشکوٰۃ)

جھوٹ سے نفرت دلانے کے لئے حدیث پاک کے الفاظ کافی ہیں اللہ ہم سب کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے ارشاد رسولؐ سے معلوم ہوا کہ جب بندہ جھوٹی بات کہتا ہے تو ایسی ناپسند گھناؤنی نفرت دلانے والی بدبو پھیلتی ہے کہ فرشتے اس بدبو سے میلوں دور بھاگتے ہیں۔ فرشتے نامی مخلوق اللہ نے پردہ غیب میں رکھے ہیں، حشر و حساب اور موت کے دن وہ سامنے آئیں گے اگر کبھی انسان کی حس اتنی تیز ہو جائے کہ وہ جھوٹ کی بدبو محسوس کرے تو وہ بھی جھوٹ بولنے سے کوسوں دور رہے گا لیکن دنیا دار الامتحان ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں ایسا انتظام رکھا ہے کہ آدمی دیکھے اور محسوس کرے بغیر قرآن مجید اور حدیث رسولؐ پڑھ کر یا سن کر اپنی اصلاح کرے۔

نااہل کی قیادت

حضرت ابو ہریرہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ امانت کے ضائع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب کوئی اہم معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَيَّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرو یعنی قیامت کے آنے کو قریب سمجھا جائے، آج کا یہ زمانہ جس میں ہم سانس لے رہے ہیں کچھ ایسا ہی ہے امانت میں خیانت کرنا اور اسکی حفاظت میں لاپرواہی سے کام لینا لوگوں کی عادت سی ہو گئی ہے، سٹو میں دو آدمی ایسے ملیں گے جو امانت کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور لوگوں کی امانتوں کو وقت پورا ہونے یا واپس لینے کے وقت پورے پورے طور پر ادا کر دیتے ہوں، مال اور سامان یا ایسی ہی کوئی چیز حفاظت کے لئے آدمی کے پاس امانت کبھی جلے تو اس کی حفاظت اور وقت پر یا عند الطلب اس کی واپسی ضروری ہے اور اگر اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی کیا یا عند الطلب واپس نہ کیا یا پورے طور پر ہضم کر لے گیا تو یہ امانت میں خیانت ہے۔

اس حدیث شریف میں امانت کے ضائع ہونے کی ایک اور شکل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ زندگی کے اہم معاملات چاہے وہ معاشی ہوں سماجی یا دینی ہوں سیاسی یا انتظامی ہوں انھیں کسی نااہل اور اس کام کی صلاحیت نہ رکھنے والوں کے سپرد کر دیا جائے تو یہ بھی امانت کا ضائع کرنا ہے اور اسے بھی قرب قیامت کی نشانیوں میں سے سمجھا جائے۔

دو قیمتی نعمتیں

○ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْبَتَانِ مَغْبُوءٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے پانے کے لئے ہر کوئی رشک اور خواہش کرتا ہے (۱) تندرستی (۲) کم سے کم ذمہ داریاں

(بخاری، کتاب الترغیب، باب مَا جَاءَ فِي الرِّقَاقِ)

تندرستی اور ذمہ داریوں کے کم سے کم بوجھ کا ہونا اللہ رب العزت کی دو بڑی نعمتیں ہیں ان کی قدر کرنی چاہیئے دنیا و آخرت کے تمام کام کا کرنا صحت و تندرستی پر ہی موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہیں کریں گے

○ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُرَكِّبُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ أَبُودَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ

حضرت ابو ذرؓ نبی کریمؐ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین شخص سے ہمکلام نہیں ہوگا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی ان کا ترکیب فرمائے گا۔ بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے حضرت ابو ذرؓ نے کہا کہ خسارہ اور نقصان ہوا ان کا پھر پوچھا وہ لوگ کون ہیں

الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ
سَلْعَتُهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ.
(مسلم، مشکوٰۃ بابُ الْمُسَاهَلَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ
یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کہ (۱) بلا مجبوری
تکبر و گھمنڈ سے ٹخنے کے نیچے پا جامہ پہننے والا،
(۲) احسان جتانے والا (۳) سامان کو جھوٹی
قسم کھا کر بیچنے والا۔

”الْمُسْبِلُ“ وہ شخص جو بلا کسی عذر اور مجبوری کے پا جامہ
یا تہبند ٹخنوں سے نیچے ٹکائے پھرے اور تکبر، گھمنڈ والے لمبے لمبے ایسے کپڑے
پہنے جو زمین پر گھسٹتے ہوں۔

(۲) الْمَنَّانُ وہ شخص جس نے کسی کے ساتھ احسان کیا اور پھر بار بار
احسان کو جتاتا ہو یعنی اپنے اس احسان کو بیان کر کے اسے شرمندہ کرتا ہو
یا اس احسان کا لوگوں سے تذکرہ کرتا ہو۔
(۳) اور وہ شخص جو اپنے تجارت کا سامان بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے
اور جھوٹی قسموں کے سہارے اپنا مال بیچتا ہو۔

ان تین طرح کے لوگ قیامت کے دن اللہ رب العزت کی شرف
ہمکلامی سے محروم رہیں گے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بات نہیں کریں
گے اور ان پر رحم و کرم کی نظر بھی نہیں فرمائیں گے۔ اور انھیں گناہوں
سے صاف ستھرا بھی نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی ان تینوں برے کاموں سے حفاظت
فرمائے۔

مظلوم کی بددعا سے بچو

○ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ إِلَى يَمَنٍ فَقَالَ اخْتَقِ دَهْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ (بخاری، کتاب المظالم باب ۱۵۳۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو دعوت و تبلیغ کے لئے یمن بھیجا تو ایک نصیحت فرمائی کہ مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی چیز دعا کی قبول ہونے سے رکاوٹ نہیں بنتی۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ

تم کسی پر ظلم نہ کرو اور تم پر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

حدیث پاک میں بھی ارشاد ہے کہ مظلوم اور کچلے ہوئے ستائے لوگوں کی بددعا سے بچو، بددعا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مظلوم شخص زبان سے کچھ کہے یا ہاتھ اٹھا کر بددعا کرے یہ تو ہے ہی لیکن یہ مطلب بھی ہے کہ ظلم و زیادتی پر مظلوم شخص غم کے گھونٹ پی کر رہ جائے اور کسی وجہ سے کچھ کہہ نہ پائے اگر ایسے شخص کی کوئی آہ نکل گئی یا ظالم کے خلاف دل ہی دل میں کوئی عرضی اللہ کے دربار میں پیش کی تو اللہ کے رسولؐ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ پکار اس کی بددعا اور اس کی عرضی اللہ کے دربار میں قبول ہونے سے کوئی چیز روکنے والی نہیں ہے لہذا ہم سب پر لازم ہے کہ ظلم و زیادتی سے پرہیز کریں۔

بہترین صدقہ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کو بہترین ادب سکھانا اور اس کی تربیت کرنا ایک صاع (سواتین کلو) غلہ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ يُوَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ

صدقہ و خیرات تو اللہ کے نزدیک محبوب و مقبول ہے انسان کے لئے نافع ہے، اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول نے فرمایا کہ آدمی اپنی اولاد کو ادب سکھائے اور اس کی تربیت کرے یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے، لہذا ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کرے اور اسے ادب سکھانے کو ایسی اہمیت دے کہ ایک ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے افضل اور بہتر ہے۔

یتیم کے ساتھ حسن سلوک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد رسول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے اچھا گھر وہ ہے

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ

فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسِنُ فِيهِ وَشَرُّ
 بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ
 يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ

جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا
 سلوک کیا جاتا ہو اور ان میں برا گھر وہ ہے
 جس میں یتیم کے ساتھ بد سلوکی کی جاتی ہو

معلوم ہوا کہ اہل ایمان کے گھروں میں وہ گھر سب سے بہتر اور اچھا ہے
 جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور گھر کے لوگ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے
 ہوں بھلے برتاؤ سے پیش آتے ہوں، اور گھروں میں وہ بہت ہی برا گھر ہے
 جس میں کسی یتیم کو رکھا گیا ہو اور گھر والے اس کے ساتھ بھلا برتاؤ نہ کرتے
 ہوں دُورِ اُؤل میں یتیم خانوں اور آسرا گھروں کا رواج نہیں تھا اس لئے کوئی
 بچہ یتیم ہو جاتا یا کسی بچی کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ جاتا تو مسلمانوں کا کوئی
 نہ کوئی گھر اس بچہ یا بچی کو اپنے کنبہ میں شریک کر لیتا اور اپنے گھر میں رکھ کر اس
 کی ویسی ہی پرورش دیکھ رکھ کرتا اور حسن سلوک کرتا جیسے اپنی اولاد کے ساتھ
 کیا جاتا ہے۔

لیکن آج کے دور میں صحابہؓ کی یہ سنت تقریباً ختم ہو چکی ہے
 اور یتیم خانوں کا رواج پڑ گیا ہے اور الحمد للہ یہ مفید بھی ہے اور ٹھیک بھی
 ہے لیکن سارے یتیم بچوں اور بچیوں کا مسئلہ صرف یتیم خانوں سے
 حل نہیں ہو سکے گا لہذا امت کو خیال رکھنا چاہیے کہ یتیم خانے اور بچوں
 کے گھر جو کچھ بھی ہیں اس کے چلانے والے مبارکباد کے مستحق ہیں لیکن یتیموں
 کے مسئلہ کو وسیع پیمانے پر حل کرنے کے لئے جو طریقہ حضرت محمدؐ اور صحابہ کرامؓ

نے اپنا پاتھا اس کو بند نہ کیا جائے بلکہ اس کو جاری رکھا جائے اور ہر کھاتا پیتا گھر اور اوسط درجہ کے گھرانے کسی نہ کسی یتیم بچے یا بچی کو اپنے گھر میں رکھ کر پرورش کریں اور اپنی اولاد جیسا اس کے ساتھ سلوک اور برتاؤ کریں۔ اور وسعت کے مطابق تعلیم و تربیت کا بھی نظم کریں اس طرح یتیموں کا مسئلہ الحمد للہ اتنی آسانی سے قابو میں آسکتا ہے کہ پوری دنیا کی حکومتیں اس مسئلہ کا حل اس انداز پر نہیں کر سکتیں جیسا کہ مسلم گھرانے کر سکتے ہیں اور پچھلے دور میں کئے بھی ہیں۔

زمانہ کو برامت کہو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی زمانہ کو برا بھلا نہ کہے۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُبُّ أَحَدُكُمْ الدَّهْرَ (مسلم، مشکوٰۃ باب الأسماء)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں "زمانہ" کو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ آج کل عام طور سے لوگوں کی زبان پر یہ بات چڑھ گئی ہے کہ زمانہ بہت برا اور بڑا خراب آگیا ہے۔ جب کہ سمجھنا چاہیے کہ زمانہ تو ایک وقت ہے جو اللہ کے حکم سے گزرتا جا رہا ہے اور اسی وقت پر انسان سوار ہے۔ نحوست اور خرابی جو آتی ہے وہ انسان کے برے اعمال کی وجہ سے ہے زمانہ تو ایک چکر یا نہر ہے جو برابر گردش میں ہے اور اس پر انسان کا بدن اور اس کے زندگی کا

سامان سوار ہے یا زمانہ کو سمندر اور دریا کی ایک لہر سمجھا جائے کہ جس طرح ایک لہر گزرتی ہے دوبارہ نہیں آتی یہی حال زمانہ کا ہے کہ سمندر کی لہر کی طرح گزر رہا ہے اور جو گزر جاتا ہے لوٹ کر نہیں آتا، زمانہ کے اس آنے جانے اور گزرنے میں کیا برائی ہے دراصل نحوست اور برائی انسانوں کے اعمال بد کے سبب ہے کہ آدمی نے جب اور جس وقت میں یا زمانہ کی جس گھڑی میں برا اور خراب کام کیا تو گویا اس شخص نے اپنے عمل بد سے زمانہ کی اس گھڑی پر نحوست اور برائی لا دیا۔ قرآن مجید میں دَھُر (زمانہ) نام کی ایک سورت بھی ہے۔

ارشاد ہے هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مِّنْ كُورٍ
کیا انسان پر زمانے میں ایک وقت ایسا نہیں آیا کہ جب وہ کوئی ایسی چیز ہی نہیں تھا کہ اس کا کہیں تذکرہ ہو (الذھریۃ)

معلوم ہوا کہ زمانہ ایک رفتار ہے اور اس پر انسان کی سواری ہے اور انسان کی اچھائی برائی سے زمانہ متاثر ہوتا ہے بذات خود زمانہ میں کوئی خرابی اور نقص نہیں ہے، اس لئے اگر ہماری یہ خواہش ہے کہ زمانہ ٹھیک ٹھاک رہے اور ماحول خراب نہ ہو تو ہمیں اپنے اعمال اور کام سدھار لینا چاہیئے۔ اور برے اعمال سے دور رہ کر اچھے کام کرنا چاہیئے۔

طلاق، اللہ کے نزدیک

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْغَضُ الْحَلَائِلِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ - (ابوداؤد، مشکوٰۃ باب الطلاق)
ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

طلاق دینا حلال تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے، طلاق دینا حلال اس لئے ہے کہ بیوی سے پٹتی نہیں ہے اُن بن ہے مار دھاڑ، گالم گلوچ ہو رہا ہے بیوی شوہر کے حقوق ادا نہیں کر رہی ہے اور عورت اس سے چھٹکارہ چاہ رہی ہے یا دونوں ہی ایک دوسرے سے الگ ہونا چاہتے ہیں یا کوئی اور وجہ جدائی کی بن گئی ہو کہ جوڑے میں نباہ نہ ہو سکتا ہو تو اسلام نے میاں بیوی کو زبردستی باندھ کر کے نہیں رکھا ہے اگر نباہ نہ ہو سکتا ہو تو دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو کر اپنا اپنا راستہ لیں لیکن کسی جوڑے کا نکاح میں بندھ جانا اور قرآن مجید کے ارشاد **لَهُنَّ رِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ** کے مطابق ایک دوسرے کا لباس ہو جانا اور تعلق پیدا ہونے گھر کے بس جانے کے بعد پھر اس گھر کا ٹوٹ جانا اس سے بڑا فساد برپا ہوتا ہے۔ ماں باپ اور بچے بچیاں رشتے ناطے غرض سارے ہی تعلقات میں ایک طرح سے گھر یلو دھماکہ ہو جاتا ہے اسی لئے اسلام نے حالات کے تحت طلاق دینے کی اجازت دی ہے۔ اگر طلاق کی اجازت نہ ہوتی تو اور بھی فساد اور بگاڑ کے اندیشے تھے۔ لیکن طلاق دینا حلال اور جائز چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ناپسند چیز ہے۔

پس مسلمانوں کو یہ عاجز ایک مشورہ یہ دیتا ہے کہ خدا نخواستہ اگر گھر میں طلاق کی نوبت آئے تو آدمی عجلت اور جلد بازی نہ کرے غصہ کے مارے فوری کوئی فیصلہ نہ کرے بلکہ اپنے بڑوں سے مشورہ کرے بہتر تو یہ ہوگا کہ علماء سے رجوع کرے اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ملک

میں ہر جگہ مدرسے ہیں اور علماء کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے کسی جگہ اگر عالم موجود نہ ہوں تو دوسرے مقامات پر جا کر ملاقات کرے اور ان سے مشورہ لے اور وہ جو صلاح مشورہ دیں اس پر عمل کرے اور صلاح و مشورہ سے جو کام ہوتے ہیں اللہ نے اس میں خیر و برکت رکھی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی عورت بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس پر جنت کی بونک حرام ہے۔

○ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا امْرَأَةُ سَأَلْتُ زَوْجَهَا طَلًا قَانِي غَيْرَ مَا بَاسَ فَحَرَامٌ عَلَيْهِ هَذَا رِيحَةُ الْجَنَّةِ (ترمذی، احمد مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف میں اس عورت کو جنت کی خوشبو سے بھی محروم بتایا گیا ہے جو بلا کسی خاص وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگتی ہو یا مرد سے خلع یعنی چھٹکارہ لینا چاہتی ہو۔ بلا وجہ کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اس عورت کی نگاہ کسی دوسرے مرد پر ہو کہ اس سے نکاح کر لوں یا اور کوئی ایسا خیال اس کے دل میں آئے اس حدیث پاک سے مسلم خواتین کو چوکنا ہو جانا چاہیئے کہ دنیا کی زندگی ہے جوں توں کر کے زندگی گزار لے جیسا بھی شوہر اسے ملا ہو۔ سارے عیش و آرام اور لذت یہیں مل جانے والے ہوں ایسا کچھ نہیں ہے۔ اصل عیش و راحت آخرت اور جنت کا عیش ہے ایک دوسری حدیث ہے اَللّٰهُمَّ لَا عِيشَ إِلَّا عِيشُ الْآخِرَةِ خاص طور پر طبقہ خواتین کو اللہ تعالیٰ نے

یہ بڑا وصف عطا فرمایا ہے کہ شوہر سے طلاق مانگنے کا واقعہ ہوتا نہیں لیکن پھر بھی کہیں کہیں سنتے ہیں آتے ہیں کہ عورت خود طلاق لینا چاہتی ہے ایسی عورتوں کو اس حدیث سے نصیحت کیڑنا چاہیے کہ انھیں جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی جنت میں داخل ہونا تو بہت ہی دور کی بات ہے

○ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلَلَةَ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے اور کر والے
والے پر لعنت بھیجی ہے۔

○ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلَلَةَ

دارقطنی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۸۳

حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے دونوں پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے اور یہ ہے بھی بہت بری چیز عورت مرد میں اُن بن ہوئی اور نوبت طلاق تک پہنچ گئی اور شوہر نے تین طلاق اس عورت کو دے دی اب یہ عورت اس پر حرام ہو گئی اور دوبارہ نکاح کرنا چاہے تب بھی کوئی صورت باقی نہیں لیکن ایک صورت قرآن مجید اور حدیث میں بتائی گئی ہے کہ اس طلاق پائی ہوئی عورت نے کسی دوسرے سے نکاح کر لیا اور اس سے نباہ ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے خدا نہ کرے کہ اس دوسرے مرد سے بھی نباہ نہیں ہو رہا ہے اور اس نے بھی طلاق دیدی یا اس دوسرے شوہر کا انتقال ہو گیا اور یہ عورت پھر کیلی رہ گئی اس حال میں اگر اس کے دل میں پہلے شوہر سے نکاح کا خیال آئے اور پہلا شوہر بھی اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو اب یہ دونوں پہلے کی طرح نکاح کے بندھن میں بندھ سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ انھیں یہ خیال ہو کہ اللہ کے حدود کو قائم رکھیں گے اور اللہ کے حکموں

سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ یہ صورت حلالہ کی شریعت میں جائز ہے لیکن آج کل لوگ یہ کرتے ہیں کہ بلا وجہ یا غصہ وغیرہ میں آکر یا جھلا کر طلاق دیدی اور ایک نہیں بلکہ تین طلاق دیدی دوسرے دن جب غصہ ٹھنڈا ہوا یا گھر بار اجڑتا دیکھ کر احساس ہوا شرمندگی ہوئی تو علماء کے یہاں چکر لگانے لگا کیا کروں کیسے کروں میں تو برباد ہو گیا علماء انھیں قرآن مجید اور حدیث کا صاف صاف حکم سنا دیتے ہیں کہ اب کوئی راستہ نہیں ہے جب تک کہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے اور اس دوسرے شوہر سے بھی کسی بنا پر علیحدگی ہو جائے۔ تو اب حلال ہوگی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

لیکن لوگ اس حکم کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ اپنے کسی نوکر یا قریبی رشتہ دار سے نکاح کرادیا اور یہ عورت رات دو رات اس کے پاس رہی پھر اس سے طلاق دلوادی اور عدت گزروانے کے بعد پھر اسی عورت سے دوبارہ نکاح کر لیا اور یہ سب پہلے سے ان کے درمیان معاملہ طے ہوتا ہے یہ ایک طرح اللہ اور اس کے رسولؐ سے دھوکہ بازی ہے اور اللہ کے حکموں کے ساتھ کھلوڑا ہے اور ایسا حلالہ اللہ کی لعنت و پھٹکار کا سبب اور ذریعہ ہوگا لہذا اس قسم کی حرکتوں سے بچنا چاہیئے اور علماء کو بھی چاہیئے کہ لوگوں کو ایسا مشورہ نہ دیں بلکہ اس کی خرابیاں بتا کر لوگوں کو روکنے کی کوشش کریں۔

بیماری سے شفاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مرض میں وفات پائے اس وقت سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے۔ جب آپ کو خود دم کرنا مشکل معلوم ہونے لگا تو حضرت عائشہ پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھیں اور آپ کے ہاتھ کو تبرکاً جسم پر پھیرا کرتی تھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى
نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ
فِيهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ
كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِمِهْنٍ
وَأَمْسَحُ بِسِدِّ نَفْسِهِ لِبَرْكَتِهَا
(بخاری، کتاب الطب)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات جب قریب ہوئی اور آپ بیمار ہو گئے تو قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھ کر اپنے جسم پر آپ دم فرمایا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مرض بیماری اور بدن وغیرہ کے تکلیف کے موقع پر سنت رسولؐ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور سورتیں وغیرہ پڑھ کر بدن پر دم کیا جائے یا کسی عالم، بزرگ سے دم کرا لیا جائے۔ قرآن مجید کی آخری دونوں سورتوں میں ظاہر و باطن دونوں کا علاج موجود ہے۔

ان دونوں سورتوں کے معنی پر غور کر لیا جائے تو سمجھ میں آئے گا ان سورتوں میں اللہ کی پناہ ماننے کی درخواست کی گئی ہے اور تمام مکر و فریب اور شر و برائی سے بچنے کے لئے اللہ کی مدد اور نصرت طلب کی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ مرض نے جب زیادہ زور پکڑا اور نبیؐ

کے لئے خود پڑھ کر دم کرنا مشکل ہو گیا تو میں پڑھ کر دم کر دیتی اور برکت کے لئے آپ کا دست مبارک آپ کے جسم مبارک پر چلا مریض نہ دم کر سکے تو کوئی دوسرا پڑھ کر دم کر دے۔ اس کے بعد آنے والی حدیث میں بھی اللہ کے رسول کا یہ عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپ جب بستر پر لیٹتے تو سورۃ فلق سورۃ ناس پڑھ کر تھیلی پر دم کر لیتے پھر تھیلیاں چہرہ پر پھیر لیتے اور بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیر لیتے اور جب آپ بیمار ہوتے تو حضرت عائشہؓ کو اس کا حکم فرماتے اور حضرت عائشہؓ اسی طرح کرتیں۔ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امت کے لوگوں کو بھی تمام آفات ہلیات اور شرور و فتنہ سے بچنے کے لئے یہ عمل کرنا چاہیے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ جب گھر پر آرام کرنے کے لئے اپنے بستر پر تشریف فرما ہوتے تو اپنی دونوں تھیلی پر قل ھواللہ اور سورۃ فلق و ناس پڑھ کر دم کرتے پھر دونوں تھیلی کو چہرے اور جسم کے ان حصوں پر جہاں تک آپ کا ہاتھ پہنچتا پھیر لیتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ بیمار ہوتے تو مجھے اسی طرح پڑھ کر اپنے جسم اطہر پر ہاتھ پھیرنے کے لئے فرماتے اور میں کیا کرتی تھی۔

○ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِيهِ كَفِّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا وَكَيْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاكَ مِنْ جَسَدٍ ۖ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ تَفْعَلَ ذَٰلِكَ بِهِ۔

(بخاری، کتاب الطب، باب ۳۷)

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ آپ اپنی بعض اہلیہ کے جسم پر اپنا دامن ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِنِّمِ اے تمام لوگوں کے پالنے والے تکلیف کو دور کر کے شفاء عطا فرما تو یہی ہے شفاء دینے والا تیرے علاوہ کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا ایسی شفاء کمالہ عطا فرما جس کے بعد کوئی تکلیف نہ رہے۔

○ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ بِمَسْحِ بَيْدِهِ الْيُمْنَى وَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِذْهَبِ الْبَاسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا بِشِفَائِكَ لَا يَغَادِرُ سَقَمًا (بخاری، کتاب الطِّبِّ باب ۴۲۹)

مہمان کی ضیافت

حضرت ابو ہریرہ رضی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت و اکرام خاطر داری کرے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو وہ یا تو اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُوْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُقِلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ (بخاری کتاب الادب باب ۵۸۳)

اس حدیث پاک میں تین نصیحتیں فرمائی گئی ہیں۔

(۱) پڑوسی کو ستایا نہ جائے اور نہ ہی اسے کسی قسم کی تکلیف پہنچائی جائے۔

(۲) مہمان کا اعزاز و اکرام اور عزت کی جائے۔

(۳) بولے تو بھلی اور اچھی بات بولے ورنہ چپ رہا جائے۔

جس شخص کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان اور یقین ہے اسے ان تینوں کاموں کو کرنا ہی چاہیئے۔

برکت ختم کرنے والی چیز

○ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخُلْفُ

مُنْفِقَةٌ لِلسَّلَاحَةِ مُحِقَّةٌ

لِلْبَرَكَةِ -

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کا قول سماع کامل کے بعد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تجارت میں جھوٹی قسم سامانوں کے زیادہ فروخت کا ذریعہ ضرور ہے مگر برکت کو ختم کر دینے والی ہے۔

حرام غذا و الاجسم

○ عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

عُنِّي بِالْحَرَامِ - (بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ارشاد رسول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی حرام غذا و اجسم لے کر جنت میں نہیں جاسکتا۔

سچے تاجر کا حشر نبیوں کے ساتھ

○ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْإِمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ - (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا، امانت دار، تاجر کا حشر انبیاء، شہداء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا۔

سچا اور امانت دار تاجر حشر کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا، تجارت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ تجارت کے بارے میں رسولؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے دس دروازے کھولے ہیں جس میں سے نو دروازے تجارت کی طرف کھلتے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے اہل ایمان کو چاہیے کہ چھوٹی یا بڑی جو تجارت کر سکتے ہوں کریں، اپنی امانت داری اور سچائی کو لیکر میدان تجارت میں آئیں اور ایک مثالی تاجر بن کر دنیا و آخرت دونوں کا نفع اٹھائیں۔

رخصت بہ عمل کرنا

○ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ نے

ایک چیز کا حکم بیان کر کے اس میں رخصت دی تو اس رخصت کی اجازت سے چند لوگوں نے فائدہ نہ اٹھایا احتراز کیا یعنی اس حکم میں شدت اختیار کی۔ اس کی اطلاع جب دوبار رسالت میں پہنچی تو آپ نے مجمع عام میں تقریر فرمائی خطبہ اور خدا کی حمد کے بعد فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ جب کسی حکم کے متعلق رخصت دی جاتی ہے تو اس میں شدت اختیار کرتے ہیں۔ خلائی قسم میں ان کے مقابلے میں خدا کو زیادہ جاننے والا اور اس سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَيْئًا فَرَّخَصَ فِيهِ فَنَتَزَّلَا عَنْهُ
قَوْمٌ فَبَلَخَ ذَٰلِكَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ
فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ
أَقْوَامٍ يَتَنَزَّلُونَ عَنِ الشَّيْءِ
أَصْنَعُهُ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَا غَلَبَ لَهُمْ
بِاللَّهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهْ خَشْيَةً

بھگڑے کی نحوست



حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ارشاد رسول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی قوم ہدایت پر گامزن رہنے کے بعد گمراہ ہوئی ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ وہ آپس میں لڑیٹھے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

صرف آپ سے سخت اور تکرار کرنے کے لئے ان

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ
قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا
أَوْتُوا الْجِدْلَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ
مَا ضَرَبُولَا لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَل

لوگوں نے یہ بات چلائی بلکہ یہ لوگ جھگڑا و قوم
بن گئے ہیں۔

هُم قَوْمٌ خَصْمُونَ ﴿۵۸﴾
الزَّخْرَفُ آیت ۵۸

حسن اخلاق

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی کریم
نے فرمایا کہ کامل ترین مومن وہ شخص ہے
جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور جو شخص
اپنی بیوی کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہو۔

○ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيْمَانًا
أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَالْطَّهْمُ
بِأَهْلِهِ. (ترمذی، ترمذی و ترمذی)

آپ کے سب سے قریب کون ؟

حضرت جابر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ص
نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تم میں زیادہ محبوب اور
قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب
رہنے والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق عمدہ ہو۔

○ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ
مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَقْرَبُكُمْ مِنِّي
مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
أَحْسَنُكُمْ خُلُقًا.
(ترمذی، ترمذی و ترمذی)

اللہ کے عرش کا سایہ کس کو ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے میرے خلیل! لوگوں کے ساتھ عمدہ اخلاق سے پیش آؤ اگرچہ کفار ہی کیوں نہ ہوں آپ کا داخلہ جنت میں نیک لوگوں کے مقام پر ہوگا۔ اور میرا یہ وعدہ اچھے اخلاق والوں کے لئے ہو چکا ہے کہ قیامت کے دن ان کو اپنے عرش کے سائے میں رکھوں گا۔

رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ إِبْرَاهِيمُ يَا خَلِيلِي حَسِّنْ خُلُقَكَ وَلَوْ مَعَ الْكَفَّارِ حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلَ الْأَبْرَارِ وَإِنَّ كَلِمَتِي سَبَقَتْ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ أَنْ أَظْلَهُ تَحْتَ عَرْشِي وَأَنْ أَسْقِيَهُ مِنْ حَظِيرَتِي قُدْسِي وَأَنْ أُدْنِيَهُ مِنْ جَوَارِي -

(طبرانی، ترمذی، تہذیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اپنی دعائیں یہ بھی فرماتے کہ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ دلوں میں نفرت پیدا ہونے اور حق راستہ میں ڈالواں ڈول ہونے اور اخلاق کی خرابی سے (مجھے بچالے)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو، يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّقَاكِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْإِخْلَاقِ -

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْبَتَّى الْأَمِينِ

مفسرِ قرآن الحاج عبد الکرم پاریکھ صاحب مدظلہ کی
دوسری تصنیفات و تالیفات

- | | | |
|-----------------------|--|---|
| | تشریح القرآن | ① |
| | یعنی آسان ترجمہ قرآن اردو | |
| | ہندی ترجمہ قرآن | ② |
| | تفسیر نئی خزانہ | ③ |
| BANGLA, ENGLISH, ہندی | آسان لغات القرآن اردو | ④ |
| | قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں | ⑤ |
| | بہنوں کی نجات | ⑥ |
| ENGLISH, مراठी, ہندی | گلے کا قاتل اردو | ⑦ |
| | تحفظ گلے | ⑧ |
| ENGLISH | جگ کا ساتھی اردو | ⑨ |
| مراठी | مومن خواتین اردو | ⑩ |
| ہندی, انگریزی | آیات شفاء عربی, اردو | ⑪ |
| | تعلیم الحدیث | ⑫ |
| | دُعائے حفاظت عربی, اردو, ہندی, انگریزی | ⑬ |
| ENGLISH, ARABIC, ہندی | پارہ عزم ترجمہ اردو | ⑭ |
| ENGLISH, مراठी, ہندی | اوپر کی دنیا اردو | ⑮ |
| ENGLISH, ہندی | جگ کے پانچ دلوں اردو | ⑯ |

